بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحسنِ اِنسانیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حصّہ اوّل

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسن انسانیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حصہ اوّل

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	تمہید پیدائش نور محمد (خاتم النبیین ﷺ)	4
2	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا یوم ولادت	5
	☆ واقعات رضاعت	5
3	دعوتِ تبلیغ (حضور پاک خاتم النبیین ﷺ)	7
4	آزمائشوں کی گھڑیاں اور اللہ تعالیٰ کی مدد	8
5	بیعتِ رضوان	10
6	واقعہ معراج	12
	☆ نقشہ واقعہ معراج	16
7	شمائلِ نبوی خاتم النبیین ﷺ	17
8	آپ خاتم النبیین ﷺ کی گفتگو اور لباس	17
9	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زیرِ استعمال اشیاء متبرکہ	18
10	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات	20
11	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اولاد مبارک	20
12	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت شوہر	20
13	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت حکمران	21
14	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت معلم	22
15	تعلیماتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ	23
16	اخلاقِ نبوی خاتم النبیین ﷺ	27
17	اِتباعِ رسول خاتم النبیین ﷺ	29
18	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین	34
19	نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نور ہیں	36
20	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وصال مبارک	39
21	خاتم النبیین ﷺ	41
22	شجرہ نسب	43
23	شفیع المذنبین خاتم النبیین ﷺ	44
24	دُرود شریف	46

	☆ دُرود اور سلام کا تعلق	49
25	اہلِ بیت کون لوگ ہیں؟	51
26	اصحابِ صُفّہ کون لوگ ہیں؟	52
27	اصحابِ کہف کون لوگ تھے؟	53
28	ربیع الاول	55
29	بارہ ربیع الاول	57
30	میلادِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی حقیقت	59
31	بے مثل و بے مثال	62
32	آدابِ رسول خاتم النبیین ﷺ	64
33	تعظیمِ رسول خاتم النبیین ﷺ	66
34	اختیاراتِ رسول خاتم النبیین ﷺ	69
35	جن چیزوں سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی	73
36	طب نبوی (خاتم النبیین ﷺ) سے علاج	74
37	نسبت کیا ہے؟	76

تمہید پیدائش نور محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جب اس معشوق حقیقی نے جو بہت سے بے نام ونشان حجابوں میں پردہ نشین اور بے انتہا عدم نما پردوں میں چھپا ہوا تھا ارادہ کیا کہ کوئی ایسا آئینہ ہو کہ جس میں اپنے حسن و جمال قدرت کے گونا گوں جلوے اور کمال و ناز و عظمت کے بوقلموں کرشمے دیکھے تو اس وقت یہ نورانی خیال بشکل آئینہ روبرو ہوا۔

تفصیل اس کی ارباب خبر اور اصحاب معرفت یوں بیان کرتے ہیں کہ "اللہ جل شانہ کا سب سے پہلا جلوہ نور محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔یعنی خلاق مطلق نے تمام کائنات اور جملہ موجودات سے ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس پہلے نور محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا فرمایا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ پھر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:" کُونی حَبِیبِی مُحَمَّداً۔۔۔۔یعنی ہو جا اے محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حبیب میرا"۔۔۔۔یہ سن کر نور محمدی شاد ہوا۔پھر یہ نور محمدی 9 ہزار برس تک اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول رہا۔پھر اللہ تعالی نے آئینہ حیا پیدا کر کے اس کے مقابل کیا۔جس وقت اس نور نے اپنی بے مثال صورت آئینہ میں دیکھی تو سر سجدہ میں رکھ دیا اور پانچ بار " سبحانَ رَبیَ الاَعلی " کہا۔پھر یہ نور محمد حسن آدم علیہ السلام سے 50 ہزار برس پہلے عرش مجید کے طواف میں مشغول رہا اور "الحمدللہ " کہتا رہا۔پھر اللہ تعالی نے خوش ہو کر فرمایا کہ " حبیب (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس طرح اور سب رسولوں پر آپ کو فضیلت اور بزرگی حاصل ہے اسی طرح تمہاری امت کو تمام امتوں پر فضیلت اور بزرگی دوں گا اور سب سے بہتر امت بناؤں گا"۔نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ "اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ جو کوئی مجھ سے محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منکر ہو کر ملے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا"۔حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا "الہی احمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ فضیلت کس وجہ سے ہے "؟ فرمایا" یہ بڑے حمد کرنے والے ہوں گے، یہ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے اور میں ان کے تھوڑے سے عمل کو بہت قبول کروں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا"۔حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی "الہی !اس امت کا نبی مجھے بنا دے"۔فرمایا" اے موسی علیہ السلام !اس امت کے نبی تو حضرت محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں گے"۔جب یہ عرض قبول نہ ہوئی تو درخواست کی کہ "اچھا تو مجھے اس نبی کی امت میں پیدا کر"۔اللہ تعالی نے فرمایا کہ " ایسا نہیں ہوگا لیکن اے موسی! میں تم کو اور محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جنت میں اکٹھا کر دوں گا"۔اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا کہ " میں امت محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دو نور عطا کروں گا ایک نور قران کا اور دوسرا نور ماہ رمضان کا اور دو تاریکیوں ل سے محفوظ رکھوں گا ایک قبر کی تاریکی سے، دوسری قیامت کی تاریکی سے"۔حضرت محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا"اللہ تعالی نے مجھے تین چیزیں عطا کی ہیں:

1- اول جنت میری امت کی مشتاق ہوگی۔

2- دوسرے دوزخ میری امت سے پناہ مانگے گی۔

3- تیسرے جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالی کے فرشتے وہ میرے پاس پہنچاتے رہیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا" وہ امت کیوں کر محروم ہوگی جس کے اول میں میں ہوں، بیچ میں مہدی علیہ السلام اور آخیر میں حضرت عیسی علیہ السلام ہوں گے"۔

غرض اس امت کے لوگ بڑے بڑے مرتبے اور بڑی بڑی بزرگیاں پائیں گے۔

خود اللہ تعالی نے سورہ آل عمران، آیت نمبر 110 میں ارشاد فرمایا:" کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ　ترجمہ: جو امتیں لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہیں تم ان سب میں بہترین امت ہو "۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے میں امت کو بھی بہترین بنا دیا اور کیسا کرم کیا ہے کہ تھوڑے عمل کو زیادہ کر کے قبول کیا۔۔۔ایک کے بدلے دس نیکیاں اور یہ تو سب کے لیے۔۔۔باقی کسی کے لیے ایک نیکی کے بدلے میں سو، کسی کے لیے ہزار اور کسی کے لیے اس سے بھی زیادہ۔۔۔یہ امت کی محبت، اخلاص اور ادب پر موقوف ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا یوم ولادت (12 ربیع الاول)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں "ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر کے دن اعلان نبوت فرمایا، پیر کے دن مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، پیر کے دن مدینہ منورہ میں قدم رنجا فرمایا اور پیر کے دن ہی آپ خاتم النبیین ﷺ نے وصال فرمایا"۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت بھی پیر کے دن، بعثت بھی پیر کے دن، دار فانی سے انتقال بھی پیر کے دن اور جس روز حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حجرہ اسود کو اٹھا کر دیوار کعبہ میں رکھا وہ بھی پیر کے دن تھا"۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 1، صفحہ 164)

واقعاتِ رضاعت:- اس میں سب کا اتفاق ہے کہ سات دن آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی والدہ نے دودھ پلایا۔ پھر چند روز ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا۔ ثوبیہ کے بعد یہ دولت ابدی وسعادت سرمدی حضرت حلیمہ سعدیہؓ کو عنایت ہوئی۔ حضرت حلیمہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) پیدا ہوئے تو ایک رات ہمارے قبیلہ میں غیب سے آواز آئی کہ "اے بنی سعد کی عورتو! خبردار ہو، اللہ تعالی نے برکت نازل فرمائی ہے- ایک لڑکا قریش میں پیدا ہوا ہے، دوڑو اور جلدی کرو اور اس دولت کو لو"- حضرت حلیمہؓ فرماتیں ہیں کہ "میرے قبیلے کی عورتوں نے جب یہ سنا تو اپنے اپنے خاوندوں کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئیں- حضرت حلیمہؓ فرماتیں ہیں کہ میں بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوئی لیکن میری اونٹنی نہایت بوڑھی اور سست تھی- اس وجہ سے میں پیچھے رہ گئی- جب میں مکہ پہنچی تو تمام عورتیں مکہ میں پیدا ہونے والے تمام بچوں کو لے چکی تھی- میں نے ہر چند تلاش کیا لیکن کوئی لڑکا مجھے نہ ملا---- پھر حضرت عبدالمطلب نے با آواز بلند کہا کہ "اے بنی سعد کی عورتو! تم میں سے کوئی باقی ہے جو ہمارے پوتے کو لے- میں جلدی سے بول اٹھی "فقط میں باقی ہوں"- حلیمہ فرماتی ہیں "میں ان کے ہمراہ مکان میں پہنچی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک بی بی کہ چہرہ ان کا جیسے چودھویں رات کا چاند ہو بیٹھی ہیں، معلوم ہوا کہ وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ماں ہیں- حضرت عبدالمطلب نے ان سے میرا حال بیان کیا- سن کر بہت خوش ہوئیں اور جہاں آپ (خاتم النبیین ﷺ) آرام فرما رہے تھے وہاں لے آئیں- اس وقت آپ (خاتم النبیین ﷺ) ہرے ریشم کا بچھونا اور ریشم کا رومال اوڑھے ہوئے سو رہے تھے اور جسم سے خوشبو آرہی تھی- میں نے قریب پہنچ کر آہستہ سے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا- آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے آنکھیں کھول دی اور مسکرائے- میں نے ماتھے پر بوسہ دیا اور گود میں اٹھا لیا-

اس کے بعد میں نے اپنی دائیں طرف سے دودھ پیش کیا- آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے پیا- پھر میں نے چاہا کہ بائیں جانب سے بھی دودھ پلاؤں لیکن آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے نہیں پیا اور اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیا- حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو لے کر تین دن مکہ میں رہیں اور پھر رخصت ہوئیں- واپسی پر اونٹنی کی رفتار باقی تمام اونٹنیوں کے مقابلے میں زیادہ تھی"- حضرت حلیمہ فرماتی ہیں "جب میں گھر پہنچی تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے قدم کی برکت سے میرے گھر میں بلکہ ساری بستی میں بہت برکت ہوئی- میری بکریاں کثرت سے دودھ دینے لگی اور میرے جانور موٹے ہو گئے- جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے بستر پر کبھی پیشاب پاخانہ نہیں کیا- پہلے اشارہ کر دیتے اور زمین پر پیشاب پاخانہ واقع ہوتا تھا- فوراً ہی زمین شق ہوتی اور سب کچھ زمین نگل لیتی تھی- حضرت حلیمہ فرماتی ہیں "مجھے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو نہلانے یا منہ دھلانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی- یہ سب کچھ خود بخود غیب سے ہو جاتا تھا"- آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے بڑھنے کا یہ حال تھا کہ ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے ایک ماہ میں اور ایک ماں میں اتنا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے ایک برس میں بڑھتے تھے چنانچہ دوسرے مہینے آپ (خاتم النبیین ﷺ) آپنے ہاتھوں کے زور سے گھٹنوں پر چلنے لگے اور نویں مہینے بافصاحت کلام کرنے لگے اور کبھی چاند سے باتیں کرتے- جس طرف انگلی سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف پھر جاتا-

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھ سے ایک دن کہا کہ " کیا سبب ہے کہ بھائی دن میں گھر پر نہیں ہوتے"؟ حضرت حلیمہ بولی کہ " وہ دن میں بکریاں چرانے جایا کرتے ہیں"- فرمایا" کل سے ہم بھی بکریاں چرانے جائیں گے"- حضرت حلیمہ کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی دل شکنی منظور نہ ہوئی- اس لیے دوسرے دن بالوں میں کنگی کی، سرمہ لگایا، سفید کپڑے پہنائے اور پھر آپ عصا کے لے کر بھائیوں کے ساتھ جنگل بکریاں چلانے کے لیے روانہ ہو گئے- دوپہر کے وقت حضرت حلیمہ کا بیٹا دوڑتا گھر میں آیا اور کہا" اے ماں! بھائی حجازی کی جلد چل کر خبر لے- شاید ہی وہ ہمیں زندہ ملے"- حضرت حلیمہ یہ سن کا گھبرائی اور کہا" مجھے کچھ تو بتاؤ کہ کیا ہوا ہے"؟ اس نے کہا کہ " وہ ہمارے ساتھ جنگل میں تھے ا- چانک دو شخص آئے ان کو اٹھا کر لے گئے اور پہاڑ پر لے جا کر ان کا پیٹ چاک کر دیا-

یہ سن کر حلیمہ اوران کا شوہر بدحواسی اور پریشانی کے عالم میں جنگل کو دوڑے۔ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس پہنچے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو بالکل ٹھیک دیکھ کر مسکرانے لگے۔حلیمہ دوڑ کر لپٹ گئی اور پیار کیا اور ماجرا دریافت کیا۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اے مادر مہربان! میں بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں کھڑا تھا کہ اچانک دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ کہتے ہیں کہ وہ جبرائیل ومیکائیل تھے۔ مجھے اٹھا کر پہاڑ کی طرف لے گئے۔ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمردین تھا جو کہ برف سے لبریز تھا۔ایک نے بالطف ومہربانی تکیہ دے کر میرا سینہ ناف تک چاک کیا اور میں دیکھ رہا تھا مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر پیٹ میں ہاتھ ڈال کر آنتیں نکالی اور برف کے پانی سے دھوکر اپنی جگہ پر رکھ دیں۔ پھر دوسرا شخص اپنے ساتھی سے بولا کہ "بس اب ہٹ جاؤ اب جو حکم میرے لیے ہے میں کروں گا"۔اس نے بھی میرے پیٹ میں ہاتھ ڈالا اور میری دل کو اپنے مقام سے نکالا اور چاک کیا۔ چاک کرنے کے بعد ایک سیاہ نقطہ خون آلود اس میں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا" اے حبیب اللہ! یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا۔بعد میں اس نے میرے دل کو معرفت،حق،یقین،صادق اور نور ایمان سے بھر کر اپنے مقام پر رکھ دیا اور ایک نورانی مہر کی اور ہاتھ میرے سینے کے شگاف پر پھیرا۔جس کا اثر میرے جسم کی رگوں اور جوڑوں میں اب تک محسوس ہو رہا ہے۔ پھر وہ شگاف فورا بھر گیا اور سینہ جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اور ایک خط (لائن) سینے سے ناف تک باقی تھا۔بی بی حلیمہ سعدیہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو وہاں سے لے کر گھر گئی اور ارادہ فرمایا کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو فورا مکہ پہنچا دیا جائے۔حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ " رات کو ایک آواز آئی کہ اب خیر و برکت بنی سعد سے جاتی ہے اور بطحائے مکہ خوشخبری ہو کہ نور اور روشنی اور زیب وزینت تجھ میں پھر آتی ہے"۔

قصہ مختصر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو مکہ پہنچا دیا گیا۔حضرت عبدالمطلب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت حلیمہ کے ساتھ کمال احسان وانعام واعزاز سے پیش آئے اور اس قدر مال وزر دیا کہ مالا مال کردیا۔

مکہ آنے کے بعد آپ (خاتم النبیین ﷺ) اپنی والدہ کے ساتھ رہنے لگے ۔جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) چھ برس کے ہوئے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی والدہ حضرت آمنہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو لے کر مدینے گئیں۔حضرت ام ایمن (آپ کی والدہ کی لونڈی) بھی ساتھ تھیں۔ایک ماہ تک حضرت آمنہ مدینے میں رہیں۔ مدینے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران بیمار ہوگئیں۔ چند دنوں بعد مدینے میں ہی آپ کا انتقال ہوگیا۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) ام ایمن کے ساتھ واپس مکہ آگئے اور اپنے دادا کی کفالت میں رہنے لگے۔مگر جلد ہی اپنے دادا کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے۔ پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو اپنی کفالت میں لے لیا۔

(حضرت حلیمہ پھر دو مرتبہ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ایک مرتبہ نبوت سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے زمانے میں اور حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کو بہت کچھ دے کر رخصت کیا اور---- دوسری بار جنگ حنین کے دن،حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر مبارک سے ان کے لیے بچھونا بنایا اور بہت احسان اور بخشش کی۔ پھر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے خاوند اور لڑکیوں سمیت مسلمان ہوگئیں۔)

آپ (خاتم النبیین ﷺ) بچپن ہی سے پاکیزہ خیالات کے مالک تھے۔راست باز اور دیانت دار تھے۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو مکہ کے معاشرے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پھر غار حرا میں جانے لگے اور وہاں الگ تھلگ بیٹھ کر غور وخوض میں مشغول رہتے۔ایک دن رمضان کے مہینے میں جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی عمر چالیس برس تھیں اور حضرت خدیجہؓ سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی شادی ہوچکی تھی۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) غار حرا ہی میں غور وخوض میں مصروف تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غار میں تشریف لائے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو سورہ العلق کی پہلی پانچ آیات پڑھائیں۔اس کے ساتھ ہی نبوت کا بار آپ (خاتم النبیین ﷺ) پر ڈال دیا گیا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واپس جانے کے بعد آپ (خاتم النبیین ﷺ) مکہ اپنے گھر تشریف لائے۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) بے حد گھبرائے ہوئے تھے۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت خدیجہؓ سے کہا" مجھے کچھ اوڑھا دو۔ مجھے معلوم نہیں کیا ہوگیا ہے"؟ پھر پورا واقعہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا۔حضرت خدیجہؓ نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو تسلی دی اور کہا" آپ (خاتم النبیین ﷺ) راست باز اور دیانت دار ہیں۔اللہ تعالی آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو نقصان نہیں ہونے دے گا"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) پریشان تھے کہ نبوت کا بار میں کیسے اٹھاؤں گا؟

چھ ماہ کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام دوبارہ آئے اور" سورہ المدثر" کی پہلی سات آیات نازل ہوئیں۔ پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو کھلے عام تبلیغ کا حکم ہوا۔پس پھر کیا تھا قریش کے لوگوں کو جب معلوم ہو کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے نبی ہونے کا دعوی کیا ہے تو سب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے دشمن ہوگئے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی نبوت کا صاف انکار کردیا۔

دعوتِ تبلیغ (حضور پاک خاتم النبیین ﷺ)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو طرح طرح سے سمجھا کر جب ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو لوگ حضرت ابو طالب کے پاس آئے، سخت گرمی کا زمانہ تھا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بازاروں میں دعوتِ حق پہنچا رہے تھے کہ اُن کو اپنے چچا حضرت ابو طالب کا پیغام ملا۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے چچا کے پاس پہنچے تو تمام اکابرِ قریش جمع تھے، چچا نے کہا!

"اے جانِ عم! یہ قریش کے معزز لوگ تمہارے بارے میں مجھ سے شکایت کر رہے ہیں، تُم انہیں تکلیف دینا بند کر دو، پھر یہ تُم کو اور تمہارے خُدا کو کچھ نہیں کہیں گے"۔

اِس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے نظر اُٹھائی اور سردارانِ قریش سے کہا کہ ''کیا تُم سورج کو دیکھ رہے ہو''؟

اُنھوں نے کہا ہاں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح آپ لوگ سورج کی شعاعوں اور حرارت کو نہیں روک سکتے، اِسی طرح مَیں بھی اپنے کام کو نہیں روک سکتا، کیونکہ مَیں اپنے رَب کا پیغمبر ہوں۔ نہ اپنی مرضی سے کچھ کہتا، نہ اپنی مرضی سے کچھ کرتا، نہ اپنی مرضی سے کچھ بولتا ہوں''۔ یہ جواب دے کر آپ خاتم النبیین ﷺ چلے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے جانے کے بعد، آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے لوگوں سے کہا: " اے بھائیو! میرے بھتیجے نے کسی کو کوئی غلط اور جھوٹی بات نہیں کہی "۔

لوگ اپنا سا منہ لے کر چلے گئے۔ اِس کے بعد قریشِ مکہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو تنگ کرنے اور ستانے کا کوئی موقع کبھی نہ چھوڑا۔

جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنی دعوت سے باز نہ آئے تو اہلِ قُریش پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور دھمکی دی کہ یا تو اپنے بھتیجے کو باز کر لیں، یا پھر جنگ کے لیے تیار ہو جائیں، اَب آپ رہیں گے یا ہم رہیں گے۔ چچا نے پھر بات کی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " چچا جان! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں، تو بھی مَیں یہ کام نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کر دے یا مَیں اِس راہ میں کام آ جاؤں"۔ چچا نے اپنے بھتیجے کو کبھی پریشان نہیں دیکھا تھا، آپ خاتم النبیین ﷺ اُٹھ کر جانے لگے تو چچا نے پکارا:

"اے بھتیجے! تُم اپنا کام جاری رکھو، جو کچھ کرنا ہے بلا خوف و خطر کرو، خُدا کی قسم کسی بھی قیمت پر مَیں تمہیں دُشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا"

آپ خاتم النبیین ﷺ بے انتہا خوش ہوئے دل کو ڈھارس بندگئی، وہاں سے نکلے تو زیادہ سرگرم ہو گئے۔

اَب ایک بار پھر سردارانِ قُریش حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا "اے ابو طالب آپ ہمارے سردار ہیں، بس اپنے بھتیجے کو منع کیجیئے کہ وہ ہمارے معبودوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دے" نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پھر بُلوائے گئے، چچا نے قوم کی بات دہرادی، اس پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " کیا مَیں اِنہیں اِس سے بہتر چیز کی طرف نہ بُلاؤں؟ "حضرت ابو طالب نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا

"مَیں انہیں ایسے کلمے کی طرف بُلاتا ہوں کہ اگر وہ اِسے مان لیں، تو یہ عرب کے حکمران بن جائیں اور عجم اِن کا تابعدار ہو جائے"

ابو جہل فوراً بولا یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے، تمہارے باپ کی قسم! ایک نہیں ہم ایسے دس کلمے ماننے کو تیار ہیں۔ اِس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، تو پھر کہو:

" لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه "

یہ سُن کر سب غصے سے بھر گئے، بڑی نفرت کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے، اور آپس میں کہنے لگے، "اپنے معبودوں کی بات پر جمے رہو، اِس کی بات سے تو کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ اَب دیکھ لینا ہم کِس طرح تجھ سے نمٹتے ہیں"، یہ اُن کی دھمکی تھی۔

پھر ان ظالموں نے دعوتِ حق کو ناکام کرنے کے لیے نِت نئی چالیں چلیں، آپ خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں پر وہ ظلم ڈھائے کہ زمین و آسمان بھی کانپ اُٹھے۔ کفارِ مکہ کو جب کسی شخص یا قافلے کے آنے کی خبر ملتی تو وہ دوڑ کر مکہ سے باہر چلے جاتے اور وہیں سے اُن کے کان بھرنا شروع کر دیتے کہ ''ہمارے ہاں ایک شخص بے دین ہو گیا ہے، وہ کہتا ہے کہ مَیں خُدا کا نبی ہوں، حالانکہ کہ وہ جادوگر ہے اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو مسحور کر لیتا ہے۔ اُس کی باتوں میں نہ آنا اور سُننا بھی نہ، کہیں تُم پر بھی اُس کا جادو نہ چل جائے''۔

****

آزمائشوں کی گھڑیاں اور اللہ تعالیٰ کی مدد

مخالفینِ حق اور دُشمنانِ دین ہاتھ دھو کر پیارے نبی خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ ابولہب آئے دن آپ خاتم النبیین ﷺ کے دروازے پر کوڑا پھینکتا تھا، اُس کی بیوی اُمِ جمیل بھی اُس سے کم نہ تھی، وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی تھی، ظالموں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو کیا کیا دُکھ نہیں پہنچائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ بیاہی گئیں تھیں۔ دونوں داماد باپ کی طرح، دین اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دُشمن تھے، اِن دونوں نے بیویوں کو طلاق دے دی، دُشمنوں نے دِل کی جلن اور حسد کی وجہ سے محمد خاتم النبیین ﷺ کو بیٹیوں کی طرف سے بھی بے حد دُکھ پہنچایا۔

"اللہ کے رسول آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود اور سلام ہو کہ انسانیت کے فائدے کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ نے کیا کیا دُکھ جھیلے۔ دُشمن آپ خاتم النبیین ﷺ کی نمازوں میں شور وغل مچاتے، تالیاں بجاتے، سیٹیاں بجاتے تاکہ آپ خاتم النبیین ﷺ نماز ادا نہ کر سکیں، طنز کرتے اور کہتے، اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کیوں نہ ہوا کہ تمہارے ساتھ فرشتے اترتے اور وہ تمہاری بات کی تائید کرتے، یا تمہارے ساتھ ڈھیر سامال ہوتا، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھتے تو طنز کرتے اور کہتے ! یہ لوگ ہیں روم اور ایران کو فتح کرنے والے"۔ ابوجہل نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ایک روز آپ خاتم النبیین ﷺ کے قریب سے گالیاں دیتا، طنز کرتا ہوا گزرا تو حضور خاتم النبیین ﷺ نے جواب دینا تو درکنار، توجہ ہی نہ دی۔ اس ناکامی سے اسکا دل کھول اٹھا اور کچھ نہ سوجھا تو زمین پر سے مٹھی کنکریوں کی بھر کر حضور خاتم النبیین ﷺ کے چہرہ مبارک پر دے ماری۔ وہاں مکہ کے ایک سردار کی لونڈی کھڑی تھی وہ دل میں اسلام پر فدا تھی اسکا دل بھر آیا اس نے اپنے دل میں کہا، "اسلام لانا ایسا ہی جرم ہے کہ لوگ ستاتے ہی چلے جائیں "۔

شام ہوئی تو اُس لونڈی نے حضرت حمزہؓ کو دیکھا۔ وہ شیرِ قریش تھے، بہادر اور نڈر تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا تھے، خالہ کے بیٹے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ اِس وقت وہ شکار سے واپس آکر کعبۃ اللہ میں طواف کرنے جارہے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپس آکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، سردار مکہ کی لونڈی نے انہیں دیکھا تو بولی: "اے ابو عمارہؓ کیا آپ لوگوں میں غیرت نام کی کوئی چیز بھی نہیں رہی؟ لوگ محمد خاتم النبیین ﷺ کو اتنی آزادی سے ستا رہے ہیں اور تُم میں سے کوئی بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کی مدد نہیں کرتا؟"

حضرت حمزہؓ چلتے چلتے رُک گئے اور پوچھا: "اے عبداللہ کی لونڈی کیا کہہ رہی ہے؟"

لونڈی کہنے لگی: "مَیں کیا بتاؤں کہ آج تمہارے بھتیجے پر کیا گُزری ہے؟ محمد خاتم النبیین ﷺ یہیں تھے کہ ابوجہل آ گیا، اُس نے وہ گالیاں دی کہ مَیں تو اپنا سر پیٹ کر رہ گئی، پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اُس نے مٹھی بھر کنکریاں آپ خاتم النبیین ﷺ کے منہ پر پھینک دیں"۔

حضرت حمزہؓ کو یقین نہ آیا تو کہا، "کیا تُو آنکھوں دیکھی کہہ رہی ہے"؟ لونڈی نے کہا! "ہاں ہاں میری اِن آنکھوں نے خود دیکھا ہے اور میرے اِن کانوں نے خود سُنا ہے"۔ حضرت حمزہؓ کو بڑا غصہ آیا، غصے میں بھرے ہوئے حرم پہنچے، وہاں قریش کی محفل جمی ہوئی تھی۔ لیکن حمزہؓ نے کسی سے بات نہ کی اور آتے ہی ابوجہل کے سر پر کمان دے ماری، کمان کی چوٹ سے ابوجہل کا سر پھٹ گیا اور اُس کا چہرہ لہولہان ہو گیا، پھر حضرت حمزہؓ نے اُسے پھنکارتے ہوئے کہا: "وہ میرا بھتیجا ہے جس کو تُم نے لاوارث سمجھ رکھا ہے۔ اُس کا چہرہ گالیاں اور پتھر کھانے کے لیے نہیں ہے"۔ ابوجہل بھی کانپ گیا مگر خوشامدی لہجے میں کہنے لگا: "بھائی اُس نے ہم سب کو اُلو بنا رکھا ہے، کبھی ہمارے باپ دادا کو بُرا بھلا کہنے لگتا ہے تو کبھی ہمارے دیوتاؤں کو اور ہمارے لونڈی غلاموں کو بہکاتا ہے"۔

حضرت حمزہؓ اُس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے، بس اُس وقت نہ جانے جی میں کیا آئی کہ بھتیجے کی محبت یکا یک اُمڈ آئی، یا پھر کوئی نیک گھڑی تھی۔ بس وہ اِسی لمحہ بول اُٹھے: "ہاں وہ سچ کہتا ہے۔ تُم سے زیادہ نادان بھی کوئی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بے جان مورتیوں کی پوجا کرتے ہو۔ سُن لو! مَیں بھتیجے کے ساتھ ہوں اور اَب اسلام ہی میرا جینا مرنا ہوگا"۔ ابوجہل حضرت حمزہؓ کا غصہ دیکھ کر ڈرا اور سمجھ گیا کہ اَب نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اُس کا سارا تاؤ یکدم ختم ہو گیا۔ وہ بڑے خوشامدانہ لہجے میں بولا "چھوڑو مَیں نے واقعی محمد خاتم النبیین ﷺ سے بڑی زیادتی کی ہے"۔

حضرت حمزہؓ کے ایمان نے کُفر کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا کیونکہ باطل اپنے ایک قوی اور طاقتور پہلوان سے محروم ہو چُکا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اِس خبر پر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ مبارک گلاب کی مانند کھل اُٹھا تھا، اِس موقع پر بے اختیار آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا "اے اللہ حمزہؓ کو ثابت قدم رکھ"۔

دوسری دُعا آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے یہ نکلی: "اے اللہ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو تجھے محبوب ہو، اُس سے اسلام کی مدد فرما "

آپ خاتم النبیین ﷺ کی اِس دُعا کے بعد حضرت عمرِ فاروقؓ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے، اور پھر تو کمزوروں کو سہارا مل گیا، وہ جو چھپ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے، اَب بڑی بےخوفی سے کعبہ میں عبادت کرنے لگے۔

دوسری طرف وہ سب لوگ مل کر عقلیں دوڑاتے رہے، ہرطرح کا ظلم ڈھایا گیا، ظالموں نے اسلام کے نام لیواؤں کا جینا دوبھر کر دیا۔ بالآخر ان کی بےقراری اِس حد تک بڑھ گئی کہ سب قبائل عرب آپس میں مِل گئے اور ان سب قبائل نے مِل کر ایک معاہدہ کیا۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ خاندان بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ آج سے کوئی بھی بنو ہاشم کے کسی فرد سے لین دین نہیں رکھے گا، نہ کھانے پینے کا سامان اُن سے لے گا نہ اُن کے ہاتھ فروخت کرے گا، نہ شادی بیاہ کا کوئی تعلق رکھے گا، یہ معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیا گیا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے۔

شعبِ ابی طالب

حضرت ابو طالب کو جب یہ معلوم ہوا تو اُنہوں نے تمام بنو ہاشم کو اکٹھا کیا اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو ساتھ لے کر شعبِ ابی طالب میں جا کر رہنے کی تجویز پیش کی۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب، دونوں خاندانوں نے اِس تجویز کو پسند کیا۔ ان دونوں خاندانوں کے وہ لوگ جو مسلمان تھے اور وہ لوگ جو مسلمان نہیں تھے سب کے سب شعبِ ابی طالب میں اکٹھے ہو گئے۔ شعبِ ابی طالب مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ ابوقبیس کی ایک گھاٹی تھی جِس میں ابو طالب رہتے تھے۔ جیسے ہی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے افراد شعبِ ابی طالب میں منتقل ہوئے تو قریشِ مکہ نے اِن کی ناکہ بندی کر دی، یہ محاصرہ انتہائی سخت تھا، قریش اِن لوگوں کے ساتھ کوئی نرمی برتنے یا کوئی سہولت دینے کو بالکل تیار نہ تھے، بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لوگ بالکل بند ہو کر رہ گئے تھے۔ سختی کے اِن ایام میں دو افراد ایسے تھے جو معصوم بچوں کی چیخیں برداشت نہ کر پاتے اور نہ اُنہیں رشتے داروں کا حال چین لینے دیتا تھا۔ یہ افراد حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیمؓ اور بنو ہاشم کے ایک اور قریبی عزیز ہشامؓ بن عمرو تھے۔ انہیں جب کبھی موقع ملتا تو غلہ اور خوراک محصورین کو پہنچا دیتے، یہ غلہ اونٹوں پر لادتے اور اُونٹ شعبِ ابی طالب میں دھکیل دیتے۔ وہ غلہ اُتار لیتے اور اُونٹ واپس بھیج دیتے۔

ایک دن حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم غلہ لا رہے تھے تو ابوجہل نے دیکھ لیا۔ ابوجہل نے اُس کو دھمکی دی کہ معاہدے کی خلاف ورزی پر تمہیں رُسوا کر دوں گا۔ اِسی اثنا میں ابوالخیری نامی ایک شخص بھی وہاں آ گیا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ ابوجہل نے کہا کہ یہ شخص بنو ہاشم کے لیے غلہ لے کر جا رہا ہے، اُس شخص نے کہا کہ اِسے چھوڑ دو یہ اُس کی پھوپھی کا غلہ ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ ''ہرگز نہیں''۔ اُس وقت ابوجہل کی نگاہ حضرت حمزہؓ پر پڑی جو کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ حضرت حمزہؓ کو دیکھتے ہی ابوجہل خاموش ہو گیا اور لڑائی ختم کر دی۔ شعبِ ابی طالب میں کبھی کبھار پہنچے والے اِس غلے کے دَم سے زندگی کی سانسیں چل رہی تھیں۔ قطع تعلق کو تین سال ہو گئے اور یہ بات زبان ہر پر آ گئی کہ قریش نے یہ حرکت کر کے رشتہ داری کے حقوق کی واضح خلاف ورزی کی ہے۔ یہ طعنے سُن کر ہشام بن عمرو نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ یہ مقاطعہ ختم کر کے چھوڑے گا۔ اُس نے اپنے ساتھ زبیر اور تین اور ساتھیوں کو ملا یا۔

منصوبے کے مطابق زبیر، ہشام، اور اُن کے ساتھی خانہ کعبہ پہنچے اور اس کا طواف کیا۔ اس کے بعد زبیر نے اہلِ مکہ سے مخاطب ہو کہ کہا " اے مکہ والو! کیا ہم کھائیں، پیئیں، کپڑے پہنیں، جبکہ بنو ہاشم ہلاک ہو رہے ہیں۔ خُدا کی قسم مَیں خاموش نہ بیٹھوں گا جب تک یہ ظالمانہ دستاویز پھاڑ نہیں دی جاتی" زبیر کی اس بات پر ابوجہل نے کہا کہ "یہ سازش ہے جو رات کے کسی حصہ میں تیار کی گئی ہے"۔ ابھی یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ حضرت ابو طالب آ گئے اور کہا، "مجھے میرے بھتیجے نے بتایا ہے کہ جو دستاویز تُم لوگوں نے لکھ کر کعبہ کی دیوار سے لٹکائی تھی، اُسے دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ اگر میرے بھتیجے کی یہ بات سچ ہے تو ہمارے ساتھ اپنے نارواسلوک سے باز آ جاؤ، اور اگر میرا بھتیجا جھوٹا نِکلا تو مَیں اُسے تمہارے حوالے کر دوں گا، پھر تُم جانو اور تمہارا کام، چاہے تو اُسے قتل کر دینا اور چاہے تو اُسے چھوڑ دینا"۔ حضرت ابو طالب کی یہ بات سُن کر قریش کے سردار خوشی سے نہال ہو گئے، پھر اُنہوں نے وہ دستاویز منگوائی۔ جیسے ہی اُس دستاویز کو کھولا گیا تو کافر سردار ہکا بکا رہ گئے۔ معاہدے کو واقعی دیمک نے کھا لیا تھا، صرف **"اللہ"** باقی رہ گیا تھا۔ اَب قریش کے سرداروں میں آنکھ ملانے کی جُرأت ہی نہ رہی، یہ دیکھ کر حضرت ابو طالب نے کہا، اَب تمہیں حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔ لوگوں نے قریش کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد زبیر، ہشام اور اُن کے ساتھی ہتھیار باندھ کر شعبِ ابی طالب کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر اُنہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے کہا **"اَب آپ لوگ یہاں سے نکلیں اور اپنے گھروں میں جا کر آباد ہو جائیں"**۔ اِس طرح قریش کے مظالم کا یہ دَور ختم ہو گیا، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کافروں کے سامنے نہ تو جھکے اور نہ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِن کی کوئی بات تسلیم کی۔

****

بیعتِ رضوان

بیعت کیا ہے؟ دینی و دنیاوی امور میں شریعت کی پیروی کرنے کے لیے کسی کو رہبر و رہنما ماننے اور اس کے کہنے پر عمل کرنے کا عہد (بیشتر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر)، بیعت کہلاتا ہے۔

بیعت ایک عہد نامہ ہے۔ اپنی جان کو جو خدا کی ملکیت ہے اور جس میں انسان کو کوئی حق حاصل نہیں۔ یعنی خود کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دینا بیعت ہے۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ صحابہ اکرامؓ سے بیعت لیا کرتے تھے۔ کبھی ہجرت پر کبھی جہاد پر، کبھی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے اور کبھی ارکانِ اسلام پر قائم رہنے کے لیے اور کبھی گناہوں کے ترک کرنے کے لیے۔ اِس لیے بیعت ہجرت فرض، بیعت جہاد واجب، بیعت اسلام سنت ہے۔ اور بیعت کسب سلوک، بیعت اسرار، بیعت توبہ مستحب ہیں۔

بیعتِ رضوان:-

یہ ایک عظیم واقعہ ہے۔ سورہ فتح میں اس واقعے کا اور اس درخت کا ذکر ہے۔ جس کے نیچے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے یہ بیعت لی تھی۔

مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ایک کنواں ہے جسے حدیبیہ کہتے ہیں۔

یہاں تقریباً بارہ ہزار مہاجرین وانصار روشن ستاروں کی طرح ماہتاب نبوت خاتم النبیین ﷺ کے گرد جمع تھے۔

چشمِ فلک نے اس سے بہتر امت نہ کبھی دیکھی تھی نہ آئندہ دیکھے گی۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے چاروں یار اس دربارِ نبوت میں حاضر تھے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ چاہتے تھے کہ کوئی مکہ کے حاکم ابوسفیان سے اجازت لے آئے کہ مسلمان پُرامن طریقے سے عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے۔ اس کام کے لیے جناب حضرت عثمان غنیؓ کا ستارہ چمکا۔

وہ مکہ پہنچے۔ ابوسفیان سے گفتگو کی۔ اس نے مسلمانوں اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت سے منع کر دیا۔

مگر حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو طواف کر لو۔ کونسا مسلمان ہے جو کعبہ کو دیکھ کر طواف کے لیے بے چین نہ ہو جاتا ہوگا۔ مگر یہاں عبادتِ الہیٰ اور جذبۂ عشقِ نبی خاتم النبیین ﷺ میں کشمکش شروع ہوئی۔ ذوقِ عبادت نے کہا برسوں کے بعد طواف کا موقع ملا ہے۔ اللہ جانے پھر ملے یا نہ ملے طواف کعبہ کر لے۔ لیکن۔ عشق بار بار کعبہ کی حقیقت اور قبلۂ مقصود کی یاد دلاتا ہے۔ جس کا ہر قدم قبلہ گاہِ دوعالم ہے۔ اس کشمکش میں زیادہ دیر نہ لگی۔ اُدھر طواف کی فرمائش نکلی اِدھر زبان عثمانؓ سے ایک نورانی جملہ نکلا۔ جو شمع رسالت خاتم النبیین ﷺ کے پروانوں کے لیے ایک معیار ہے۔

آپؓ نے فرمایا "میرا کعبہ حقیقت تو حدیبیہ میں جلوہ افروز ہے۔ اس کے بغیر میں کیسے طواف کر سکتا ہوں"۔

اس میں شک نہیں کہ حج کے مناسک بجائے خود عشق و دیوانگی کا سب سے بڑا درس ہیں۔ لیکن امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کا یہ ایمان افروز عشق انگیز جملہ عشق و محبت کی پوری کائنات اور تمام مناسکِ حج پر بھاری ہے۔

نہ ہو جب تم ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی؟
ہوا کا، ابر کا، گل کا، چمن کا، صحنِ گلشن کا

اِدھر حدیبیہ میں آئے ہوئے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ عثمانؓ تو مکہ پہنچ گئے۔ مزے سے طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے"۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مجھے اُمید نہیں کہ عثمانؓ میرے بغیر طواف کریں گے"۔

(1) زبانِ نبوت خاتم النبیین ﷺ کے یہ مقدس جملے ذات عثمانؓ پر رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے اعتماد و اخلاص کی روشن دلیل ہیں۔

(2) اس موقع پر ایک معجزہ کا ظہور ہوا کنواں خشک ہو گیا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے عرض کی گئی۔ تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی پانی سے بھری ہوئی چھاگل میں اپنا دستِ مبارک رکھ دیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی مقدس انگلیوں سے چشمے کی مانند پانی ابلنے لگا۔ (بخاری)

(3) اس موقع پر دنیا نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے صحابہؓ کی حیرت انگیز عقیدت کا جو منظر دیکھا اس کی مثال نہیں ملتی۔

عروہ جو قریش کعبہ کی طرف سے معلومات لینے کے لیے مدینے آئے تھے۔انہوں نے قریش سے جا کر کہا۔

"میں نے قیصر و کسریٰ و نجاشی کے دربار دیکھے ہیں مگر جو عقیدت و وارفتگی ان مصاحبوں میں ہے کہیں نہیں دیکھی۔ان کا نبی جب بات کرتا ہے تو سناٹا چھا جاتا ہے۔کوئی انہیں نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا، وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا غسالہ زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ان کا بلغم یا تھوک گرتا ہے تو عقیدت مند ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور اپنے چہرے اور اپنے سروں میں مل لیتے ہیں۔"

اِدھر حدیبیہ میں غلط خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک کیکر کے سائے میں جلوہ افروز ہوئے۔اور آواز دی "آؤ خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے کٹ مرنے پر بیعت کرو۔"

کیا کسی دور میں کسی انسان کا خون اتنا قیمتی تصور کیا گیا ہے کہ جس کا بدلہ لینے کے لیے سید کونین خاتم النبیین ﷺ نے ڈیڑھ ہزار مہاجرین و انصار کو داؤ پر لگا دیا ہو۔

یہ بیعت ہوئی اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کو محفوظ کر دیا۔بیعت کرنے والوں کا دلی اخلاص اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ اعلان فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (سورۃ فتح، آیت نمبر 18)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان سے راضی ہو گیا جنہوں نے اس درخت کے نیچے آپ خاتم النبیین ﷺ سے بیعت کی''۔

ڈیڑھ ہزار مہاجرین و انصار کو حضور خاتم النبیین ﷺ نے بتایا کہ خونِ عثمانؓ کتنا قیمتی ہے۔خونِ عثمان اتنا ارزاں نہیں کہ وہ بہے تو مسلمان خاموش رہیں۔پھر اللہ تعالیٰ نے بھی خونِ عثمان کا بدلہ لینے پر بیعت کرنے والوں کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ انہیں اپنی رضوان کی پختہ سند عطا فرما دی اور اظہار فرما دیا کہ جس کے خون کو رسول خاتم النبیین ﷺ نے قیمتی قرار دیا ہے۔اللہ کے نزدیک بھی وہ بہت قیمتی ہے۔

(4) جب تمام اہلِ ایمان بیعت ہو چکے تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "یہ میرا ہاتھ ہی عثمان کا ہاتھ ہے، اب میں عثمان کی بیعت لیتا ہوں"۔

بیعت مرے ہوئے کی نہیں لی جاتی زندوں کی لی جاتی ہے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بیعت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عثمانؓ زندہ ہیں۔اس لیے کہ پیغمبر کی نگاہیں زمان و مکان کو چیر کر آگے نکل جاتی ہیں اور غیب و شہادت کا بلا تکلف مشاہدہ کر لیتی ہیں۔

****

واقعہ معراج

واقعہِ معراج، پیغمبرِ اسلام کے اِن واقعات میں سے ہے جنہیں دنیا میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ستائیس رجب کی رات کو پیش آیا۔ اِس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔

☆ قرآن پاک بتاتا ہے کہ معراج کِس غرض کے لیے ہوئی؟

☆ حدیث شریف یہ بتاتی ہے کہ معراج کِس طرح ہوئی؟ اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے؟۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کو منصبِ پیغمبری پر سرفراز ہوئے 21 سال گُزر چکے تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی عمر اُس وقت 52 برس تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی چچازاد بہن اُمّ ہانی کے گھر پر سو رہے تھے (دوسری روایت کے مطابق خانہ کعبہ میں تھے) کہ یکا یک حضرت جرائیل علیہ السلام نے آکر آپ خاتم النبیین ﷺ کو جگایا، نیم خفتہ و نیم بیداری کی حالت میں اُٹھا کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو زم زم کے پاس لے گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ کا سینہ چاک کیا اور اُس کو زم زم کے پانی سے دھویا۔ پھر اُسے علم، بُردباری، دانائی اور یقین سے بھر دیا، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا جس کا رنگ سفید اور قد خچر سے چھوٹا تھا، وہ برق کی رفتار سے چلتا تھا۔ اس مناسبت سے اُس کا نام بُراق تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ بُراق پر سوار ہوئے اور بیت المقدس پہنچے، وہاں اُن تمام پیغمبروں کو پایا جو ابتدائے آفرینش سے اُس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پہنچتے ہی نماز کے لیے صفیں بن گئیں۔ سب منتظر تھے کہ امامت کون کرواتا ہے؟ حضرت جرائیل علیہ السلام نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ بُراق پر سوار ہوئے اور سفرِ معراج شروع ہوا۔ اس پورے سفر میں کل چار مرحلے ہیں۔

(1) پہلا مرحلہ ایک مسجد سے دوسری مسجد تک (مسجد کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک)۔ (2) دوسرا مرحلہ مسجد اقصیٰ سے پوری خلا تک، پھر عرشِ معلیٰ تک۔

(3) عرشِ معلیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ (4) سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک۔

شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ نے رسول خاتم النبیین ﷺ کو تمام انبیاء علیہ السلام سے ملاقات کا شرف بخشا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر حضرت جرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس مقام سے آگے مَیں نہ جا سکوں گا کیونکہ میرے نور میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آگے والے نور کو برداشت کر سکے۔ حالانکہ حضرت جرائیل علیہ السلام نور سے بنے ہیں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کامل نور ہے، اس لیے حضرت جرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آگے والے نور کو برداشت کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے۔

براق جمع برق۔ براق پیکرِ نور ہے، وہ ایک روشنی نہیں بلکہ لاکھوں روشنیوں کا پیکر تھا، لیکن وہ بھی وہاں جا کر رُک گیا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام منبع نور ہیں، اِن کا نور تمام فرشتوں سے زیادہ ہے، وہ بھی وہاں رُک گئے، وہاں سے آپ خاتم النبیین ﷺ کا چوتھا سفر شروع ہوا۔ وہاں سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو رَف رَف نامی سبز رنگ کے ایک نوری تخت پر سوار کیا گیا۔ رَف رَف ایک مقام پر جا کر رُک گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو اگلے سفر کے لیے نور کا ایک بقع بھیجا گیا۔ اِس بقع نور میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو مقام "دنا" تک پہنچایا گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو قُرب کی دولت میسر ہوئی تو بطور درباری آداب کے آپ خاتم النبیین ﷺ نے عرض کیا:

اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ وَ لصَّلَوٰ اتُ وَ الطَّیِّبَاتُ

ترجمہ "تمام **قولی** عبادتیں، تمام **بدنی** عبادتیں، اور تمام **مالی** عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں"۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَ کَاتُہٗ

ترجمہ "اے نبی آپ خاتم النبیین ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں"۔

محبوبِ خُدا نے تین کلمات ادا کیے تھے، تو اُن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تین کلمات ارشاد فرمائے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سلام کے

جواب میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْن۔"

گویا آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس موقع پر بھی اُمتیوں کو یاد رکھا اور سلام میں تمام انبیاء علیہ السلام، اولیاء کرام رحمۃ اللہ، نیک لوگ اور گناہگار اُمتیوں کو بھی شامل کر لیا۔ جب محبوبِ خُدا خاتم النبیین ﷺ نے اپنی شفقت اور کرم سے اللہ تعالیٰ کے سلام میں اپنے ساتھ سب کو شریک کر لیا تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اِس خلقِ عظیم اور کرمِ عظیم سے بہ الہام خُداوندی متاثر ہو کر ساتوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہر ایک نے اور ساتوں آسمان سے اوپر والے فرشتوں میں سے ہر ایک نے کہا (اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ)

ترجمہ "مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اِس کے بعد بارگاہِ الٰہی سے ہمکلامی میں خاص عطیات ملے۔ (تین طرح کا علم، نماز، سورۃ بقرہ کی آخری آیات)

تین طرح کا علم:

1۔ ایک علم وہ تھا جو صرف اور صرف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے لیے خاص تھا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سوا کوئی اور شخص اس علم کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا۔

2۔ دوسرا علم حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو ایسا عطا کیا جس کے متعلق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اختیار دے دیا کہ جسے وہ چاہیں اور جتنا چاہیں دے دیں۔ یہ علم طریقت ہے۔

3۔ تیسرا علم حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو وہ عطا ہوا جس کو کائنات میں عام کر دیا گیا۔ یہ علم شریعت ہے۔

ذاتی ولایت سے سرفراز کرنے کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام آسمانوں کا تفصیلی مشاہدہ کرایا گیا۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی بڑی بڑی شخصیتوں سے ہوا، اِن میں نمایاں شخصیت ایک بزرگ کی تھی، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں"، اِن کے دائیں بائیں بہت سے لوگ تھے، حضرت آدم علیہ السلام اپنے دائیں جانب دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اپنے بائیں جانب دیکھتے تو روتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا! "اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ماجرا ہے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "یہ نسلِ آدم ہے، حضرت آدم علیہ السلام اپنی نسل کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بُرے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں"۔

☆ ایک جگہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں، وہ جتنی کھیتی کاٹتے ہیں وہ اُتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ جہاد کرنے والے ہیں"۔

☆ ایک جگہ پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اُٹھنے نہیں دیتی تھی"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جانوروں کی طرح گھاس کھا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون ہیں"؟ کہا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ اور خیرات کچھ نہ دیتے تھے"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا ایک گھٹا اُٹھانے کی کوشش کر رہا ہے اور جب یہ اُٹھتا نہیں تو کچھ اور لکڑیاں اِن میں شامل کر لیتا ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون احمق ہے"؟ کہا گیا "یہ اُس شخص کی مثال ہے کہ اِس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اُٹھائے نہیں اُٹھتا تھا مگر یہ اُن کو کم کرنے کی بجائے ذمہ داریوں کا بوجھ اور بڑھاتا جاتا تھا"۔

☆ پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ بتایا گیا "یہ غیر ذمہ دار مقرر ہیں، جو اپنی زبانوں سے فتنے برپا کیا کرتے تھے"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ لوگ دیکھے کہ اُن کا آدھا دھڑ خوبصورت اور آدھا دھڑ بدصورت تھا، بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ نیکیاں اور کچھ بدیاں کیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک پتھر سے ذرا سا شگاف ہے اور اِس میں سے ایک بڑا سا بیل نکل آیا، پھر وہ بیل اِسی شگاف میں واپس جانے کی

کوشش کر رہا ہے لیکن نہیں جا سکتا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے"؟ بتایا گیا "یہ اُس شخص کی مثال ہے، جو چھوٹے منہ سے بہت بڑی بات نکال دیتا ہے (فتنہ کی) اور پھر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے، لیکن نہیں کر سکتا"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مقام پر کچھ لوگ دیکھے، جو اپنا ہی گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پوچھا "یہ کون ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جو طعنہ دیتے ہیں اور طنز کیا کرتے ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے گالوں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، بتایا گیا "یہ چغل خور ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں سے مشابہ تھے اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا "یہ کون ہیں"؟ کہا گیا "یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے بڑے بڑے پیٹ سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں، آنے جانے والے ان کو روندر ہے ہیں، مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ سود خور ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اور وہ ایک شخص کے منہ میں آنکڑا ڈال کر کھینچتا ہے، بتایا گیا "یہ جھوٹ بولنے والا ہے"

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کو کچھ اور لوگ نظر آئے جن کی ایک جانب نفیس اور چکنا گوشت اور دوسری جانب سڑا ہوا اور بدبودار گوشت رکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ نفیس گوشت کو چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون بیوقوف لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حلال بیویوں کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے سر وہ بچے منڈ دیئے تھے جو ان کے نہیں تھے"۔

اِس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے جہنم دیکھنے کی خواہش کی تو، جہنم تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ سامنے آگئی، بتایا گیا "جہنم کے سات طبقات ہیں، ہر طبقہ پہلے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم ہے۔ مثلاً سب سے آخری طبقہ میں منافق، پھر اُس سے اُوپر کافر، پھر صابی، پھر ابلیس۔ سب سے اوپر والے طبقے میں جو دنیا کی آگ سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم ہے"، یہاں پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام خاموش ہو گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہاں کون لوگ آئیں گے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! یہاں آپ خاتم النبیین ﷺ کی اُمت کے وہ لوگ آئیں گے جو بغیر توبہ کیے مرجائیں گے"۔

پیشئ خُداوندی سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے رُوداد سُن کر فرمایا! " مجھے بنی اسرائیل کا تجربہ ہے اور اندازہ ہے کہ تمہاری اُمت 50 نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی، جایئے اور کمی کے لیے عرض کیجئے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ نے 10 نمازیں ترک کر دیں، پلٹے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کمی کے لیے کہا، آپ خاتم النبیین ﷺ بار بار جاتے رہے اور ہر بار 10 نمازیں کم کرواتے رہے، اور آخر میں آپ خاتم النبیین ﷺ گئے تو اللہ تعالیٰ نے 5 نمازیں اور کم کر دیں۔ اب پانچ نمازیں رہ گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اب مجھے حیا آتی ہے"۔ بتایا گیا "جو شخص ان پانچ نمازوں کو ادا کرے گا تو اُسے 50 نمازوں کے برابر ثواب ملے گا"۔ (یعنی جو یہ پانچ نمازیں پڑھے گا تو اُس کو 50 کا ثواب ملے گا، اور جو 4 نمازیں پڑھے گا تو اُسے 4 نمازوں کا ہی ثواب ملے گا)۔

آپ خاتم النبیین ﷺ پیشئ خُداوندی سے نیچے اُترے اور بیت المقدس پہنچے تمام لوگ نماز کے لیے تیار تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر براق پر سوار ہوئے اور مکہ پہنچ گئے۔

مالک الملک کے عرشی مہمان! جب معراج سے واپس آئے تو ہر چیز ویسی حالت میں تھی جیسے چھوڑ کر گئے تھے، حتیٰ کہ بستر مبارک گرم تھا، وضو کا پانی بہہ رہا تھا، حجرے کی زنجیر ہل رہی تھی۔ اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ فی الحقیقت آپ خاتم النبیین ﷺ کو معراج میں کتنا عرصہ لگا، ہاں ایک مشہور قول کے مطابق اٹھارہ سال کے عرصے تک نظام عالم میں سکوت رہا۔

گو جدید اور قدیم فلسفہ میں منہمک اور روشن خیال لوگ اِس کو بعید از عقل کہتے ہیں، مگر معجزات کو عقل کی کسوٹی پر نہیں پرکھا جاتا۔ کیونکہ معجزہ وہ ہے جس پر عقل دنگ رہ جائے اور

انسان حیران رہ جائے۔خاص طور پر معراج کے واقعات تو شروع سے آخیر تک سب انوکھے ہیں کہ کس کس قسم کے عجائبات اللہ تعالیٰ نے وہاں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو دکھائے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اتنی مدت گزرنے پر نظامِ عالم کس طرح بدستور رہا؟ نہ پودے اپنی مقدار سے بڑھے، نہ درختوں میں فرق آیا، نہ کسی راہ کے مسافروں کی قطع مسافت میں کوئی زیادتی ہوئی، نہ سونے والے اتنی طویل نیند کے بعد بیدار ہوئے، نہ ناخنوں اور بالوں میں فرق آیا اور اتنا زمانہ گزرنے کے باوجود کوئی تبدیلی نہیں آئی؟۔

ایسا سوچنے والے اگر ایک بات پر غور کریں تو اِس میں شُبہ نہیں کہ جس طرح گھڑی کو ایک سال بند کر دیا جائے تو اُس کی سوئیاں اور پُرزے برقرار رہتے ہیں اور اگر اُس کو دوبارہ چابی دی جائے تو وہ پھر سے حرکت کرنے لگتی ہے جہاں پر رُکی تھی، وہیں سے چلنا شروع ہو جاتی ہے۔

یا پھر مثال کے طور پر ایک بہت بڑا کارخانہ ہے اُس کا مالک پورے کارخانے کو ایک بٹن کے ذریعے کنٹرول کرتا ہے، تمام مشینیں ایک بٹن سے آف (بند) اور آن (کھل) ہو جاتی ہیں۔ اب اگر کارخانے کے مالک سے اس کا کوئی دوست ملنے آجائے تو وہ چاہتا ہے کہ بالکل یکسوئی کے ساتھ دوست کے ساتھ رہے، تو اس مقصد کے لیے وہ ریموٹ کے ذریعے بٹن کو بند کر دے گا اور تمام مشینیں اِسی جگہ پر رُک جائیں گی۔ ایک مُدت کے بعد جب کارخانے کے مالک کا مہمان چلا جائے تو پھر وہ بٹن دبائے گا تو مشینیں اِسی جگہ سے حرکت کرنا شروع کر دیں گی جہاں رُکی تھیں۔ بالکل ایسی ہی مثال معراج والے واقعے کی ہے، رَب تعالیٰ کائنات کے مالک ہیں، اِس مالک کے اشارہ کرنے سے تمام کائنات میں سکوت آ گیا اور جب سکوت ٹوٹا تو کائنات وہیں سے حرکت میں آئی جہاں پر رُکی تھی۔

صبح ہوئی تو سب سے پہلے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی چچازاد بہن اُم ہانی کو روداد سُنائی، پھر باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے چادر پکڑی اور کہا کہ ’’خُدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو مت سُنایئے گا، ورنہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اُڑانے کے لیے ایک اور شوشہ اُن کے ہاتھ لگ جائے گا‘‘ مگر آپ خاتم النبیین ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔حرمِ کعبہ پہنچے تو ابوجہل کا سامنا ہوا۔ابوجہل نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا" کوئی نئی تازہ خبر ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں" اُس نے پوچھا "کیا؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "میں رات کو بیت المقدس گیا تھا"۔اُس نے حیرت سے کہا" بیت المقدس! اور رات ہی رات میں واپس آ گئے اور صبح یہاں موجود ہو؟ "۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا کہ "قوم کو جمع کروں؟ تم یہ بات اُن کے سامنے کہو گے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں بے شک "۔ابوجہل نے سب کو آوازیں دے کر جمع کیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہا، "اب کہو اِن کے سامنے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے پورا واقعہ بیان کیا۔ لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا اور کہا کہ ’’2 ماہ کا سفر ایک رات میں ناممکن ہے۔ محال! پہلے تو شک تھا لیکن اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو‘‘۔آناً فاناً یہ خبر سارے مکہ میں پھیل گئی۔ بہت سے نومسلم یہ خبر سُن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اِس اُمید پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے کہ یہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے دستِ راست ہیں اگر یہ پھر گئے تو اِسلام کی جان ہی نکل جائے گی۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ خبر سُنی تو کہا، کیا واقعی یہ بات محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے؟ پھر کہا! "اگر واقعی یہ بات محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے تو پھر یہ بات ضرور ٹھیک ہو گی"۔ "اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ مَیں تو روز سُنتا ہوں کہ اِن کے پاس آسمان سے فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آتا ہے‘‘۔ یہ کہنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ حرمِ کعبہ پہنچے، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وہاں موجود تھے اور ہنسی اُڑانے والا مجمع بھی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا" کیا واقعی یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " ہاں" آپ خاتم النبیین ﷺ کے اِس جواب پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا" بیت المقدس میرا دیکھا بھالا ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ ذرا وہاں کا نقشہ تو بیان کر دیں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز کو ایسے بیان کیا گویا سب کچھ دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اِس تدبیر سے لوگوں کو شدید ضرب لگی، مجمع میں بکثرت ایسے لوگ موجود تھے جو تجارت کی غرض سے بیت المقدس جایا کرتے تھے، وہ سب لوگ دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ سے مزید ثبوت مانگنے لگے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے بتایا کہ راستہ میں فلاں تجارتی قافلہ جا رہا تھا، قافلے والے کے اونٹ براق سے بھڑک اُٹھے تھے اور ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا تھا، مَیں نے قافلے والوں کو اُس کا پتا بتایا تھا۔ واپسی پر فلاں وادی میں فلاں قافلہ ملا تھا، سب لوگ سو رہے تھے۔ مَیں نے اُن کے برتن سے پانی پیا اور اِس بات کی علامت چھوڑ دی کہ اِس سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور ثبوت آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیئے اور بعد میں آنے والے قافلوں نے اِن ثبوتوں کی تصدیق کر دی۔ اِس طرح تمام لوگوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا معراج اور بیت المقدس کی طرف سفر مبارک

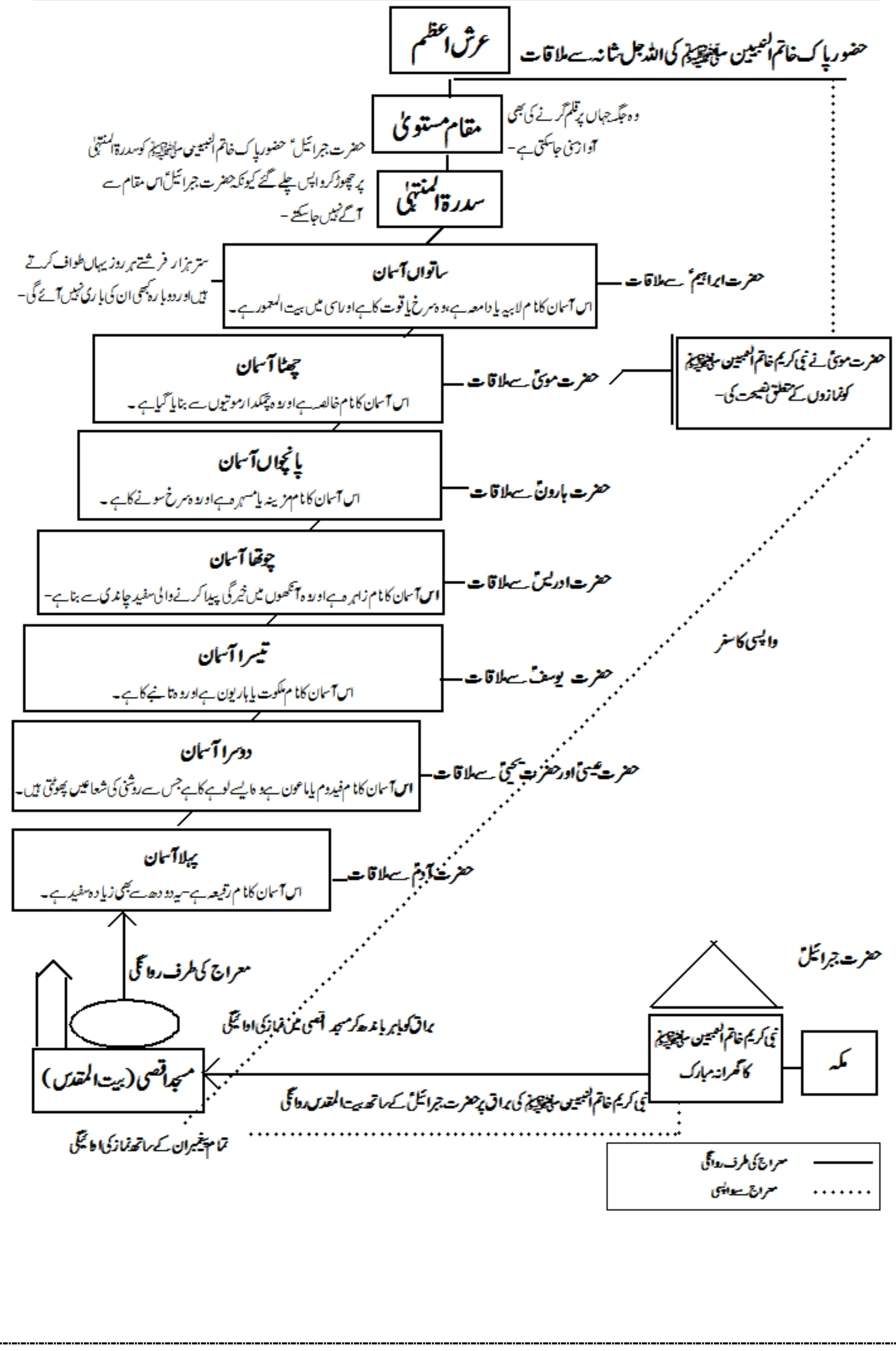

شمائلِ نبوی خاتم النبیین ﷺ

حلیہ مبارک

۱۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ ۲۔پیشانی چوڑی،ابرو پیوستہ کچھ خمدار اور کچھ ابھرے ہوئے۔

۳۔پلکیں دراز انتہائی خوش نما۔

۴۔سیاہ سرمگیں آنکھیں،چوڑائی کیے ہوئے،سفیدی میں ہلکی ہلکی سرخی جو آنکھوں میں کشش کیے ہوئے تھی۔نگاہوں میں شروم وحیاء تھی۔

۵۔ناک کچھ اونچی ستواں۔

۶۔دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے،سامنے کے دانتوں میں ہلکی ہلکی ریخیں تھیں اور دانت مبارک موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔

۷۔دہانہ مبارک چوڑا۔ ۸۔سر بڑا،جس پر سیاہ سیاہ گھنے گھنے بال جو نہ سیدھے تھے نہ زیادہ پیچ دار بلکہ ہلکے ہلکے گھونگر یالے تھے۔

۹۔گولائی کیے ہوئے چہرہ مبارک پر گوشت نہ تھا،کھڑا کھڑا سا نکھرا ہوا۔ ۱۰۔رنگ سرخ وسفید ملائمت لیے ہوئے۔

۱۱۔چہرہ اقدس پر بھری ہوئی گھنی داڑھی۔ ۱۲۔گردن اونچی۔ ۱۳۔سینہ کشادہ۔

۱۴۔مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے کچھ چوڑا تھا۔ ۱۵۔سینہ مبارک میں ناف تک ہلکی سی بالوں کی لکیر تھی۔

۱۶۔شانوں اور کلائیوں پر بال تھے۔ ۱۷۔ہتھیلیاں فراخ،نرم وگداز،انگلیاں مناسب حد تک لمبی تھیں۔

۱۸۔ایڑھیاں نازک اور ہلکی،گوشت برائے نام۔ ۱۹۔تلوے ذرا گہرے،نیچے سے پانی نکل جاتا تھا۔

۲۰۔چلتے تو قوت کے ساتھ ذرا آگے کو جھک کر قدم جما جما کر رکھتے تھے۔ ۲۱۔رفتار بہت تیز ہوتی،معلوم ہوتا ہے ڈھلوان سے نیچے آرہے ہیں۔

۲۲۔رنگ کھلتا ہوا،جلد نرم تھی۔

۲۳۔ پسینہ میں ایک خاص قسم کی خوشبو تھی،چہرہ مبارک پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح لگتے تھے۔

۲۴۔ دونوں شانوں کے بیچ میں ایک ذرا اُبھرا ہوا گوشت کا حصہ تھا،جس پر تل تھے اور بال اُگے ہوئے تھے اس کو مہر نبوت کہتے ہیں۔

۲۵۔ سر کے بال اکثر شانے تک لٹکتے رہتے تھے اور آپ اکثر تیل ڈالتے تھے،درمیان میں سے مانگ نکالتے تھے۔

۲۶۔ ریش مبارک میں گنتی کے چند بال سفید پائے جاتے تھے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی گفتگو اور لباس

(1) گفتگو نہایت شیریں، ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، آواز مبارک بلند، حضرت اُم ہانیؓ کہتی ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ حرم میں قرآن مبارک پڑھتے تھے تو ہم گھروں میں پلنگوں پر لیٹے لیٹے سُنا کرتے۔

(2) آپ خاتم النبیین ﷺ ہنستے بہت کم تھے۔ہنسی آتی تو مُسکرا دیتے، یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہنسی تھی۔

(3) آپ خاتم النبیین ﷺ کا عام لباس چادر، قمیض اور تہہ بند تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پاجامہ بھی استعمال کیا ہے۔

(4) عمامہ شریف کا شملہ کبھی دوش مبارک اور کبھی شانوں کے بیچ میں پڑا رہتا۔

(5) آپ خاتم النبیین ﷺ کو دھاری دار چادریں بہت پسند تھیں۔سفید لباس مرغوب تھا۔سُرخ رنگ آپ خاتم النبیین ﷺ نے مردوں کے لیے پسند نہیں فرمایا ، رنگین لباس میں سبز رنگ پسند فرماتے تھے،آپ خاتم النبیین ﷺ سوتی کپڑا پسند فرماتے تھے (جس بدن پر سوتی لباس ہوگا وہ بہت کم جلدی امراض کا شکار ہوگا)

(6) ارشادِ نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے "عمامہ باندھا کرو، اِس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے" (یعنی یہ طبیعت میں نرمی اور غرور میں کمی کرتا ہے)۔(فتح الباری، طبرانی جلد۔ا،صفحہ نمبر 194)(مستدرک حاکم)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق جیسا اخلاق عطا فرمائے۔(**آمین**)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زیرِ استعمال اشیاء متبرکہ

1۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی کلاہ مبارک اور ٹوپیاں متعدد بیان کی جاتی ہیں۔ (1) چھوٹی ٹوپیاں تین سے زائد بیان کی جاتی ہیں

(2) قلانس: سفید ٹوپیاں　(3) قلنسوۃ اصمات: چمڑے کی سوراخ دار ٹوپی　(4) قلنسوۃ مصریہ: مصری ٹوپی

(5) ذات الأذان: وہ ٹوپی جو دونوں کانوں کو ڈھانپ لے مگر گردن کھلی رہے۔　(6) لاطئہ: چھوٹی سر سے چپکی ہوئی ٹوپی جو اوپر اٹھی ہوئی نہ ہو۔

2۔سرکار سرور دو عالم خاتم النبیین ﷺ کے چار عمامے تھے:- (1) سفید عمامہ: یہ اکثر اوقات استعمال فرمایا کرتے تھے۔

(2) عمامہ محنکہ: جو سر پر باندھنے کے بعد داڑھی مبارک کے نیچے سے گزار کر کندھے پر ڈالا جا سکتا ہے۔ اکثر اوقات یہ زیر استعمال رہتا تھا۔

(3) سیاہ عمامہ: جو عید وغیرہ تقریبات میں باندھتے تھے۔　(4) دھاری دار عمامہ: یہ کبھی کبھی استعمال کرتے تھے۔

3۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی چادریں جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں استعمال فرمائیں

1۔ایک یمنی منقش چادر　2۔ایک سحولی چادر　3۔ایک سفید چادر　4۔مربع چادر جو اوڑھنے میں استعمال ہوتی تھی۔

5۔کساء احمر ایک سرخ چادر　6۔رداء اسود: کالی چادر، کالی کملی　7۔قطیفہ روئیں دار مخملی چادر

8۔بردہ: جسم اطہر کے اوپر والے حصے پر اوڑھنے کے لیے کتان کی ایک چادر　9۔بالوں کی بنی ہوئی اونی چادر

10۔سرط: لنگی کے طور پر استعمال ہونے والی چادر　11۔ازار: ایسی چادر جو نصف اسفل کے لیے استعمال ہو سکے۔ (تہبند کے طور پر) لنگی کے طور پر

12۔کساء ملبدّ: استر والی چادر، پیوند والی چادر　13۔موٹی چادر　14۔ایک یمنی چادر　15۔شملہ پورے جسم کو ڈھانپنے والی چادر

16۔نجرانی چادر　17۔بغیر نقش کے موٹی چادر　18۔سبز رنگ کی ایک چادر　19۔ایک عمانی لنگی

20۔رداء: آپ خاتم النبیین ﷺ کی چادر مبارک جو چھ ذراع لمبی اور تین ذراع چوڑی ہوا کرتی تھی۔　21۔دو صحاری کپڑے۔

4۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی جبے مبارک 1:-۔ایک یمنی جبہ　2۔ایک شامی جبہ　3۔خمیصہ

4۔سیاہ کنارے والا جبہ　5۔ایک کسروی سیاہ رنگ کا جبہ　6۔اونی جبہ　7۔عَبا　8۔عباءۃ　9۔عبا/جبہ

5۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے زیر استعمال 4 چرمی موزے، دو چپل، ایک قمیض اور ایک پاجامہ رہا۔

حلۃ حمراء: ایک جوڑے کا حدیث میں ذکر آیا ہے جس میں سیاہ اور سرخ دھاگوں سے لکیریں بنی ہوئیں تھیں اس کو جرہ بھی کہا جاتا ہے۔　حلّہ: ایک قیمتی جوڑا

ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ امیر و فقیر، حاکم و محکوم، سلاطین اور رعایا کے لیے اسوہ اور نمونہ بن کر تشریف لائے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سلاطین کے لیے جہاں فاقوں کا اور دنیا کا ترک کر دینا اور ترک زینت کا نمونہ قائم کیا وہاں دوسری قسم کا نمونہ بھی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ ایک قیمتی جوڑا خریدا اور اسے استعمال بھی کیا۔ اسی طرح ایک حلہ (جوڑا) ذی یزن بھی ہے۔ حکم بن حزام ابھی خدام میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ مگر آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ انہوں نے ایک جوڑا تین سو دینار میں خریدا لیکن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ "میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا"۔ مجبوراً انہوں نے اسے بیچ دیا۔ جب وہ بیچا جا رہا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود اپنی طرف سے تین سو دینار قیمت ادا کر کے اسے خریدا۔ ملوک و سلاطین کے یہاں سے آئے ہوئے ہدیے، کپڑے، جوڑے اور ان کی قیمتی چیزیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جہاں تقسیم فرمائی ہیں وہاں خود بھی استعمال فرمائی ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ملبوسات میں اکثر قطن اور سوت کے کپڑے رہے۔ اگرچہ کبھی کبھی کتان اور اونی کپڑے بھی آپ خاتم النبیین ﷺ نے استعمال فرمائے۔

6۔انگوٹھیاں:- 1۔سونے کی انگوٹھی جسے آپ خاتم النبیین ﷺ نے استعمال نہیں فرمایا تھا بلکہ پھینک دیا تھا۔

2۔چاندی کی انگوٹھی　3۔لوہے کی انگوٹھی جس پر چاندی چڑھائی گئی تھی۔

7۔خوشبوئیں:- آپ خاتم النبیین ﷺ نے مشک، عود اور خالص عنبر کی خوشبوئیں استعمال کیں۔

8۔برتن:- آپ خاتم النبیین ﷺ کے استعمال میں رہنے والے پیالے　1۔ ریان کا پیالہ　2۔ لوہے کا پیالہ

3۔شیشے کا پیالہ 4۔لکڑی کا پیالہ 5۔کھجور کے درخت کی لکڑیوں کا پیالہ 6۔چوڑا پیالہ 7۔کعب:ایک بڑا پیالہ

8۔قدح:لکڑی کا بنا ہوا ایک عمدہ پیالہ 9۔مغیب: یہ بھی ایک پیالے کا نام ہے 10۔ایک مٹی کی پیالی۔ 11۔طبق: بڑی طشتری یا تھال۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے مشکیزے اور گھریلو استعمال کے برتن

آپ خاتم النبیین ﷺ جس مشکیزے سے پانی نوش فرماتے تھے اس کا نام قربتہ تھا اس کے علاوہ 4 مشکیزے اور بھی تھے۔

1۔کپڑے دھونے کے لیے بڑا برتن 2۔مہندی بھگونے کے لیے ایک برتن 3۔ایک چمڑے اور ایک تانبے کا برتن

4۔چند افراد کے کھانے کے لیے ایک برتن 5۔ایک بڑا لگن تھا جس میں کئی آدمی کھانا کھا سکیں۔ 6۔چربی، گھی، یا شہد رکھنے کے لیے ایک برتن

7۔ایک پتھر کی ہانڈی 8۔ایک دیگچی 9۔''صاع'' اور''مُد'' لین دین کے دو پیمانے ہیں 10۔ایک ڈول

گھر کی دیگر اشیاء مبارکہ :- 1۔چھڑی مبارک 2۔سرمہ دانی 3۔کنگھی 4۔آئینہ

5۔ چمڑے کا بستر اور تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔

6۔ تولیہ جسے آپ خاتم النبیین ﷺ چہرہ مبارک پونچھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔

7۔ ایک بُنی ہوئی چٹائی، بیٹھنے کے لیے ایک چھوٹی چٹائی، جو بیٹھنے اور نماز دونوں کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

8۔ چمڑے کا ایک چھوٹا اور ایک بڑا دسترخوان

9۔چمڑے کا بنا ہوا ایک سرخ خیمہ اور بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ جو سردی اور گرمی سے تحفظ کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

10۔ چکی 11۔ سرکش 12۔ زین

9۔سریر:- یہ ایک تخت تھا جس پر آپ خاتم النبیین ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے جو لکڑی کا بنا ہوا تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا معمول ہمیشہ سریر پر لیٹنے اور آرام فرمانے کا تھا۔قریش کی نہ صرف عادات میں یہ داخل تھا کہ وہ سونے کے لیے چارپائی استعمال کرتے تھے بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا پسندیدہ طرزِ زندگی تھا اس لیے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ جب ہجرت کر کے مدینے گئے اور حضرت ابوایوب انصاری کے گھر پر ٹھہرے تو ان سے چارپائی کے بارے میں پوچھا۔انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس تو چارپائی نہیں ہے۔جب اسعد بن زرارہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے ایک چارپائی جو ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی۔اس کے پائے سرہانے اور پائنتی کے طرف ٹیک لگانے کے لیے بھی ساگوان ہی استعمال کیا گیا تھا،آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے تیار کروا کر بھیجا۔حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ شریف میں بعد میں یہی منتقل ہوا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات تک آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی نماز اور آرام کے لیے یہی استعمال کرتے رہے۔یہاں تک کہ جب رب العالمین کی طرف سے آپ خاتم النبیین ﷺ کا بلاوا آ گیا تو''اسی سریر مبارک'' پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے انتقال فرمایا اور یہی سریر مبارک جنازہ مبارک کے لیے استعمال ہوا اور بعد میں صحابہ کرام میں سے جس کا انتقال ہوتا اس کے جنازے کو بقیع تک پہنچانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

مشروبات اور وہ اشیاء جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے استعمال کیں۔

پانی، آب زم زم، دودھ، دہی، لسی، شہد، کھجور، جَو، زیتون، انجیر، آٹا، گھی، پنیر، گوشت، اروی، کدو، چقندر، ککڑی، انگور، ادرک، شہتوت، خربوزہ، تربوز، انار، مسواک، سرمہ دانی

آپ خاتم النبیین ﷺ کا لباس مبارک:- سفید اور سوتی لباس نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پسند تھا مگر رنگین لباس میں سبز رنگ سب سے زیادہ پسند تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ پاکیزہ اور شفاف ہوتے ہیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑوں کا کفن دیا کرو''۔(سنن نسائی، جلد سوئم حدیث نمبر 5324)(جامع ترمذی، جلد دوئم، حدیث نمبر 2810)

ارشادِ نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے کہ''عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں اضافہ ہوتا ہے''۔(فتح الباری، طبرانی جلد۔ا، صفحہ نمبر 194)(مستدرک حاکم)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المؤمنینؓ)

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
2- حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
4- حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
5- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
6- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
7- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا
8- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
9- حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
10- حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
11- حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت شمعون
12- حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
13- حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اولاد مبارک

1- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2- حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3- حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
4- حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
5- حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6- حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
7- حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت شوہر

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک مثالی شوہر تھے، دنیا اور آخرت کی تمام تر مصروفیات کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ گھر کے فرائض سے غافل نہ رہتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت بلالؓ کو اپنے گھر کے کاموں کا انچارج بنا دیا تھا۔ ازواج مطہرات کے اخراجات پورے کرنا، مہمانوں کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کے کام کا انتظام کرنا، حضرت بلالؓ کے ذمہ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی اہل خانہ آپ خاتم النبیین ﷺ پر نثار تھیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ فاقوں کو ہنسی خوشی قبول کرلیتیں اور دنیا کی ہر آسائش انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی خاطر قربان کرڈالی۔ لیکن اس کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی بیوی سے اپنے کسی ذاتی کام یا اپنے مہمان کی مدارت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کبھی یہ سختی نہیں کی کہ میرا فلاں کام فلاں وقت تیار ہو۔ نہ کبھی کوئی احسان جتلایا بلکہ دین کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے سارے ذاتی کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں بٹن اپنے ہاتھوں سے لگاتے۔ اپنے کپڑے خود دھوتے، حتیٰ کہ اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے۔ ازواج مطہرات کی چھوٹی چھوٹی خواہش کا احترام کیا کرتے اور پوری کرنے کی فکر میں رہتے لیکن اپنی ذات کی طرف توجہ دلانے کے لیے اتنا بھی نہیں کہا کہ جب تک میں گھر میں رہتا ہوں سب کی توجہ میری طرف ہونی چاہیے۔ اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ نہایت عابدہ اور زاہدہ عورت تھیں، کئی کئی گھنٹے مسلسل ذکر الٰہی میں مشغول رہتیں، آپ خاتم النبیین ﷺ ایک دن تشریف لائے دیکھا کہ آپؓ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ واپس تشریف لے گئے، دوبارہ آئے پھر اسی حالت میں پایا، پھر واپس تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد پھر تشریف لائے اور میمونہؓ اسی حالت میں تھیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہوئے اور جب وہ فارغ ہوئیں تو فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتلاؤں جو اس سارے ذکر پر بھاری ہوں؟ جو تم صبح سے اب تک کرتی رہی ہو'' کہا فرمائیے یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ کلمات سکھلائے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان سے کبھی بھی کسی نے کوئی سخت بات نہیں سنی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ لوگوں کو زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کے متعلق کہہ دیا کہ وہ کوتاہ قد ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہؓ اگر یہ بات سمندر میں ڈال دی

جائے تو اس کا پانی بھی کڑوا ہو جائے گا'' عورتوں کی قدر و منزلت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بڑھائی۔ ازواج مطہرات بلا تکلف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے بات چیت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کچھ خواتین کے درمیان بیٹھے تھے اور خواتین بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہیں تھیں۔ حضرت عمرؓ آئے تو خواتین اٹھ کر چل دیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ، اللہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو ہمیشہ خوش رکھے، آپ خاتم النبیین ﷺ کیوں ہنسے ہیں؟۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ عورتیں تمہیں دیکھتے ہی چھپ گئیں ہیں''۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا، ''اے اپنی جان کی دشمنوں مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟''۔ تو سب نے کہا کہ ''تم رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی نسبت سخت مزاج ہو''۔ حضرت عائشہؓ کم عمر تھیں۔ حبشیوں کے کھیل کا تماشہ دیکھنے کی خواہش کی تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے کھیل دکھایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک حضرت عائشہؓ خود نہ تھک گئیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا جب تم مجھ سے ناراض ہو جاتی ہو تو میں سمجھ جاتا ہوں ''بولیں کیسے سمجھ جاتے ہیں؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ ''محمد خاتم النبیین ﷺ کے رب کی قسم اور جب ناراض ہو جاتی ہو تو کہتی ہو ابراہیمؑ کے رب کی قسم'' حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گوشت بھجواتے، ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ کی بہن حضرت ہالہؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے ملاقات کیلئے آئیں۔ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے کانوں میں ان کی آواز پڑی تو جلدی سے اٹھے اور فرمایا ''ہالہؓ ہوں گی'' حضرت عائشہؓ موجود تھیں ان کو رشک آیا اور بولیں "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ ایک بڑھیا کو کیوں یاد کرتے ہو؟۔ جو فوت ہو چکی ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ نے ان سے بہتر بیویاں دی ہیں"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہؓ وہ میرے بچوں کی ماں تھیں''۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے حضرت خدیجہؓ کو دیکھا نہیں لیکن جس قدر رشک ان پر آتا ہے کسی پر نہیں آتا۔

ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ مہاجرین کو مال تقسیم کر رہے تھے۔ ام المومنین حضرت زینبؓ اس معاملے میں کچھ بول اٹھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں روک دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً منع فرمایا اور کہا "اے عمرؓ درگزر کرو کیونکہ یہ بڑی واہ ہیں" (یعنی خشوع اور خضوع میں رہنے والی، قانع اور فیاض طبع)

آپ خاتم النبیین ﷺ ازواج مطہرات کی دل جوئی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کم عمر تھیں، خوبصورت تھیں، سب سے علم و فضل میں بلند بھی اور سب سے زیادہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو وہی محبوب ہوتا تھا جس کے اندر خدا پرستی کی خوبیاں زیادہ پائی جاتیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کو بے حد محبوب تھیں۔ ایک دفعہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے کہا، "آؤ دوڑ کا مقابلہ کریں کون آگے نکلتا ہے"؟ حضرت عائشہ دبلی پتلی تھیں، دوڑ میں آگے نکل گئیں، حضور خاتم النبیین ﷺ پیچھے رہ گئے۔ حضرت عائشہؓ اپنے جیتنے کی وجہ سے بہت خوش بھی ہوئیں کہ میں آگے نکل گئی ہوں۔ کافی عرصہ بعد ایک دفعہ پھر حضور خاتم النبیین ﷺ نے ان سے دوڑ کے مقابلے کی خواہش کی۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کے سن و سال میں اضافہ بھی ہو گیا تھا اور جسم بھی بھر گیا تھا۔ اب کی دوڑ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ آگے نکل گئے اور وہ پیچھے رہ گئیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''یہ اس دن کی دوڑ کا جواب ہے''۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت حکمران

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے مدینے میں قدم رکھتے ہی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اس ریاست کے اول حکمران تھے۔ اسلامی ریاست کے اصول اور حدود مقرر کئے۔

1۔ عدل و انصاف پر معاملات کو انجام دینے کی ہدایت کی۔

2۔ تعلیم کو اولین اہمیت دی اور ہر آزاد مرد اور عورت کے ساتھ غلام اور لونڈی کو بھی تعلیم دینے کی تاکید کی۔

3۔ رشتہ داروں کے حقوق ایک دوسرے پر مقرر کیے۔

4۔ قانون کی بالادستی کو تسلیم کیا۔
5۔ حکم دیا کہ مظلوم کی مدد کرو، اور ظالم کو ظلم کرنے سے روک دو۔
6۔ نہ کسی کا حق مارو اور نہ کسی کو حق غصب کرنے دو۔
7۔ ناپ تول کے پیمانے درست رکھو، ایمانداری اور دیانت کو تجارت کی بنیاد بناؤ۔
8۔ معاش کیلئے نظم اور اصول مقرر کیے۔
9۔ حلال وحرام جائز و ناجائز حدیں مقرر کیں۔
10۔ سرمایہ ومحنت کو حدود واصول کا پابند بنایا۔
11۔ خاندان کی بنیاد رکھتے ہوئے، خداترسی، پاکیزگی، صلح، صفائی، حیا، عصمت کی حفاظت کی تاکید فرمائی۔
12۔ ریاست میں رہنے والے تمام افراد کو برابر حقوق دیے۔ کالے گورے، نسل ونسب کے فرق اور فخر نیز زبان ورنگ کے تمام اختیارات مٹا دیے۔
13۔ ریاست کے دفاع کا مکمل انتظام کیا۔
14۔ مدینے کے اندر منافقین کی چالوں کا مقابلہ کیا اور یہود کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔
15۔ مدینے کے باہر قبائل میں سے بعض کو خلیفہ بنایا۔ معاہدے کیے، جنگیں کیں۔
16۔ فوجیوں کو تربیت دی۔
17۔ دنیا کو دستورِ زندگی عطا کیا۔
18۔ اس انقلابی نئی تحریک نے حاکم اور محکوم کے درمیان دیواریں گرادیں آقا اور غلام کے فرق کو مٹا دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے سینے میں ''انسانیت'' کیلئے جو شفقت ورحمت کا دریا موجزن تھا اس کی پیروی سے انسانیت سیراب ہوئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا طریقہ حکمرانی دیکھ کر خلفائے راشدینؓ نے وہی طریقے، وہی اصول حکمرانی اپنائے تھے ان اصولوں کو دیکھتے ہوئے آئندہ مسلمان قوم کیلئے ایک مومن راہنما کی صفات پوری طور پر بیان کر دی گئیں ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت معلم

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا میں معلم انسانیت ہوں۔ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مکہ میں بھی تعلیم دیتے تھے اور مدینہ میں بھی۔ مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ تعلیم گاہ تھی۔ یہاں ایک انتظام فرمایا گیا تھا وہ یہ کہ مسجد کے ایک حصہ میں کچھ لوگ ہمیشہ رہتے تھے، جو دین کی باتیں سیکھتے اور سیکھاتے تھے جنہیں اصحاب صُفّہ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنی فکر معاش سے لاپرواہ ہو کر صرف دین سیکھتے تھے۔ اللہ کے نبی خاتم النبیین ﷺ انہی لوگوں میں سے باہر کے قبیلوں میں وفد بھیجتے۔ تاکہ وہ اُن مسلم لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی دین کی باتوں کا ان کو علم نہ تھا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ کام تھا کہ جن کو مدینے سے باہر گورنر بنا کر بھیجتے انہیں یہ ہدایت دیتے کہ وہ لوگوں کو دین کا بھی علم سکھائیں گے اور اس کام میں سستی نہ کریں گے۔ یہ اہتمام بھی تھا کہ دوسرے قبیلوں کے لوگ آ کر دین سیکھیں۔ وہ لوگ آتے اور پھر اپنی قوم اور اپنے قبیلوں کو وہ ساری باتیں بتاتے جو مدینے کی مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ سے سیکھ کر جاتے تھے۔ اس وقت مدرسہ، کالج یا یونیورسٹی کچھ بھی نہ تھا جو کچھ تھا وہ مسجد نبوی میں اصحاب صُفّہ کا چبوترہ تھا۔ یہی طالب علموں کی اقامت گاہ تھی۔ جہاں سے قانون دان فارغ ہو کر نکلتے تھے۔ جہاں سے بچوں نے عدل وانصاف کے تقاضے سیکھے۔ اسی مسجد کے صحن سے اور معلم انسانیت سے اصولِ حکمرانی، اصول معاش اور اصول معاشرت سیکھے۔ اس میں صلح و جنگ کے قوانین دیئے گئے ہیں۔ یہاں سے سفارتیں، قبیلوں، ملکوں کو بھیجی گئی۔ اسی جگہ سے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فوجی دستوں کو تربیت دی اور ہدایات دیں۔ اس مسجد کے صحن میں روم، ایران کے بادشاہوں کو دعوت نامے بھیجے گئے، یہاں بیٹھ کر ہی یہودیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا۔ منافقین کی چالوں کو توڑا گیا۔ یہی کھجور کی چھت والی مسجد دارلانصاف بھی تھی۔ یہاں مقدمات کے فیصلے ہوتے تھے۔ غرض یہ کہ ہر کام معلم انسانیت نے انجام دیا اور اس مسجد میں ہی اپنی تعلیم وہدایت سے وہ تہذیبی انقلاب برپا کیا جو آج اس گئے ہوئے زمانے میں بھی بہت حد تک موجود ہے۔ جس انقلاب سے دوسری قوموں نے اپنے ہاں اس کی تمام اچھی باتیں رائج کیں، بلاشبہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا لایا ہوا انقلاب خالص تعلیمی، تہذیبی اور انسانیت کا انقلاب تھا۔ اس کی بنیاد ہی انسانیت کی خیرخواہی تھی، اسی جذبہ خیرخواہی کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اجتماعی قوت کے ساتھ استعمال میں لایا گیا۔ جب یہ نظام مکمل طور پر نافذ ہو گیا تو وزیروں اور بادشاہوں کے ظلم وستم کی ستائی ہوئی انسانیت اِس نظام حکومت میں خود بخود کھنچی چلی آئی۔

****

تعلیماتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ

☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’سات قسم کے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے عرش کا سایہ نصیب کرے گا۔

(1) انصاف کرنے والا حاکم۔

(2) وہ شخص جو جوانی کی اُمنگ ہی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہو۔

(3) وہ مرد جس کا دِل مسجد میں اٹکا رہے یعنی ایک نماز پڑھ کر نکلا اور دوسری نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی تیاری۔

(4) وہ دو شخص جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور اللہ ہی کی محبت پر جُدا ہوتے ہوں۔

(5) وہ جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

(6) وہ آدمی جس کو کوئی عورت بدکاری کے لیے بُلائے اور وہ خُدا کے خوف کی وجہ سے بدکاری سے بچے۔

(7) وہ جس نے خیرات چھپا کر کی۔‘‘ (جامع ترمذی، جلد ۲، حدیث نمبر ۲۳۹۱)(صحیح بُخاری، حدیث نمبر ۱۴۲۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’میرے رَب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

(1) کھلے اور چھپے ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈروں۔

(2) مہربانی اور غصہ دونوں حالتوں میں انصاف کروں۔

(3) امیر ہو یا فقیر راست بازی اور اعتدال پر قائم رہوں۔

(4) جو مجھ سے کٹے مَیں اُس سے جڑوں۔

(5) جو مجھے محروم کرے مَیں اُسے دوں۔

(6) جو مجھ پر زیادتی کرے مَیں اُسے معاف کروں۔

(7) میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔

(8) میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

(9) مَیں نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔‘‘(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر ۵۳۵۸)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تمہیں نیکی کر کے خوشی اور بُرائی کر کے دِل غمگین ہو تو تُم مومن ہو" ۔(مسند احمد، جلد۔ ۱۱، حدیث نمبر ۱۱۵۲۲)(مشکوٰۃ المصابیح، جلد۔ ۱، حدیث نمبر ۴۵)

☆ حضرت معاذؓ کو ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جانتے ہو معاذ، اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟" حضرت معاذؓ نے عرض کیا: "یہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے"۔ اِس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(1)"اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اُس کی بندگی اِس طرح کی جائے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اپنے کرم سے اُنہیں عذاب نہ دے"(صحیح مسلم، جلد۔ ۱، حدیث نمبر ۱۴۳، ۱۴۵)

(2)"جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی کی اور اللہ ہی کے لیے دُشمنی کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے روکا، تو اُس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا"(سنن ابی داوٗد، جلد۔ ۴، حدیث نمبر ۴۶۸۱)

(3)"جو شخص علمِ دین سیکھنے کے لیے سفر کرے تو اللہ تعالیٰ اِس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکھٹے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے اور ذکر کرتے ہیں تو اللہ کی رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں فرماتے ہیں"
(سنن ابن ماجہ، جلد۔ ۱، حدیث نمبر ۲۲۵)(مشکوٰۃ المصابیح، جلد۔ ۱، حدیث نمبر ۲۰۴)

(4) ’’عقلمند وہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو قابو کیا اور موت کے بعد آنے والی زندگی میں لگ گیا‘‘۔(سنن ابن ماجہ جلد ۵، حدیث نمبر ۴۲۶۰)

(5) ''یہ ایک بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی جھوٹی بات کہو جب کہ وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو''۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۳، حدیث نمبر ۴۸۴۵)

(6) ''اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم کو سیکھا اور پھیلایا''۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد۔۱، حدیث نمبر ۲۵۹)

(7) ''ایمان اور حرص ایک جگہ پر اکٹھے نہیں ہوسکتے''۔(سنن نسائی)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

(1) اپنی جوانی کو انتہائی بڑھاپے سے پہلے (2) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے

(3) اپنی خوشحالی کو تنگدستی سے پہلے (4) اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے

(5) اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر ۵۱۷۴)

☆ایک دفعہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں بتاؤں کہ روزے، نماز اور خیرات سے افضل ترین چیز کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا فرمایئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "**لوگوں کے درمیان صُلح کروانا**" اور پھر فرمایا کہ "**ساری نیکیاں جس عمل سے برباد ہوجائیں وہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالنا یا فساد ڈلوانا ہے**"۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد۔۳، حدیث نمبر ۵۰۳۸)

☆ابن زیادؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک خوفناک چیز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "**ایسا اُس وقت ہوگا جب دین کا علم مِٹ جائے گا**" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ دین کا علم کیونکر مٹ جائے گا، ہم قرآن پاک پڑھتے اور اپنی اولادوں کو پڑھاتے رہیں گے، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، اے ابنِ زیادؓ "**کیا تُم نہیں دیکھتے کہ یہ یہود و نصارٰی بھی تو کتابیں پڑھتے اور پڑھاتے رہے ہیں، قرآن پاک بھی پڑھا جائے گا لیکن حلق سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی صرف پڑھا جائے گا اس کے علم کے مطابق عمل نہیں ہوگا**"(مشکوٰۃ المصابیح، جلد۔۱، حدیث نمبر ۲۷۷)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جنت کو سختیوں اور مشقتوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جہنم کو لذتوں اور نفس کی خواہشات سے گھیر دیا گیا ہے"۔(بخاری و مسلم)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**میری اُمت پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ جب دوسری اُمتیں اِس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی کہ جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں**" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کیا ہم اُس زمانے میں اتنے کم ہوں گے کہ دوسری اُمتیں ہمیں اپنا لقمہ بنانے کے لیے متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا : "**نہیں اُس زمانے میں تمہاری تعداد کم نہ ہوگی، بلکہ تُم لوگ بہت بڑی تعداد میں ہوگے۔مگر تُم سیلاب کی جھاگ کی طرح ہوجاؤ گے اور دُشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں کم ہمتی گھر کرلے گی**"۔صحابہؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! یہ کم ہمتی کِس وجہ سے آئے گی؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "**اِس وجہ سے کہ تُم (آخرت کی بجائے) دُنیا سے محبت کرنے لگو گے۔موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے یعنی اللہ کی راہ میں جان دینے کی آرزو دِلوں میں نہ رہے گی**"۔ (مسند احمد جلد ۱۲، حدیث نمبر ۱۲۸۵۶) (مشکوٰۃ المصابیح، جلد۔ ۳، حدیث نمبر ۵۳۶۹)

☆ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: "**کیا مَیں تمہیں بتاؤں کہ جنت والے کون لوگ ہیں؟**" صحابہؓ نے عرض کیا "ہاں اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ ضرور بتایئے" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "**یہ کمزور (نرم دل)، کہ لوگ انہیں حقیر جانیں لیکن ایمانی طاقت ایسی کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالٰی اُن کی قسم کو پوری کردے**" پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کیا مَیں تمہیں بتاؤں کہ دوزخ والے کون لوگ ہیں؟" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا : "ہاں اللہ تعالٰی کے رسول خاتم النبیین ﷺ ضرور فرمایئے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "**ہر سخت مزاج، شیخی خور اور مغرور**"۔(جامع ترمذی، جلد۔۲، حدیث نمبر ۲۶۰۵)

☆ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی صبح کرتا ہے تو اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے اور تسبیح کرنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برے کام سے روکنا صدقہ ہے (اس طرح یہ امور سرانجام دے کر ان اعضاء کا صدقہ ادا کیا جاسکتا ہے) اور ان تمام چیزوں سے دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں، جو آدمی چاشت کے وقت ادا کرتا ہے"۔(مسند احمد جلد ۳، حدیث نمبر ۲۲۵۴)

☆ ایک دفعہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "**خُدا کی قسم وہ ایماندار نہ ہوا**" صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کون؟ آپ خاتم

النبیین ﷺ نے فرمایا **"وہ شخص جس کا ہمسایہ اُس کی بُرائیوں سے محفوظ نہ ہو"**۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۰۱۶)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا **"مجھ سے چھ باتوں کا ذمہ لو، مَیں تمہارے لیے جنت کا ذمہ لیتا ہوں: جب بولو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو، جب امین بنو تو خیانت نہ کرو، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نگاہوں کو جھکاؤ، اپنے ہاتھوں کو ظلم وستم اور حرام کاموں سے بچائے رکھو**۔"(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر ۴۷۹۸)(السلسلۃ الصحیحۃ ،حدیث نمبر ۱۴۷۰)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا **"مسلمان نہ طعنہ دیتا ہے، نہ لعنت بھیجتا ہے اور نہ ہی بدزبانی اور فحش کلامی کرتا ہے"**۔ (بخاری، ترمذی، احمد، حاکم)

☆ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نجات کیونکر ملے گی؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا **"اپنی زبان پر قابو رکھو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو** اور اپنے گھر کی وسعت میں مقیدرہو"۔ (جامع ترمذی، جلد ۲، حدیث نمبر ۲۴۰۶)

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا **"تم میں سے جو شخص بُرائی دیکھے اُس کو اگر ہاتھ سے مٹانے کی طاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے مٹادے، اگر یہ نہ کرسکتا ہو تو زبان سے مٹادے یعنی زبان سے برا کہے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دِل سے بُرا جانے، لیکن یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"**(مسند احمد جلد ۶، حدیث نمبر ۹۰۴۹)

☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا **"جو کچھ تمہاری قسمت میں ہے اگر تم اس پر راضی ہو جاؤ تو سب سے بے نیاز ہو جاؤ گے"** (مشکٰوۃ ۔جلد ۳، حدیث نمبر ۵۱۷۱)

☆ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے زوج کے انتخاب کے بارے میں فرمایا **"عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے:**

(1) اُس کا مال (2) اُس کا خاندان (3) اُس کی خوبصورتی (4) اُس کا دین

تو تم دین دار عورت حاصل کرو اسی میں تمہارا بھلا ہوگا "۔ (سنن ابی داؤد، جلد دوئم، حدیث نمبر ۲۰۴۷)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا "جو شخص دنیا میں دورُخا پن اختیار کرتا ہے، قیامت کے دن اُس کے منہ میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی" ۔(سنن ابی داوٗد، جلد ۴، حدیث نمبر ۴۸۷۳)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا **"وہ خوبیاں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، وہ بردباری، وقار اور سنجیدگی ہیں"**۔ (سنن ابی داوٗد، جلد۔ ۴، حدیث نمبر ۵۲۲۵)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا "سادہ زندگی گزارنا ایمان ہے"۔(ابوداوٗد)

☆ ایک دفعہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے اِرشاد فرمایا **"کون ہے تم میں جو مجھ سے سیکھے اور اُس پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی سکھائے تا کہ وہ بھی عمل کریں"** حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! مَیں سیکھتا ہوں"۔ اس پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گن کر فرمائیں:

"(1) گناہوں سے پرہیز کرو تو تم سب سے بڑے عابد و زاہد بن جاؤ گے (2) خُدا نے جو کچھ دیا ہے اُس پر راضی ہو جاؤ تو سب سے بڑھ کر دولت مند ہو جاؤ گے (3) لوگوں کے لیے وہی کچھ چاہو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو تو تم مسلمان ہو جاؤ گے (4) زیادہ ہنسی سے بچنا کہ اِس سے دِل مُردہ ہو جاتا ہے (5) اپنے پڑوسی سے احسان کرنا تو تم مومن بن جاؤ گے "۔(جامع ترمذی، جلد دوئم، حدیث نمبر ۲۳۰۵)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ **"تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے اچھا کون ہے اور بُرا کون ہے"**؟ لوگ خاموش رہے، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ **"تم میں سے اچھا وہ ہے کہ جس سے لوگ اچھائی کی اُمید رکھیں، اور تم میں سے بُرا وہ ہے کہ جس سے اچھائی اور نیکی کی توقع نہ رکھی جائے، اور جس کی بُرائی سے کوئی امن میں نہ رہے"** ۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۳، حدیث نمبر ۴۹۹۳)

☆ ایک دفعہ مسجدِ نبوی کے صحن میں ایک بدو نے پیشاب کر دیا، صحابہ کرامؓ چاروں طرف سے دوڑ پڑے کہ اُس کو ماریں، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُنہیں روک دیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "تم سختی کے لیے نہیں نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو" اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے بدو کو بُلا کر فرمایا کہ "یہ

عبادت کی جگہ ہے اس میں گندگی نہیں ہونی چاہیے، یہ گھر اللہ کی یاد، نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ہے" پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ ''اِس کو دُھلوا ڈالو''۔ (بخاری شریف)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ **"بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے"**۔(مسند احمد، جلد ۹، حدیث نمبر ۹۵۲۵)(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر ۲۰۴۹)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ "جس شخص کے اندر چار خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے، اور جس شخص کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اُس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے:

(1) جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (2) جب وہ گفتگو کرے تو جھوٹ بولے

(3) جب وہ وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (4) جب کسی سے جھگڑے تو گالی پر اُتر آئے "۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۴۵۹)

☆ ایک مرتبہ چند غریب مسلمانوں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ، امیر اور دولت مندوں کو صدقہ اور خیرات کی وجہ سے جو نیکیاں ملتی ہیں، ہم تو اُن نیکیوں سے محروم ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ سُن کر فرمایا " کیا تُم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس سے کوئی تمہاری برابری نہ کر سکے؟ " عرض کیا! ہاں، اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا **"33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ، 34 بار اللہ اکبر پڑھا کرو"** لیکن تھوڑے عرصے کے بعد وہی غریب آئے اور کہا کہ یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ وہ سبق تو دولت مند بھی پڑھنے لگے ہیں، اس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا **"یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے"**۔(صحیح مسلم، جلد دوئم، حدیث نمبر ۱۳۴۷)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''**کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق کاٹے**''(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۲۳۷)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا: **"مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اُس کو بربادی سے بچاتا اور اُس کی حفاظت کرتا ہے۔''**(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا: **"اُس کی ناک خاک آلود ہو"**(یعنی ذلیل ہو) یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔لوگوں نے پوچھا ،کون یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: **"وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا (دونوں میں سے کسی ایک کو، یا دونوں کو) پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا"**۔(صحیح مسلم جلد ۶، حدیث نمبر ۶۵۱۰، ۶۵۱۱)

☆ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **"دو بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے، جتنا نقصان، مال وجاہ کی حرص و ہوس، دین اور ایمان کو نقصان پہنچاتی ہے"**۔(جامع ترمذی، جلد ۲، حدیث نمبر ۲۳۷۶)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا: **"جس کو اللہ تعالیٰ خیر اور بھلائی دینا چاہتا ہے، تو اسے اپنے دین کا علم و فہم عطا کر دیتا ہے"**۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۷۱)

☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ معلمِ اخلاق تھے، آپ کا طریقۂ تعلیم ایسا تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی نرمی، شیرینی، اور دینی خیر خواہی اور عملی نمونے کے ساتھ بات سیدھی دِل میں اُتر جاتی تھی، کبھی ایسا ہوتا کہ لوگ سوال پوچھتے تو آپ خاتم النبیین ﷺ اِن کو بتاتے اور خاص اُس بات پر زور دیتے جو پوچھنے والے میں بُرائی ہوتی۔ مثلاً ایک شخص میں بہت غصہ تھا، اُس نے کہا، یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا **"غصہ نہ کر، غصہ نہ کر، غصہ نہ کر، کیونکہ غصہ عقل کو ضائع کر دیتا ہے(غصہ کی حالت میں انسان معاملہ اور بگاڑ دیتا ہے۔)"**۔ **(مجمع الزوائد، ۸/۷۰)**

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا **"وہ شخص ہم میں سے نہیں، جو تعصب کی دعوت دے، کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری نہیں، اور برتری صرف تقویٰ، پرہیز گاری اور خُدا پرستی پر ہے"**۔(مسند احمد، حدیث نمبر ۹۷۳۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

****

اخلاقِ نبوی خاتم النبیین ﷺ

☆ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے چند لوگوں نے آ کر پوچھا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق بیان کیجیے، تو انہوں نے پوچھا **"کیا تُم قرآن نہیں پڑھتے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو ہے"**۔ خود قرآن مجید سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر۔۱۵۹ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں کہتا ہے:

ترجمہ: **"خُدا کی رحمت سے تُم اِن کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہو اور اگر تُم تندخو اور سخت دِل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے ہٹ جاتے"**۔

☆ حضرت خدیجہؓ جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد پورے پچیس برس تک آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اور رفاقت میں رہیں، وہ جن الفاظ میں آپ کو تسلی دیتی تھیں وہ الفاظ یہ ہیں: "ہرگز نہیں اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا، کیونکہ آپ خاتم النبیین ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، قرض داروں کا بار اُٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کی ضمانت دیتے ہیں اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں"۔

☆ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ''نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی کو بُرا بھلا نہیں کہا، بُرائی کے بدلے بُرائی نہیں کی بلکہ درگزر فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا لیکن جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق سزا دیتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی نام لے کر کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ دوستوں میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کسی کی کوئی درخواست کبھی رَد نہیں کی مگر یہ کہ کوئی ناجائز یا غلط درخواست ہو۔ آپ خاتم النبیین ﷺ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو خوش ہوتے اور مُسکراتے ہوئے آتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ باتیں ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو یاد رکھ لے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نہایت نرم مزاج تھے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے تین چیزیں اپنے نفس سے دُور کر دی تھیں:

ا۔ بحث ومباحثہ ب۔ ضرورت سے زیادہ بات ج۔ جو بات مطلب یا فائدے کی نہ ہو اُس میں پڑنا ''۔

☆ حضرت جنید بن ہالہؓ کہتے ہیں: "آپ خاتم النبیین ﷺ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہارِ شُکر کرتے تھے، کھانا جس قِسم کا بھی سامنے آتا، اُسے تناول فرما لیتے اُس میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے، جب کوئی دوسرا گفتگو کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا آپ خاتم النبیین ﷺ چُپ رہ کر سُنا کرتے، لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ خاتم النبیین ﷺ اُن باتوں پر صرف مُسکرا دیتے، جن باتوں پر لوگ تعجب کرتے آپ خاتم النبیین ﷺ بھی اُن باتوں پر تعجب کرتے تھے، کوئی آدمی اگر بے باکی سے بولتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ تحمل فرماتے، دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سُننا پسند نہ فرماتے تھے، جب کوئی آپ خاتم النبیین ﷺ کو اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آپ خاتم النبیین ﷺ سے ملتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے لگتا، اگر کوئی حق کی مخالفت کرتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ کو غصہ آ جاتا آپ خاتم النبیین ﷺ حق کی حمایت کرتے لیکن ذاتی معاملے پر کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، آپ خاتم النبیین ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو، آپ خاتم النبیین ﷺ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی رات کی عبادت ترک نہیں کی "۔

☆ حضرت جریر بن عبداللہؓ ایک صحابی ہیں، جن کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ مُسکرایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے: " کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مَیں حاضر ہوا ہوں اور آپ خاتم النبیین ﷺ مُسکرائے نہ ہوں "۔

☆ کسی سے ملاقات کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ ہمیشہ سلام اور مصافحہ کرتے تھے۔

☆ کوئی شخص اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کے کانوں میں کچھ کہتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ منہ نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات پوری کرتا۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کا مصافحہ میں یہ معمول تھا کہ کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے اُس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔

☆ مجلس میں بیٹھتے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے زانو مبارک ساتھیوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔ لوگوں کو مبالغہ آمیزی سے ہمیشہ روکتے۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''مَیں خُدا کا ایک بندہ اور اُس کا رسول ہوں''۔ (صحیح بُخاری۔ حدیث نمبر ۳۴۴۵)

☆ ایک مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وضو فرما رہے تھے، تو وضو کے پانی کو صحابہ کرامؓ لیتے اور برکت کے خیال سے چہرے اور بدن پر مل لیتے۔ آپ خاتم

النبیین ﷺ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کررہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت میں، تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: **"اگر کسی کو اس بات کی خوشی ہے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت رکھتا ہے تو اُس کو چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، جب امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے، اور کسی کا پڑوسی ہے تو اُس کا حق اچھی طرح ادا کرے"**۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر ۴۹۹۰)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے **"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ"** ضرور پڑھتے تھے۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے سارے کام اپنے ہاتھوں سے کرتے۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت کے لیے ازواجِ مطہرات تھیں لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے، اپنے کپڑوں میں اپنے ہاتھوں سے پیوند لگا لیتے تھے، اپنے گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے، دودھ دوھ لیتے تھے، بازار سے سودا سلف لاتے تھے، جوتے ہاتھوں سے گانٹھ لیتے تھے، ڈول میں ٹانکے لگا لیتے تھے، اُونٹ کو باندھ لیتے تھے، جانوروں کو چارہ ڈالنے میں غلام کی مدد کرتے تھے، آٹا خود گوندھ لیتے تھے۔

☆مسجدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی تعمیر میں اپنے ہاتھوں سے پتھر اُٹھا کر لاتے، ایک عام مزدور کی طرح جب ذرا تھکاوٹ محسوس ہونے لگتی تو زبان مبارک پر چند کلمات آجاتے، جن کو ہلکے ہلکے گنگناتے **"اے اللہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے"**۔(صحیح بُخاری۔حدیث نمبر ۳۹۰۶)

☆ حضرت خباب بن ارت؄ ایک صحابی تھے، اِن کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کسی غزوہ میں بھیجا تھا، اِن کے گھر میں کوئی اور مَرد نہ تھا اور گھر میں عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ روزانہ اُن کے گھر جاتے اور دودھ، دوھ کرآتے (سبحان اللہ)۔

☆ مدینے کی لونڈیاں، آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں، اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ ہمارا یہ کام ہے، تو آپ خاتم النبیین ﷺ فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُن کا کام کر دیتے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ؅ فرماتی ہیں کہ **"کبھی آپ خاتم النبیین ﷺ کا کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا، یعنی صرف ایک جوڑا ہوتا تھا۔ دو، دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی"**۔عروہ بن زبیر؄ نے حضرت عائشہ صدیقہ؅ سے پوچھا کہ آپ؅ کا گزارہ کِس طرح ہوتا تھا؟ کہنے لگیں: "پانی اور کھجوروں پر اور کبھی کبھی ہمسائے بکری کا دودھ بھیج دیا کرتے تو وہ پی لیا کرتے "۔حضرت عائشہ صدیقہ؅ فرماتی ہیں کہ **"مدینے کے قیام سے لے کر آخری وقت تک آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی دو وقت کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی "**۔آپ؅ فرماتی ہیں" آپ خاتم النبیین ﷺ کبھی کبھی راتوں کو اُٹھ کر قبرستان چلے جاتے، اور وہاں جا کر استغفار کرتے تھے"۔آپ؅ فرماتی ہیں" **آپ خاتم النبیین ﷺ ہمارے ساتھ مشغول ہوتے کہ اذان کی آواز آجاتی، تو آپ خاتم النبیین ﷺ اِس طرح جلدی سے مسجد چلے جاتے کہ گویا ہمارے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے**"۔

☆حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سراپا شفقت اور رحمت تھے، معافی اور دَرگُزری آپ خاتم النبیین ﷺ کا شیوہ تھا، طائف کے لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر پتھر برسا کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو لہولہان کر دیا، پہاڑوں کا فرشتہ آ کر کہتا ہے **"اگر آپ خاتم النبیین ﷺ اجازت دیں، تو میں پہاڑوں کو اِن لوگوں پر اُلٹ دوں"** اُس وقت بھی رحمتِ عالم خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں: **"مَیں یہ پسند نہیں کرتا، یہ نہیں تو اِن کی اولاد اِس دین کو قبول کرلے گی"**۔ (بُخاری)

☆ دُشمنوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو گھر سے نہیں وطن سے بھی نکال دیا تھا، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ بیماروں کی عیادت کو ضرور جاتے۔جب آپ خاتم النبیین ﷺ کسی کے گھر جاتے تو کسی اونچی جگہ یا الگ مقام پر بیٹھنا پسند نہ فرماتے۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ عدل وانصاف، توکل علی اللہ اور صبر واستقامت کے پیکر تھے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق کی کیا شان بیان کی جاسکتی ہے، نہ زبان ساتھ دے سکتی ہے نہ قلم آپ خاتم النبیین ﷺ کی صفات پوری طرح بیان کرسکتا ہے، مگر حق یہی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے باوجود انسان ہونے کے اپنی ساری انسانی خصوصیات کو مرضی الٰہی کا پابند بنا دیا تھا۔ دل، دماغ، جسم وجان، رونگٹا رونگٹا، اللہ کی مرضی کا پابند اور شُکر گزار تھا۔ جو حالات بھی آجاتے آپ خاتم النبیین ﷺ اُسی پر قناعت وصبر وشُکر کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق جیسا اخلاق عطا فرمائے۔(**آمین**)

****

اِتباعِ رسول خاتم النبیین ﷺ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک کی عملی تفسیر تھے۔ مثلاً قرآن پاک میں حکم آتا ہے **"نماز پڑھو"** کس طریقے سے پڑھو، کتنی رکعتیں پڑھواور اِن میں کیا اذکار پڑھو، یہ سب تفصیلات حضور نبی رحمت خاتم النبیین ﷺ نے بتائی ہیں۔ قرآن مجید میں حکم آتا ہے کہ **"وضو کرو"** کِس طریقے سے کرو، یہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہی بتایا اور کر کے دکھایا ہے، نیز یہ بھی بتایا کہ وضو کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اور کِن حالات میں ٹوٹ جاتا ہے۔ اِسی طرح قرآن کریم میں **کھانے، پینے کی بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام بتایا گیا ہے،** لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے پوری تفصیل بتادی کہ کون کون سی چیزیں حلال ہیں اور کون کون سی چیزیں حرام ہیں۔ اس طرح جائز و ناجائز، اسراف و بخل کی حدود بھی بتادی اور کوئی پہلو بھی اوجھل نہ رہنے دیا۔ قرآن پاک میں حکم آیا کہ **"اپنے آپ کو پاک رکھو"** آپ خاتم النبیین ﷺ نے پاکیزگی نفس سے لیکر لباس و جسم کو پاک رکھنے کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی بتادی۔ زکوٰۃ کا حکم ہوا تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حد مقرر کی کہ کتنی مالیت پر کتنی زکوٰۃ اور کتنی مالیت پر صدقہ اور خیرات دینا ہوگا۔

بھائیوں کے ساتھ تعلقات، دوستوں کے ساتھ تعلقات، رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کی حدیں مقرر کیں۔ اس طرح قرآن پاک میں یہ حکم آتا ہے کہ اللہ کے حکم پر اُس کے بندوں کو چلنا چاہیے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک حکومت قائم کر کے اس کا پورا نقشہ بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کر دیا۔ اور یہ فیصلہ بھی کر دیا کہ اسلامی حکومت کے گورنر اور اُمراء کے انتخاب میں یہ صفات دیکھی جائیں۔ "جو دین کا فہم سب سے زیادہ رکھنے والا ہو، جو خُدا ترس ہو، جس کو اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا خوف ہو، وہی مسلمانوں کے کاموں کا نگران بنایا جاسکتا ہے۔ جو لوگ اخلاقی اصولوں کی پرواہ نہ کریں اور شرعی حدود کا لحاظ نہ کریں، ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے امور کا نگران نہیں بنایا جاسکتا۔ جس کی زندگی اندر اور باہر کھُلی کتاب کی طرح نہ ہو "۔

غرض یہ کہ ہر پہلو میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے قرآن کے احکام پر عمل کر کے نمونہ پیش کر دیا، تاکہ پیروی کرنے والوں کے لیے کسی کام میں کوئی مشکل نہ رہے اور کل قیامت کے روز کوئی انسان بھی یہ نہ کہہ سکے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے فلاں حکم پر کیسے عمل کرتا، مَیں تو اللہ تعالیٰ کے فلاں حکم کا منشاء ہی نہیں سمجھ سکا۔ کیونکہ قرآن پاک میں احکامات اللہ تعالیٰ نے اُتارے ہیں اور اِن احکامات سے اللہ تعالیٰ کی منشا کیا ہے، یہ سب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بتایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

"تمہارے لیے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ میں ایک عملی نمونہ ہے" (سورہ الاحزاب، آیت نمبر ۲۱)

"اے نبی خاتم النبیین ﷺ ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، پھر وہ بھی تُم سے محبت کرے گا" (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۳۱)

"نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول، مگر اس لیے کہ اس کی پیروی کی جائے اللہ کے حکم کے ساتھ"۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر ۶۴)

"جس نے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کی پس بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی" (سورۃ النساء، آیت نمبر ۸۰)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے، مسلسل اپنے قول، فعل اور عمل سے لوگوں کی رہنمائی کی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قول و فعل اور عمل کو سُنّت کہتے ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جس نے میری ایک سُنّت زندہ کی اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا"۔ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۶۷۸)

سُنّت کی اقسام: سُنّت کی 2 اقسام ہیں۔ (1) سُنّت موکدہ (2) سُنّت غیر موکدہ

(1) **سُنّت موکدہ** :- جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ادا کیں اور کرنے کے بعد ہمیں کرنے کا حکم فرمایا۔

(2) **سُنّت غیر موکدہ** :- جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ادا کیں اور کرنے کے بعد ہمیں ادا کرنے کا حکم نہیں فرمایا، اِس لیے کہ ہم پر زیادہ بوجھ عبادت کا نہ پڑ جائے اور نہ کرنے کی وجہ سے ہم گناہ گار نہ ہوں۔

سُنّتیں 2 طرح کی ہیں۔ (1) ظاہری سُنّتیں (2) باطنی سُنّتیں

(1) ظاہری سُنّتیں جو ظاہر عضو سے ادا کی جائیں مثلاً

1۔ پانی پینے کی سُنّتیں:- ۱) پانی ہاتھ میں لیں اور بیٹھ جائیں، ۲) پانی کے اندر نظر کریں کہ کیسا ہے، ۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پینا شروع کریں، ۴) کم از کم تین سانس میں پانی کو ختم کریں، پانی پینے کے دوران نیچے نہ ٹپکے، بچا ہوا پانی کسی دوسرے کو پلائیں کیونکہ مومن کے جوٹھے میں شفا ہے، ۵) پانی پینے کے بعد کہیں الحمد للہ، آبِ زم زم کھڑے ہو کر اور قبلہ رُخ ہو کر پیئیں، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کانچ مٹی اور تانبے کے برتن میں پانی نوش فرمایا، پانی غٹا غٹ یعنی بڑے بڑے گھونٹ میں نہ پئیں۔

2۔ کھانا کھانے کی سنّتیں:- ۱) کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئیں، ۲) کلی کرنا اور منہ کا اگلا حصہ دھونا سُنت ہے، ۳) کھاتے وقت دو زانوں بیٹھیں یا پھر اُلٹا پاؤں بچھالیں اور سیدھا کھڑا کرلیں یا سُرین پر بیٹھیں تینوں میں سے جس طرح چاہیں بیٹھیں سُنت ادا ہو جائیگی، ۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں، بسم اللہ زور سے پڑھیں تا کہ دوسروں کو یاد آ جائے، ۵) زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا سُنت ہے، ٹیک لگا کر یا ایک ہاتھ زمین پر ٹیک لگا کر جوتے پہن کر، لیٹے لیٹے یا چارزانو بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں، برتن کے بیچ میں سے ابتداء نہ کریں بلکہ اپنی جانب سے کھائیں، زیادہ گرم کھانا نہ کھائیں، ۶) کھانے کے بعد برتن چاٹ لیں پھر انگلیاں چاٹ لیں، ۷) مٹی کے برتن میں کھانا سُنت ہے، ۸) سرید یعنی روٹی گوشت کے شوربے میں ڈبو کر کھانا سُنت ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو حلوہ، شہد، سرکہ، کھجور، تربوز، خربوزہ اور کدّو (لوکی) بہت پسند تھے۔ گوشت میں گردن اور کمر کا گوشت بہت پسند تھا، ککڑی کو نمک لگا کر کھانا سُنت ہے، کھرچن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو بہت پسند تھی۔ پہنے ہوئے کپڑوں سے ہاتھ نہ پونچھیں کہ اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ ۹) کھانے کے بعد الحمد للہ رب العالمین کہیں، ۱۰) کھانے کے بعد مسواک کرنا سُنت ہے۔

3۔ سونے اور جاگنے کی سُنّتیں:- ۱) سونے سے پہلے مسواک کرنا سُنت ہے، ۲) باوضو سونا سُنت ہے، ۳) سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر بستر کو جھاڑ لیں، ۴) دائیں کروٹ لیٹیں اور اُلٹا نہ سوئیں کیونکہ اُلٹا سونے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے سوتے وقت قبر کے سونے کو ضرور یاد رکھیں، بغیر منڈیر کی چھت پر نہ سوئیں، دوپہر کو کچھ دیر سونا (قیلولہ کرنا) سُنت ہے، لیٹے لیٹے ذکر کریں تو پاؤں سمیٹ لیں، سونے سے پہلے غور کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض باقی تو نہیں رہ گیا، ۵) سونے سے پہلے گناہوں سے اچھی طرح توبہ کرلیں، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائیں، ۶) جاگتے ہی سب سے پہلے اللہ کا نام لیں، ۷) نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنا سُنت ہے، ۸) عصر کے بعد مت سوئیں کہ اس سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور عقل زائل ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

4۔ اُٹھنے بیٹھنے کی سنّتیں:- ۱) تشہد کی حالت میں بیٹھیں ۲) ایک پاؤں بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھیں ۳) پاؤں زمین پر رکھیں اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں، ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لیں (سُرین پر بیٹھیں) ۴) چارزانو نہ بیٹھیں۔ (چارزانوں بیٹھنے سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہے۔) ۵) جب بیٹھیں تو جوتے اتار کر بیٹھیں۔

5۔ چلنے کی سنّتیں:- ۱) کنارے کنارے چلیں، ۲) اکڑ کر نہ چلیں، ۳) جوتوں کی آواز نہ آئے، ۴) راہ چلتے ہوئے اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، ۵) دو آدمیوں کے درمیان نہ چلیں۔

6۔ جوتے پہننے کی سنّتیں:- چمڑے کے جوتے پہننا سُنت ہے، ۱) جوتے پہنتے وقت جھاڑ لیں، ۲) پہلے سیدھا جوتا پہنیں اور پھر اُلٹا جوتا پہنیں اور جوتا اُتارتے وقت پہلے اُلٹا جوتا اُتاریں اور پھر سیدھا جوتا اُتاریں، ۳) جوتا اُلٹا ہو جائے تو فوراً سیدھا کرلیں کہ اِس سے تنگ دستی آنے کا خدشہ ہے، ۴) عاجزی کے لیے ننگے پاؤں چلیں، ۵) ایک جوتا پہن کر چلنا منع ہے، ۶) جب بھی بیٹھیں جوتے اُتار لیں۔

7۔ ناخن کاٹنے کی سنّتیں:- ناخن جمعہ کو کاٹنا سُنت ہے، ناخن کاٹتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرنا اور چاروں انگلیوں کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرنا اور انگوٹھے پر ختم کرنا ہے۔ آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹنا ہے۔ پیروں کے ناخن کاٹتے وقت دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرنا ہے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرنا ہے۔ ناخن دانتوں سے کاٹنے سے گھر کے مال و رزق میں بے برکتی رہتی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کسی نے ایک مرتبہ گھر میں تنگ دستی کی شکایت کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ناخن سُنت کے مطابق کاٹا کر"۔

8۔ جمعہ کے دن کی سنّتیں:- جمعہ کے دن ناخن کاٹنا سُنت ہے۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ، جلد۔۲، صفحہ نمبر ۶۵)

جمعہ کے دن غسل کرنا سُنت ہے۔ (صحیح بُخاری شریف، حدیث نمبر ۸۷۹)

جمعہ کے دن غسل کرنا، سر میں تیل لگانا اور خوشبو لگانا سُنت ہے۔(صحیح بُخاری، کتابُ الجمعہ، جلد۔۱، صفحہ نمبر۳۰۱، حدیث نمبر ۸۴۳)

جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا سُنت ہے۔(مسند احمد، جلد۔۳، حدیث نمبر ۲۷۳۸)(مصنف ابنِ ابی شیبہ، حدیث نمبر ۵۵۸۵)

جمعہ کے دن مسواک کرنا سُنت ہے۔(صحیح بُخاری شریف، حدیث نمبر ۸۸۰)

جمعہ کے دن کثرت سے دُرود پاک پڑھنا چاہیے۔(سنن ابی داوٗد، جلد اوّل، حدیث نمبر ۱۰۴۷)(السلسلۃ الصحیحہ، حدیث نمبر ۲۷۷۷)

جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنا سنت ہے۔(الترغیب والترھیب، جلد۔۱، صفحہ ۲۹۸)

جمعہ کی رات سورہ حٰم الدخان پڑھنا سنت ہے۔(جامع ترمذی، جلد سوئم، حدیث نمبر ۲۸۸۹)

9۔ مہمان نوازی کی سُنتیں:- مہمان کی آمد کا منتظر رہنا سُنتِ ابراہیمی ہے، مہمان کی وجہ سے خیر و برکت نازل ہوتی ہے-حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو کسی دن یا رات مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مہمان نواز نہیں اس میں خیر نہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ "جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ اور اِس کا رسول خاتم النبیین ﷺ اُسے دوست رکھیں تو اُسے چاہیے کہ پہلے مہمان کو دے، پھر خود کھانا کھائے-سرکارِ دو عالم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "مسلمان کے دل میں خوشی ڈال دینا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے مہمان کی تعظیم کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔اور جس نے مہمان کی تعظیم نہ کی وہ مجھ سے نہیں "۔(بُخاری۔ حدیث نمبر ۶۷۶۴، مُسلم۔حدیث نمبر ۱۷۴، ابنِ ماجہ۔ حدیث نمبر ۳۶۷۲)

مہمان کو دروازے تک رخصت کرنا سُنت ہے۔(ابنِ ماجہ۔ حدیث نمبر ۳۶۷۲)

10- پڑوسی:- آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں وہ جنت میں نہیں جائے گا''۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 198)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہ پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دو اس سے محبت بڑھے گی''۔(ویلمی)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''ایک مردِ مسلمان کے لیے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے کہ اس کا پڑوسی صالح (نیک) ہو۔اس کا مکان کشادہ ہو اور اس کی سواری اچھی ہو''۔(مستدرک حاکم)

(2) باطنی سُنتیں:- جس طرح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ظاہر اعضائے انسانی سے کام کر کے دکھایا، اِسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے بہت کچھ کر کے اور کہہ کر دکھایا۔ہم اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت میں حد درجہ نرمی، عاجزی، انکساری اور حلیمی پائی جاتی ہے۔عفوودرگزر آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ جیسی قناعت، توکل، صبر و شکر اور سخاوت کہیں دیکھنے میں نہیں آسکتی۔

ہر انسان دو اقسام کا مرتکب ہوا کرتا ہے۔ایک جسم اور ایک روح۔اصل زندگی روح سے ہوتی ہے، جسم سے روح نکل جائے تو جسم کو جسم نہیں لاش کہا جاتا ہے۔تو اصل زندگی روح سے ہے۔اب جہاں ہمارے ظاہری اعضاء نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سنتوں کو اپنا رہے ہیں تو ہمیں اپنے باطنی اعضاء کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی عادات کے مطابق مزین کرنا ہے۔ہمیں بتایا گیا ہے کہ! ہمارے روحانی قویٰ کی اندرونی ترکیب جتنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ملتی جلتی ہوگی، اُتنا ہی ہمیں محبوبیت کا مرتبہ عطا کر دیا جائے گا اور جتنا اُلٹ ہوگی۔اُتنی ہی آپ خاتم النبیین ﷺ سے دُوری ہوتی چلی جائے گی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ روحانی قویٰ کی اندرونی ترکیب میں کن صفات اور عادات کا پایا جانا ضروری ہے۔جن کو اپنا کر انسان نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا محبوب بن سکتا ہے اور کون سی وہ بُری خصلتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے دُور ہوتا چلا جائیگا۔جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ میں عاجزی، انکساری، تواضع، خوش خلقی، بردباری، حلیمی، توکل، قناعت، صبر و شکر، سخاوت، عفوودرگزر، غرض بے شمار بہترین صفات پائی جاتی تھیں۔اگر مندرجہ بالا صفات کو انسان اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ اپنے باطن کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے باطن کی طرح مزین کرنے والا کہلائے گا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا دوست بنتا چلا جائے گا ورنہ اِس کے برعکس جائے گا۔

اَب برعکس صفات دیکھتے ہیں کون سی ہیں۔جلن، حسد، کینہ، بغض، ریا، تکبر، عُجب، خود بینی، جھوٹ، غیبت اور احکامِ الٰہی کی پرواہ نہ کرنا۔

اگر انسان ان صفات کا حامل ہوگا جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ میں نہیں تھیں تو وہ شیطان کا دوست بنتا چلا جائے گا۔اس لیے ظاہری اعضاء کوسنتوں سے سجانے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے باطن کی صفات کو بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی صفات سے ملانا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔جلن، حسد، کینہ، ریا، تکبر، عُجب، خود بینی، جھوٹ، غیبت اور احکاماتِ الٰہی پر توجہ نہ دینا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان کا دل شیطانی صفات کو اپنا کر بیمار ہو جاتا ہے۔مندرجہ بالا تمام امراض دل کے ہیں۔ان امراض سے بچنے کے لیے:

1۔ فرائض کی پابندی 2۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرنا ہے جو کہ افضل الذکر ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے کثرتِ ذکر سے انسان کے دل کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے۔صرف یہ نور ہی دل کی مندرجہ بالا بیماریوں کو جلا سکتا ہے جب یہ بیماریاں جلنے لگتی ہیں تو دل میں جگہ خالی ہو جاتی ہے۔اور پھر اس خالی جگہ میں زیادہ کثرتِ ذکر "**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ**" سے عاجزی، انکساری، تواضع، خوش خلقی، بردباری، حلیمی، توکل، قناعت، صبر و شُکر، سخاوت اور عفو و درگزر جیسی صفات پیدا ہوتی جاتی ہیں۔

یاد رکھیں کہ فرائض کی پابندی، سنتوں پر عمل اور کثرتِ ذکر سے دل کی تمام بیماریاں جل جاتی ہیں۔جب ایسا ہوتا ہے تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عشق محبت ہو جاتی ہے۔اس کے بعد انسان فنا فی الرسول خاتم النبیین ﷺ کے درجے کی طرف بڑھنے لگتا ہے اور کثرتِ دُرود شریف سے فنا فی الرسول خاتم النبیین ﷺ ہو جاتا ہے۔اور جو لوگ فنا فی لرسول خاتم النبیین ﷺ ہوتے ہیں، صرف وہی حُبِ الٰہی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

جب کبھی ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف ایک قدم بڑھائیں گے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی مسرت بڑھے گی اور اس سے ہمیں بے پناہ نفع ہو گا۔جس شخص کو یہ حال نصیب ہو اس پر واجب ہے کہ کثرت سے شُکر کرے۔

میری زندگی بھی عجیب ہے، میری بندگی بھی عجیب ہے
جہاں مِل گیا تیرا نقشِ پا، وہیں مَیں نے سر کو جُھکا دیا
مجھے کیا خبر تھی رکوع کی، مجھے کیا خبر تھی سُجود کی
تیرے نقشِ پا کی تلاش تھی کہ مَیں چپ رہا تھا نماز میں

سُنت سے محرومی کے نقصانات:۔سُنت سے محرومی ہی برکات سے محرومی، فاقہ، تنگ دستی اور بیماری کا سبب بنتی ہے۔

1-بغیر غسلی کی حالت میں کھانا کھانا۔ 2-بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا۔ 3-بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا۔

4-ننگے سر کھانا۔ 5-پاؤں لٹکا کر کھانا کھانا۔ 6-بغیر کسی عذر (تکلیف) کے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا۔

7-گرم کھانا کھانا۔ 8-کھڑے ہو کر کھانا (مضرِ صحت ہے)۔ 9-بغیر عذر کے جوتے پہن کر کھانا۔

10-کھڑے کھڑے پانی پینا (دردِ جگر کا باعث ہے)۔ 11- کھانے میں پھونک مارنا (یعنی گندی سانس پھونکنے سے مضر بیماری کا اندیشہ)۔

12-آڑے ترچھے لیٹ کر کھانا۔ 13-بغیر عذر پیر پھیلا کر کھانا۔ 14-بغیر بلائے دعوت پر جانا۔

15-فقیر کو جھڑکنا۔ 16-دروازے میں بیٹھ کر کھانا (دہلیز پر)۔ 17-بغیر عذر کے اندھیرے میں بیٹھ کر کھانا۔

18-مٹی، چینی یا شیشے کے شکستہ (ٹوٹے ہوئے) برتن میں کھانا، (جراثیم جمع ہوتے ہیں)۔

19-کھانے اور روٹی سالن کو حقیر جگہ رکھنا (حتیٰ کہ بس ٹرین میں بھی مجبوری میں اللہ سے معافی کی امید رکھنا)۔

20-میت کے قریب بیٹھ کر کھانا دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔

21-کھانے پینے کی چیز کو ٹھوکر مارنے سے مُراد رزق کو ٹھوکر مارنا (فاقہ تنگ دستی کو دعوت دینا)۔

22-دانتوں سے روٹی کو کترنا (خصوصاً فالج میں)۔ 23- چارپائی یا بستر پر بغیر دسترخوان بچھائے کھانا کھانا۔

24- چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی پر رکھنا۔ 25-کھانے کے آخر میں برتن اور انگلیوں کو نہ چاٹنا (برتن کی دعائے مغفرت سے محروم)۔

26-سامنے کھانا ہوتے ہوئے کھانے میں دیر کرنا، گویا کھانے کو انتظار کرانا (گویا قحط کا انتظار کرنا)۔

27- کھانے کے آخر میں الحمد للہ نہ کہنے سے برکت میں محرومی اور ناشکری کی وجہ سے نحوست بھی اور نقصان بھی۔

28- کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونا تولیے سے نہ پونچھنا (رزق کی تنگدستی کی علامات)۔ 29- ہاتھ دھوئے بغیر سونے سے شیطان ہاتھ چاٹتا ہے۔

30- کھانا کھانے کے بعد یا دھونے کے بعد ہاتھوں کو دوپٹے کے دامن سے یا قمیص سے پونچھنا، منہ اور دانت صاف نہ کرنا بے شمار بیماریوں کے علاوہ خیر و برکت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔

31- جس برتن میں کھانا کھایا، اسی میں ہاتھ دھونا رزق سے سخت محرومی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ برتن اسکی مغفرت کی دعا کرتا ہے اور اسطرح وہ اس سے محروم ہو جائے گا۔

32- کھانے کے بعد برتن نہ صاف کرنا یا اسکو یوں ہی بے قدری کی حالت میں چھوڑنا بھی تنگ دستی اور فاقہ کا سبب ہے۔

33- مہمان کو حقارت سے دیکھنا اور اس سے ناخوش ہونا۔ اس مہمان کا حصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر میں رکھ دیا ہے۔

34- کھاتے ہوئے صلہ رحمی نہ کرنا (آس پاس والوں کو کھانے کی دعوت نہ دینا)۔ 35- پڑوسی کو خاص کر شریک نہ کرنا۔

36- تنگدست پڑوسی کے بچوں کو تلے اور بھونے ہوئے کھانوں سے بے چین کرنا حدیث ہے کہ اپنی ہانڈی سے پڑوسی کو ایذا (تکلیف) نہ دو، (یعنی) کچھ اِسے بھی دو۔

37- ڈرائے فروٹ دھوئے بغیر ہی کھالینا چاہیے اور پھل دھوکر استعمال کرنے چاہئیں۔

38- دانتوں کے خلال میں ہر قسم کی لکڑی استعمال کرنا (یعنی پاکی وغیرہ کا خیال نہ کرنا)۔ 39- دانتوں کو بلا وجہ کسی کپڑے سے صاف کرنا۔

40- کھانے پینے کے برتن کھلے رکھنا شیطان اور حشرات الارض سے محفوظ نہ کرنا سُنت سے محرومی کے علاوہ فاقہ تنگدستی کا باعث ہے۔

41- فقیروں سے روٹی خریدنا۔ 42- روٹی یا رزق کو خوار کرنا یعنی رزق کے ذرّات پیروں میں آنے کی پرواہ نہ کرنا۔

43- قحط کی نیت سے غلہ روکنا کہ جب مہنگا ہوگا تو بیچیں گے۔

****

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین

اہلِ ایمان بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی عقائد کی بنیاد قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ ہیں۔ کسی مجتہد یا عالم ومفتی اور امام کے قول سے عقیدہ نہیں بنتا۔ دوسرے یہ کہ اِسی عالم دین کا قول اور فعل قبول کیا جاتا ہے جو قرآن وحدیث کی صحیح ترجمانی کرے۔ واضح رہے کہ عقائد میں کچھ قطعی ہیں کچھ ظنی، اور دونوں کے لیے احکام وقوائد الگ الگ اور واضح ہیں، تقلید کے حوالے سے اہلِ علم جانتے ہیں کہ آئمہ مجتہدین کی تقلید ہرگز عقائد میں نہیں، بلکہ فروعی احکام میں ہوتی ہے۔ ایمان اور کفر کے حوالے سے جب کوئی بات ہوگی تو محض قیاس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا، کیونکہ قطعی عقائد واحکام میں قطعی اور صحیح اور صریح دلائل ہی مطلوب ہوں گے۔

یہ بھی واضح رہے کہ وہ تاریخی صحیح حقائق جو اسلامی شرعی اصولوں کے مخالف یا اس سے بالکل متضاد نہ ہوں، انہیں یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین کے ایمان کا مسئلہ عقیدہ کا نہیں ہے عقیدت کا ہے۔

<u>عقیدہ اور عقیدت میں فرق:</u> **عقیدہ:** قطعی عقیدہ، قطعی ثبوت نص صریح سے ثابت ہوتا ہے، اِس کا منکر کافر قرار پاتا ہے۔

عقیدت: قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کے معمولی ارشادات اور ضعیف روایات سے بھی ثابت ہوجاتی ہے، اور اِس کے انکار کو صریح کُفر نہیں کہا جاتا ہے۔ ہر مومن جانتا ہے کہ نجات کا مدار صحیح عقائد ہیں، اگر عقائد ٹھیک نہیں تو صرف اچھے اعمال پر نجات ممکن نہیں۔

اِس مختصر تعریف کے بعد عرض ہے کہ **نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلب اور حضرت سیدنا آمنہؓ بنت وہب کے ایمان کا مسئلہ عقیدے کا نہیں بلکہ عقیدت کا ہے۔** یہ ایک ایسا اعتقادی، یا قطعی یا اجماعی مسئلہ نہیں ہے جو ضروریاتِ دین سے ہو یا جس کا انکار کُفر ہو۔ اِس لیے مشاہیر اکابر علمائے اسلام کی ایک جماعت نے اِسی مسلک کو قبول کر کے کہا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین موحد، مومن اور جنتی ہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین کے اسلام کو محققین نے احادیث سے ثابت کیا ہے اور اثبات اسلام کے تین طریقے بیان کیے ہیں: (1) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین، دینِ اسلامی (توحید) پر تھے۔ (2) یہ دونوں زمانہ فترت میں تھے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی دُعا سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ اسلام لائے۔

(1) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین، دینِ اسلامی (توحید) پر تھے: ایک حدیث مسلم کا خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم سے یہ خلعت برگزیدگی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پہنچائی گئی۔ یہ برگزیدگی اِس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ سلسلہ آباؤ اجداد نبوی خاتم النبیین ﷺ میں کم از کم وجود "**توحید**" تو ضرور ہی پایا جائے، ورنہ کفر وشرک کے ساتھ محض خصائل حمیدہ کسی گنتی میں نہیں آتے۔ حضرت عبدالمطلب توحید پر قائم تھے۔

(2) یہ دونوں زمانہ فترت میں تھے:- فترت ایسے زمانے کو کہتے ہیں جو دو انبیاء کے درمیان کا زمانہ ہو، اور پہلے نبی کے آثار واحکام شریعت ختم ہو گئے ہوں، اِسی لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین کی نجات بوجہ اہلِ فترت ہونے کے ٹھیک ہے۔ جس کے ساتھ متاخرین حنفیہ نے بھی اتفاق کیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم عذاب نہیں کرتے جب تک ہم رسول نہ بھیجیں"۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 15)

تو اِس آیت سے اُن لوگوں کی نجات ثابت ہوتی ہے جو زمانہ فترت میں تھے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی بعض کتابوں میں کہا ہے" نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی وہ اولاد جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے نبی خاتم النبیین ﷺ بنائے جانے سے پہلے وفات پا گئی، تو وہ قیامت کے دن امتحان کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی مطیع ہوگی، تا کہ جنت میں اُن کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں"۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ "حضرت یونس علیہ السلام جس مچھلی کے پیٹ میں 40 دن رہے وہ مچھلی جنت میں جائے گی، اَب غور کا مقام ہے کہ وہ مچھلی جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام 40 دن رہے وہ تو جنت میں جائے، اور جس مبارک بطن میں آپ خاتم النبیین ﷺ 9 ماہ رہے وہ خُدا نخواستہ"۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کی والدہ کافر یا مُشرک نہیں ہوئی، تو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی والدہ ماجدہ کیسے ہو سکتی ہیں؟ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اور باقی انبیاء علیہ السلام کی مائیں تو جنت میں جائیں اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی والدہ جنت میں نہ ہوں، کیا اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

دلائل کی روشنی میں:- ☆ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَیں مختلف قرن اور طبقوں میں سے بنی آدم علیہ السلام کے بہترین

طبقوں میں بھیجا گیا ہوں، یہاں تک کہ اِس طبقے میں آیا، جس میں پیدا ہوا"۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر 5739)(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3557)

☆ ابنِ عدیؒ، حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قریش قیامت کے دن سب لوگوں سے آگے ہوں گے، اور اگر قریش کے اِترا جانے کا خیال نہ ہوتا تو مَیں انہیں بتا دیتا کہ اِن کے نیک اعمال کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ثواب ہے"۔(الکامل لابن عدی)

☆ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جب مَیں جنت کے دروازوں کی زنجیر ہاتھ میں لوں گا تو اُس وقت عبد المطلبؓ کی اولاد پر کسی اور کو ترجیح دوں گا؟"(کنز الایمان بحوالہ ابنالنجار ابن عباس)

☆ طبرانی میں ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مَیں سب سے پہلے اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا، پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہوں گے"۔(طبرانی)

☆ دلائل النبوۃ میں امام ابو نعیم، خصائص کبریٰ، امام سیوطیؒ اور امام زرقانیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت اُم سماعہ اسماء بنت ابی رہم فرماتی ہیں کہ میری والدہ اُس وقت حضرت سیدہ آمنہؓ کے پاس حاضر تھیں جب اُن کا انتقال ہوا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اُس وقت پانچ برس کے تھے۔ وہ اپنی والدہ کے سرہانے تشریف فرما تھے، حضرت آمنہؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف دیکھا اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: "اے ستھرے لڑکے، اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے، اے ان کے بیٹے (حضرت عبداللہ) جنہوں نے موت کے پھندے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ کریم کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا اور سو بلند اونٹ اُن کے فدیہ میں قربان کیے گئے، اگر وہ ٹھیک ہے جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا تو پھر تُو تمام جہانوں کی طرف بھیجا گیا ہے اللہ کی طرف سے، تمام روئے زمین سب تیری رسالت میں شامل ہوگی، تجھے حق وسلام کے ساتھ بھیجا گیا ہے، جو تیرے نیک اچھے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، مَیں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ بت پرستوں کے ساتھ بتوں سے دوستی نہ کرنا، مَیں موت پاتی ہوں اور میرا ذکرِ خیر ہمیشہ رہے گا، مَیں کیسے خیرِ عظیم (یعنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ) کو چھوڑ کر جا رہی ہوں اور کیسا ستھرا اور پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا"۔ یہ فرمایا اور سیدہؓ نے انتقال فرمایا۔(دلائل نبوّت)

☆ علامہ امام زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہؓ کا فرمان اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ بلا شبہ موحدہ (توحید پرست) تھیں، کوئی اور چیز اس کے علاوہ توحید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے واحد لاشریک ہونے کا اعتراف اور بتوں کی پوجا سے بَری ہونا۔

☆ فاضل بریلویؒ، دوسری دلیل یہ نقل کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "کافر تو ناپاک ہی ہے"۔(سورۃ توبہ، آیت نمبر 28)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہمیشہ اللہ مجھے پاک مَردوں کی پشتوں سے پاکیزہ بیبیوں کے شکموں میں منتقل کرتا رہا"(سنن الکبریٰ 7:190 کتاب الشفاء)

(3) اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی دُعا سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر دین کی تکمیل کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مجھے ساتھ لے کر مقام حجون میں تشریف لائے، اِس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ رو رہے تھے اور غمگین تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ کی یہ کیفیت دیکھ کر مَیں بھی رونے لگی تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مجھے اونٹ پر بیٹھا چھوڑ کر تشریف لے گئے اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے جب آپ خاتم النبیین ﷺ واپس تشریف لائے تو بے حد خوش تھے، مَیں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر جاں نثار، جب آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف لے گئے تھے تو چہرہ اقدس پر ملال اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ اَب آپ خاتم النبیین ﷺ واپس آئے ہیں تو خوش ہیں اور مسکرا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس طرزِ عمل کی کیا وجہ ہے؟ میرے اِس سوال پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مَیں اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر گیا تھا اور مَیں نے اپنے رَب سے عرض کیا کہ وہ انہیں (میری ماں کو) زندہ کر دے، میری اس عرض پر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت کی طرف دوبارہ لوٹا دیا"۔ دوسری روایت میں دونوں (والد اور والدہ) کا ذکر ہے، کہ دونوں زندہ ہوئے اور ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو موت دے دی۔

☆ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں کہ چوتھی اور پانچویں صدی کے تمام امام یہاں تک کہ خود اِمام شافعیؒ کی نصوص قاہرہ میں موجود ہیں، جن سے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے تمام آباؤ اجداد و امہات اقدس کا ناجی (نجات یافتہ) ہونا ثابت ہے، اور بلا جماع تمام آئمہ کا یہی مذہب ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین کریمین ناجی (نجات یافتہ) ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نور ہیں

قرآنی آیات سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور ہونے کا ثبوت:

☆ سورۃ مائدہ، پارہ 6، آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب "۔

☆ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 46-45 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اے نبی خاتم النبیین ﷺ، بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والا اور چمکانے والا سورج یعنی سراجِ منیر"۔

اب قرآن پاک نے سورج کو بھی سراجِ منیر کہا ہے۔ کیونکہ وہ چمکتا بھی ہے اور چمکاتا بھی ہے اور چاند تاروں وغیرہ کو بھی نور بتایا۔

☆ تفسیر روحِ البیاں میں "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْل" (سورہ توبہ، آیت نمبر 128) کی تفسیر میں ہے کہ ایک بار حضورِ پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا "اے جبرائیل علیہ السلام تمہاری عمر کتنی ہے؟"۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! یہ تو مجھے خبر نہیں ہے کہ میری عمر کتنی ہے، ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک تارہ 70 ہزار برس کے بعد چمکتا ہے اور میں اُس کو 72 ہزار بار چمکتا ہوا دیکھ چُکا ہوں"۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے جبرائیل علیہ السلام، قسم ہے اپنے رَب کی، وہ تارا مَیں ہی ہوں"۔

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ نورِ محمد خاتم النبیین ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔

احادیث مبارکہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور ہونے کا ثبوت::-

☆ امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ مَیں نے اپنے آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ "میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجیئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی"؟۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اے جابرؓ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا۔ پھر یہ نور قُدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا، اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی۔ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی اور نہ چاند سورج تھا، نہ جن تھا اور نہ ہی انسان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے، ایک حصہ سے قلم، دوسرے حصہ سے لوح، تیسرے حصہ سے عرش اور چوتھے حصہ سے مخلوقِ خُدا کو پیدا کیا"۔ (المواہب الدنیا 9:1، السیرۃ الحلبیہ 50:1، زرقانی علی المواہب 46:1، نشر الطیّب 5:)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اوّل ماخلق اللہ نُوری''۔ ترجمہ: ''اللہ نے سب سے پہلے میرا نُور تخلیق کیا''۔ (مدارج نبوّت، جلد۔5، صفحہ 2)

☆ امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کو حکم فرمایا کہ انوار انبیاء علیہ السلام پر توجہ کرے، جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نور مبارک نے دیگر انبیاء علیہ السلام کی ارواح انوار پر توجہ فرمائی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور نے ان سب کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے عرض کیا باری تعالیٰ ہمیں کِس نے ڈھانپ لیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "یہ محمد خاتم النبیین ﷺ کا نور ہے، اگر تم ان پر ایمان لائے تو تمہیں شرفِ نبوت سے سرفراز کیا جائے گا"۔ اس پر سب ارواح انبیاء علیہ السلام نے عرض کیا، باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لے آئے ہیں"۔ اس کا مکمل ذکر سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر 81 میں آیا ہے۔

ترجمہ: "اور یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ جب مَیں تمہیں کتاب وحکمت عطا کر کے معبوث کروں تو اِس کے بعد تمہارے پاس میرا پیارا رسول خاتم النبیین ﷺ آجائے تو سب اِس پر ایمان لانا اور اِس کے مشن کی مدد کرنا"۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے نبوت کِس وقت ثابت ہو چکی تھی؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اُس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے رشتے میں منسلک نہ ہوئے تھے (یعنی اُن کے تن میں ابھی جان نہ آئی تھی)''۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حَسن قرار دیا ہے)

☆ حضرت امام زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور ان کے جدِ امجد حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ

نے ارشادفرمایا: "مَیں حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا"۔(احکام ابن القطان)

☆ حضرت میسرہؓ سے منقول ہے کہ مَیں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا! حضور آپ خاتم النبیین ﷺ کب شرفِ نبوت سے مشرف ہوئے؟ اس پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد کیا اور اُن کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو اِن سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر **"محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ خاتم الانبیاء"** لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کوٹھہرایا۔ تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر، اُس کے درختوں پر، درختوں کے پتوں پر اور اہلِ جنت کے خیموں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح وجسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب اُن کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی، تب انہوں نے عرش کی طرف نگاہ اُٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب اُن کو شیطان نے دھوکا دیا، انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام کا وسیلہ پکڑ کر توبہ کی"۔

(اخرجہ الحاکم فی المستدرک 672/2 رقم 4228، البیہقی فی دلائل النبوۃ 489/5، القاضی عیاض فی الشفاء 227/1)

اَب دیکھنا یہ ہے کہ **نور** کیا ہے؟

نور کے لغوی معنی روشنی، چمک دمک اور اُجالا کے ہیں۔ مگر جس سے روشنی اور اُجالا (ظاہر ہو) نمودار ہوا سے بھی اُجالا کہتے ہیں۔

نور کی اقسام

نور کی دو اقسام ہیں۔

(1) نورحسّی (2) نورعقلی

(1) **نورحسّی**

وہ نور جو آنکھوں سے دیکھنے میں آئے، جیسے دھوپ، بجلی وغیرہ کی روشنی۔

(2) نورعقلی

وہ نور جو آنکھ تو محسوس نہ کر سکے مگر عقل کہے کہ یہ نور ہے، روشنی ہے۔

اس معنی سے اسلام کو، قرآن کو، ہدایت کو اور ایمان والے بندے کو بھی نور کہا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

☆ "اللہ مومنوں کا مددگار ہے، انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے کر جاتا ہے"(سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۵۷)

اِس آیت کریمہ میں گمراہی کو "اندھیرا" اور ہدایت کو "روشنی یا نور" فرمایا گیا ہے۔

☆ "اور ہم نے تمہاری طرف کھُلی روشنی اُتاری"۔(سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۷۴)

اس آیت میں قرآن پاک کو نور کہا گیا ہے۔

☆ "تو وہ شخص جس کا سینہ ہم نے اسلام کے لیے کھول دیا، وہ اپنے رَب کی طرف سے "نور" پر ہے-"(سورہ زمر، آیت نمبر ۲۲)

اس آیت کریمہ میں اُس شخص کو نور کہا گیا ہے جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا۔ اور جس کا سینہ اللہ تعالیٰ کھول دے وہ ہدایت پالیتا ہے۔

☆ "اے ہمارے رَب ہمارا نور پورا فرما اور ہماری مغفرت فرما" (سورہ التحریم، آیت نمبر ۸)

☆ "ہم نے توریت اُتاری جس میں ہدایت اور نُور ہے"۔(سورہ المائدہ آیت نمبر ۴۴)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً ازلی، ابدی اور ذاتی نور ہے کہ خود ظاہر، اور جسے وہ ظاہر فرمادے وہ ظاہر ہوگیا۔ جبکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک، اسلام، فرشتے، ہدایت، عطائی طور پر رب کے بنانے سے نور ہیں۔ جیسے رب تعالیٰ حقیقی طور پر ازلاً، ابداً، سمیع، بصیر، علیم، خبیر ہے۔ اور دوسری مخلوق عطائی طور پر اُس کے بنانے سے سمیع، بصیر بھی ہے۔ علیم اور خبیر بھی ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود بغیر کسی کی عطا کے اِن صفات سے موصوف ہے، اور مخلوق عطائی طور پر۔ رَب تعالیٰ کے عطا کرنے سے ان صفات سے عارضی طور پر موصوف ہے۔ لفظ مشترک ہیں مگر معنی میں بڑا فرق ہے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بِلا واسطہ رَب سے فیض حاصل کرنے والے۔ اور تمام مخلوق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے واسطے سے فیض لینے والی ہے جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلا دیا جائے تو دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کر لیے جائیں، اِس کو اِس طرح واضح کیا جاتا ہے۔

ایک ہے تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ اور ایک ہے حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ

تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ: اُس جسم اطہر کا نام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، حضرت بی بی آمنہؓ سے ہیں اور تمام نبیوں کے بعد اِس دنیا میں جلوہ گر ہوئے، حضرت بی بی آمنہؓ کے نورِ نظر، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سرتاج، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت کلثومؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ابراہیمؓ، حضرت قاسمؓ حضرت طیب وطاہرؓ کے والد نامدار۔ یہ تمام رشتے "تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ" کی صفات ہیں۔

حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ: نہ اولادِ آدم، نہ کسی کے باپ، نہ کسی کی اولاد بلکہ سارے عالم کی اصل۔ ظاہر ہے بشریت کی ابتداء تو حضرت آدمؑ سے ہوئی اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو اُس وقت سے نبی ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا۔ اگر اُس وقت حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو بشر کہا جائے تو حضرت آدم علیہ السلام بشر نہیں رہتے، اَب جب ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعریف اِس طرح کرتے ہیں کہ "نبی وہ انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرعی احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا" تو یہ تشخص نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعریف ہے۔ حقیقت نبی خاتم النبیین ﷺ کی نہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو نبوت سے اُس وقت موصوف کیے گئے جب انسانیت کا نشان بھی نہ تھا کیونکہ ابھی پہلے انسان اور تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہ ہوئے تھے۔ بادام کا پوست بھی بادام کے نام سے پکارا جاتا ہے اور مغز بھی، مگر مغز اور ہوتا ہے اور پوست اور ہوتا ہے، اور پھر مغز پوست میں رکھا گیا۔ اِسی طرح حقیقتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ میں جلوہ گر ہے۔ "نور ہونا، بُرہان ہونا، رَب کی دلیل ہونا" حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ اور اُس کی صفات ہیں، تو کبھی تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ جلوہ گر ہوئی اور کبھی حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ جلوہ گر ہوئی۔ اِسی طرح جسم کا سایہ نہ ہونا، آسمانوں کی سَیر کرنا، جہاں ہوا نہیں وہاں سے گزرنا اور پھر شرح صدر ہونا، یہ مقام حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ کی صفات ہیں۔(رسائل نعیمیہ)

اب دیکھیے آپ خاتم النبیین ﷺ کا شرح صدر چار مرتبہ ہوا (سینے کا کھولنا)۔

(1) پہلی مرتبہ بچپن میں ہوا، جب آپ خاتم النبیین ﷺ حلیمہ سعدیہؓ کے پاس تھے۔ یہ اِس لیے تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہیں۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 413)(المشکوٰۃ المصابیح، جلد-3، حدیث نمبر 5852)

(2) دوسری مرتبہ دس سال کی عمر میں ہوا، یہ اِس لیے تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں۔(مسندِ احمد، حاکم، ابنِ عساکر، ابونعیم)

(3) تیسری مرتبہ غارِ حرا میں ہوا، بعثت کے وقت۔ تاکہ آپ خاتم النبیین ﷺ وحی کے بوجھ کو یعنی اُس نورانی کلام کو جو اللہ تعالیٰ کے اندر سے نکل کر آرہا ہے برداشت کر سکیں۔(دلائل بیہقی، دلائل ابونعیم)

(4) چوتھی مرتبہ شبِ معراج پر جانے سے پہلے ہوا، تاکہ آپ خاتم النبیین ﷺ مناجاتِ الٰہی اور تجلیات الٰہی کو برداشت کر سکیں۔(صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: "کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا"؟ (سورۃ الشرح آیت-1)

یہی وجہ ہے کہ جو اسرار آپ خاتم النبیین ﷺ کے قلب کو عطا ہوئے مخلوق میں سے کسی اور قلب کو عطا نہیں ہوئے۔

حدیثِ پاک میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشادِ پاک ہے: "میری آنکھیں سوئی ہوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا" (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۱۴۷، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۲۳)

تو شرح صدر کے وقت نورانیت کا غلبہ تھا، یہی وجہ تھی کہ نہ خون نِکلا، نہ چاک ہونے کی تکلیف ہوئی، یعنی شرح صدر کے وقت سینہ مبارک سے دل نکال کر فرشتوں کا اُس کو دھونا اور حضورِ پاک خاتم النبیین ﷺ کے جسمِ اطہر سے خون کا نہ نکلنا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا زندہ رہنا، یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو لاکھوں خصوصی صفات سے نوازا، اُن میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو نور سے پیدا فرمایا اور پھر سارے عالم کو اُن سے ظاہر فرمایا، یعنی اُن ہی کے سر پر اولیت کا تاج اور اُن ہی کی پیشانی پر آخرت کا سہرا باندھا گیا۔ سب سے اوّل ظاہر کیا، سب سے آخیر میں نبی خاتم النبیین ﷺ بنا کر بھیجا اور اُن کو معراج کی رات تمام پیغمبروں کا امام بنایا۔

****

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وصال مبارک

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا وصال قریب ہوا یہ ربیع الاول 11 ہجری کا سال ہے کہ جس میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حق رسالت ادا کرنے کے بعد اپنے بھیجنے والے کی طرف رجوع فرمایا۔

رحلت سے چھ ماہ قبل سورۃ 'اِذَا جَآ' کا نزول ہوا جس میں بشارت تھی، 'ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا' (سورہ النصر آیت نمبر ۲)'' آپ نے دیکھا لوگ فوج درفوج دین الٰہی میں داخل ہوتے ہیں'' حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں دیکھا اور فرمایا۔" تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی، اللہ تعالیٰ نے تمہیں پناہ دی، اللہ تعالیٰ نے تمہاری امداد فرمائی۔ اللہ سے ڈرتے رہنے کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ ہی سے متعلق کرتا ہوں میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے کھلا نذیر ہوں تم اللہ کی سلطنت میں اس کے بندوں کے ساتھ زیادتی نہ کرنا۔ موت قریب ہے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے سدرۃ المنتہٰی کی طرف، جنت الماویٰ کی طرف پس تم اپنے آپ پر اور میرے بعد جو اس دین میں داخل ہوں ان پر اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ دینا"۔

رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ نے اپنے وصال کے وقت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ "میرے بعد میری امت کا کون ہے"؟ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی "میرے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو خوشخبری سنادو کہ میں انہیں ان کی امت کے بارے میں شرمندہ نہ کروں گا آپ انہیں یہ بھی خوشخبری سنادیں کہ جب حشر میں لوگ اٹھائے جائیں گے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت سب سے پہلے اٹھے گی جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہوگا"، یہ سن کر زمین پر عرش بریں کے آخری نمائندہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہیں'' آخری رمضان 10 ہجری میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے 20 یوم کا اعتکاف فرمایا حالانکہ سال میں رمضان المبارک میں 10 یوم کا اعتکاف فرمانے کی عادت مبارکہ تھی وفات کے سال دومرتبہ جبرائیل اٰمین علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دورہ فرمایا حالانکہ سال میں ایک بار رمضان المبارک میں پورا قرآن پاک زبانی سنتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۰۴۴، حدیث نمبر ۴۹۹۸)

جب تک قوت رہی آپ خاتم النبیین ﷺ مسجد میں نماز پڑھانے تشریف لاتے رہے سب سے آخری نماز جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے پڑھائی وہ مغرب کی تھی چونکہ سر میں درد تھا اس لئے آپ خاتم النبیین ﷺ رومال باندھ کر تشریف لائے تھے عشاء کی نماز کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہوچکی، صحابہ نے عرض کیا کہ سب کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا انتظار ہے۔ تین بار غسل فرمایا آخری غسل کے موقع پر بھی سوال فرمایا صحابہ کرامؓ نے وہی جواب دیا، اُٹھنا چاہا مگر ضعف آگیا جب افاقہ ہوا تو فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا'' یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میرے والد بہت رقیق القلب ہیں آپ خاتم النبیین ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہونے کا تحمل نہ فرما سکیں گے''، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھائیں، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حیات نبوی خاتم النبیین ﷺ میں تین دن یا سترہ وقت کی نمازیں پڑھائیں۔

وفات سے دو یوم قبل ظہر کی نماز کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت پُرسکون ہوئی غسل فرمایا حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ تھام کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو مسجد میں لائے، جماعت کھڑی ہوچکی تھی حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے آہٹ پاکر پیچھے ہٹے حضور خاتم النبیین ﷺ نے اشارہ کیا اور روکا اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی، یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر لوگ نماز کے ارکان ادا کرتے جاتے تھے نماز کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ دیا یہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا آخری خطبہ تھا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ آخرت کو قبول کرے یا دنیا کو تو اس بندے نے آخرت کو قبول کرلیا ہے'' یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ رُونے لگے۔ حضرت فاطمہؓ کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ میرا وصال اس مرض میں ہوگا۔ عرض یہ ہے کہ مرض میں اضافہ اور تخفیف ہوتا رہتا تھا آخری دن یعنی پیر کے دن بظاہر طبیعت پرسکون تھی حجرہ مبارک جو مسجد سے ملا ہوا تھا آپ خاتم النبیین ﷺ نے صبح کے وقت اس پردہ کو اٹھایا صحابہ کرامؓ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے صدیق اکبرؓ امامت فرمارہے تھے تھوڑی دیر آپ خاتم النبیین ﷺ نماز کا منظر ملاحظہ فرماتے رہے اس نظارے سے رُخ انور پر

بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مسکرا رہے تھے صحابہ اکرامؓ نے دل تھام لیا شوق واضطراب سے یہ حال ہوگیا کہ رُخ نوری کی طرف متوجہ ہوجائیں۔حضرت صدیق اکبرؓ سمجھے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نماز میں آنے کا ارادہ ہے پیچھے ہٹنے لگے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا آپ خاتم النبیین ﷺ حجرہ مبارک میں واپس چلے گئے اور پردہ ڈال دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس گئی آپ خاتم النبیین ﷺ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھا آپ خاتم النبیین ﷺ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی ،آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگا ذرا افاقہ ہوا تو میں نے پسینے کی وجہ معلوم کی آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا عائشہ صاحب ایمان کی جان پسینے سے نکلتی ہے اور کافر کی جان اس کے جبڑوں سے سانس کی طرح نکلتی ہے پھر ہم سب گھبرا گئے اور اپنے گھر والوں کی طرف آدمی بھیجا جو سب سے پہلے آدمی ہمارے پاس آیا وہ میرا بھائی تھا جسے میرے والد نے بھیجا تھا لیکن اس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو نہ پایا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بروز پیر (سوموار) چاشت اور دوپہر کے درمیان کے وقت میں وصال فرمایا۔انا اللہ وانا الیہ راجعون o

اس کے بعد حضرت علیؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو غسل دیا ،فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے پردہ کیا،اوس بن خولیؓ انصاری پانی کا گھڑا لاتے تھے حضرت عباسؓ کے دونوں صاحبزادے قثمؓ اور فضلؓ مدد دیتے تھے۔تین سوتی کپڑے کفن میں استعمال ہوئے غسل اور کفن کے بعد سوال پیدا ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو دفن کہاں کیا جائے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نبی جس جگہ وفات پاتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے چنانچہ اُسی جگہ جہاں وصال ہوا کھودنا تجویز ہوا۔ابوطلحہؓ نے لحد کھودی تھی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نماز جنازہ تمام صحابہ کرامؓ ،انصار، مہاجرین، اہل بیت نبوت ،ازواج مطہرات اور تمام بچوں نے ادا کی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نماز جنازہ کی یہ کیفیت تھی کہ لوگ باری باری گُروہ درگُروہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور باہر نکل جاتے۔

<u>حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا دنیا میں قیام نبوت:</u>

عمر مبارک 63 سال 4 دن 6 گھنٹے قیام مکہ 53 سال

مکہ میں تبلیغ کی مدت 13 سال، مدینہ میں 10 سال

کل مدت تبلیغ آٹھ ہزار ایک سو چھپن دن

****

خاتم النبیین ﷺ

سورہ المائدہ، آیت نمبر 3　　　ترجمہ: "آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا"۔

یہ آیت 9 ذی الحجہ 10 ہجری کو نازل ہوئی۔ اس بشارت میں یہ اشارہ تھا کہ دین کی عمارت میں جس اینٹ کی ضرورت تھی وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے وجود سے کامل و مکمل ہو گئی۔ ایسی کہ اب اس میں کوئی جگہ باقی نہ رہی۔

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 40)　وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط　　ترجمہ: "محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں"۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کئی احادیث میں خود ہی خاتم کے معنی بیان فرما دیئے ہیں۔

اَنَا خَاتَمُ النبیین لا نَبی بعدی ترجمہ: "میں انبیاء کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ (ترمذي، السنن، کتاب الفتن، 499:4، رقم:2219)

تکمیل دین اور ختم نبوت کو بطور تمثیل بیان کرتے ہوئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی عمدہ محل بنوایا ہو۔ جسے دیکھ کر لوگ اس کی عمدگی اور خوبصورتی کی تعریف کریں لیکن اس محل کے گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو جسے دیکھ کر لوگ یہ کہیں کہ اگر اس جگہ کو بھی پورا کر دیا جاتا تو خوب ہوتا"۔ اس کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "تو میں وہی آخری اینٹ ہوں میں پیغمبروں کا خاتم ہوں اب پیغمبری کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النّبیین، حدیث: ۳۵۳۵)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے دیگر انبیاء علیہ السلام کے مقابلے میں اپنے مخصوص فضائل میں ختمِ نبوت کا ذکر نمایاں طور پر فرمایا ہے۔ "نبوت مجھ پر ختم کر دی گئی ہے" (مسلم) "میں پیغمبروں کا اُس وقت بھی خاتم تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی میں تھے" (کنز العمال۔4۔1 ج6)

لفظ خاتم کے معنی آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود فرما دیئے۔ آخری نبی اور حضور کے بعد نبی کے پیدا ہونے کے امکان کو خود حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اس طرح ختم فرما دیا "اے علی تم اس بات پر خوش نہیں کہ تم میں اور مجھ میں وہ نسبت ہو جو ہارون و موسیٰ میں تھی الا انہ لیس نبی بعدی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔ (بخاری)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل کی نگرانی اور سیاست انبیاء علیہ السلام کرتے تھے جب ایک نبی وصال فرماتا دوسرا نبی پیدا ہو جاتا اور تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور عنقریب خلفاء ہوں گے، اور بہ کثرت ہوں گے"۔ (بخاری)

"میرے پانچ نام ہیں: محمد، احمد، ماحی (اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا) حاشر (اللہ میرے جھنڈے تلے روزِ محشر ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا) اور میں عاقب ہوں (آخری) میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا)"۔ (صحیح بخاری 3532 کتاب المناقب)

رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ نبی اس لیے جو شخص بھی حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی طرح اور کسی بھی تاویل سے نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ان سے میل جول، کلام محبت اور نکاح خالص زنا ہے۔ اسی طرح قادیانی لڑکی سے مسلمان کا نکاح بھی فاسد و باطل ہے۔ قادیانیوں کا کوئی بھی فرقہ ہو۔ ان کے ساتھ کھانا کھانا، ان کے ہوٹلوں میں پکا ہوا گوشت مردار ناپاک اور حرام ہے اور گوشت کے علاوہ دیگر اشیاء مکروہ ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے دنیا میں آنے سے کائنات کا مقصد پورا ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''قیامت کی ہزاروں علامتیں ہیں، سب سے پہلے دنیا میں میرا آنا ہے۔ اب سمجھو کہ دنیا کے خاتمے کا وقت قریب ہے۔ اس لیے کہ دنیا کو بنانے کا مقصد میرے آنے سے پورا ہو گیا ہے۔ اور اب جب کہ مقصد پورا ہو گیا ہے اور اب دنیا کے باقی رہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ صرف دنیا اس لیے باقی رہے گی کہ تمام دنیا میں میرا پیغام پہنچ جائے اور میری امت نمونہ بن جائے اور تمام دنیا کو دکھا دے کہ یہ ہے عبادت کا طریقہ جس کے لیے دنیا قائم کی گئی ہے ہو''۔

انوار نبوی خاتم النبیین ﷺ کے ظہور کی صورتیں:- نبی کریم ﷺ ختم الانبیاء ہیں یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ پر مراتب نبوت ختم ہو گئے ہیں۔ اب جتنے بھی مجدد آئیں گے، آئمہ آئیں گے، شہداء آئیں گے، صلحاء آئیں گے، مجاہدین آئیں گے۔ ان کے اندر ایک ہی نور کام کرے گا، یعنی ایک ذات اللہ تعالیٰ نے ایسی پیدا کی کہ اس کے انوار با برکات سے اگلوں کو نبوتیں ملتی چلی گئیں اور پچھلوں کو ولایتیں ملتی چلی گئیں۔ پہلے والے نبی بنتے چلے گئے اور بعد والے ولی بنتے چلے گئے تو نبوت بھی وہی سے چلی اور ولایت بھی وہیں سے چلی تو اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کو لا کر نبوت کے تمام مراتب ختم کر دیئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔(ترمذي، السنن، کتاب الفتن، باب: ماجاء لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون، 4:499، رقم:2219)

ایک دلچسپ ٹیکنیکل مناظرہ :- ایک شخص نے اپنے ایک میجر ساتھی سے ایک مرتبہ کہا کہ "اگر آپ عصر کے وقت مجھے مل جاتے تو میں آپ کو اپنے ایک دینی مرکز میں لے جاتا"۔ یہ بات سنتی تھی کہ وہ میجر سیریئس ہو گیا کہنے لگا" لیکن اگر میں آپ کو ایک دینی مرکز جانے کا کہوں تو آپ میرے کمرے کو آگ لگا دیں گے"۔ نہ جانے کیوں اُس کے اِس رویے اور اِس جملے پر مجھے میری چھٹی حس نے بتایا کہ یہ میجر ضرور قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا" میجر صاحب آپ زیادہ سے زیادہ مجھے ربوہ تک ہی لے جاتے تو اس میں آگ لگانے کی کیا بات ہوئی"۔ بہر حال بات مذاق ہی مذاق میں قادیانیت پر ایک دوستانہ مناظرے کی صورت اختیار کر گئی۔ اس کے بعد میجر نے پوچھا" قادیانی مذہب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"؟ میں نے کہا" میں تو ان کو کافر سمجھتا ہوں"۔ کہنے لگا" آپ نے کبھی قادیانی لٹریچر پڑھا ہے"؟ میں نے انکار کیا اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اس پر کہنے لگا" آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں، آپ نے خود کبھی قادیانیت کو پڑھا نہیں اور فقط مولویوں کے کہنے پر ان کو کافر سمجھتے ہو اور کافر کہتے ہو۔ کیا اس کو تعلیم اور شعور کہتے ہیں"؟ میں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بات کو فلسطین اور اسرائیل کی طرف پھیر دیا۔ میں نے کہا" بڑی عجیب بات ہے کہ اسرائیل کے مسلمان، فلسطین کے مسلمانوں کو مار رہے ہیں"۔ میجر نے کہا کہ " اسرائیل میں تو یہودی ہیں"۔ میں نے کہا" یہودی بھی تو مسلمان ہیں۔ کیا آپ یہودیوں کو کافر سمجھتے ہیں"؟ میجر نے کہا کہ " یہودی تو کافر ہی ہیں"۔ میں نے کہا کہ " آپ نے کبھی یہودیت کی کتاب کا مطالعہ کیا ہے یا فقط مولویوں کے کہنے پر ان کو کافر قرار دے رہے ہیں"؟ میجر گڑبڑا گیا اور کہنے لگا" دیکھو یار قادیانی جماعت میں بڑے بڑے سائنس دان اور جرنیل وغیرہ شامل ہیں تو کیا یہ سب پاگل ہیں"؟ میں نے کہا کہ "میں یہ کب کہہ رہا ہوں کہ یہ سب اتنے پڑھے لکھے لوگ پاگل ہیں"۔ پھر میں نے کہا کہ "ہمارے بازو کے ملک میں بڑے بڑے سائنسدان، جرنیل اور بہت پڑھے لکھے لوگ ہیں لیکن گائے کا پیشاب پیتے ہیں تو کیا وہ سب لوگ پاگل ہیں"؟ زچ ہو کر جب میجر سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے کہا کہ " آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں چلیں میں آپ کو علمی طور پر مطمئن کر دیتا ہوں"۔ میرے ساتھ میرے دوست بھی تھے۔ ان کے اصرار پر ہم ان کے ساتھ ان کے کمرے میں چلے گئے۔ تو وہ الماری میں سے ایک موٹی سی کتاب نکال کر کہنے لگے کہ " آپ کا اور ہمارا اختلاف صرف ختم نبوت پر ہے۔ اس کتاب میں اس کا مکمل علمی جواب موجود ہے۔ آپ اس کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں"۔ میں نے عرض کیا" جناب کتابوں کی باتیں مولویوں کے لئے چھوڑ دیں۔ آپ اور ہم انجینئرز ہیں تو کیوں نہ ٹیکنیکل طریقے سے بات کر لیں"؟ میرا سوال یہ ہے کہ "این ایل سی کمپنی آپ کی زیر نگرانی ایک نظام کے تحت کام کر رہی ہے۔ آپ کو بوقت ضرورت سٹاف بڑھانے کی بھی اجازت ہے لیکن اس کے باوجود کسی دن ہیڈ آفس سے آڈر آئے کہ آپ کی جگہ کسی دوسرے پراجیکٹ میجر کا تقرر کر دیا گیا ہے تو اس کے دو ہی مطلب لئے جا سکتے ہیں ایک یہ کہ آپ میں پروفیشنل کمزوریاں ہیں یا پھر یہ کہ نیا آنے والا آدمی آپ سے زیادہ قابل ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے نا!" میں نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ میجر نے اس بات سے اتفاق کیا۔ اب میں نے ایک کاغذ منگوا کر اس کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی۔ ایک طرف حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین ﷺ اور دوسری طرف مرزا صاحب لکھ کر عنوان بنایا اور عرض کیا کہ " اب آپ محمد خاتم النبیین ﷺ کی کم از کم ایک ایسی پروفیشنل کمزوری لکھ دیجئے جسے پورا کرنے کے لئے مرزا صاحب کی اپائنٹمنٹ کرنا ضروری تھی" اور پھر قلم میجر کو پکڑا دیا۔ میجر قلم کو ہاتھ میں لے کر سوچنے لگا۔ میں نے پھر عرض کیا" حضور علمی اور جسمانی نہ سہی۔ شکل وصورت میں کوئی ایسی کمی لکھ دیں جس میں مرزا صاحب برتر تھے اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو تبدیل کرنا (replace) کرنا ضروری ہو گیا تھا"۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد میں نے عرض کیا" حضور تو پھر مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں مرزا کی ایسی دس کمزوریاں لکھ دیتا ہوں جس میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ان سے بہر حال بہتر تھے"؟ پھر بھی ان کی خاموشی برقرار دیکھ کر میں نے کہا" حضور اسلام ایک پراجیکٹ ہے اس کے لئے سٹاف اور وسائل بڑھانے پر پابندی نہیں ہے لیکن اس کا پراجیکٹ ڈائریکٹر تب ہی تبدیل ہو سکتا ہے جب پہلے والے میں کوئی کمی ہو؟ یا دوسرا پہلے والے سے بہتر ہو"۔ میجر صاحب اس قسم کے مناظرے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ مسلسل خاموش ہی رہے۔ ہم سب لوگ مناظرہ جیت گئے لیکن میجر صاحب پھر بھی اپنی قادیانیت پر ہی قائم رہے--- یہاں پر ایک خاص بات نوٹ کرنے کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دو نام "احمد" اور "محمد" سابقہ کتب میں چلے آرہے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم سب لوگ-- ہم سب مسلمان--"احمدی" اور "محمدی" ہیں۔ قادیانیوں کو احمدی کہنا سراسر کم علمی ہے۔ بحر حال ہماری جانیں، ہمارے ماں باپ، ہمارے گھر بار، ہمارے بیوی بچے، ہمارے بھائی بہن، رشتہ دار، عزیز واقارب، مال ومتاع، کوٹھی، مکان، بنگلے، کاروبار، نوکریاں، ہماری آئندہ آنے والی نسلیں، ہماری عزتیں، ہمارے جاہ وحشم، ہماری شہرتیں--غرض ہر چیز اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت اور حرمت پر لاکھوں بار قربان۔ (آمین یارب العالمین)

شجرہ نسب

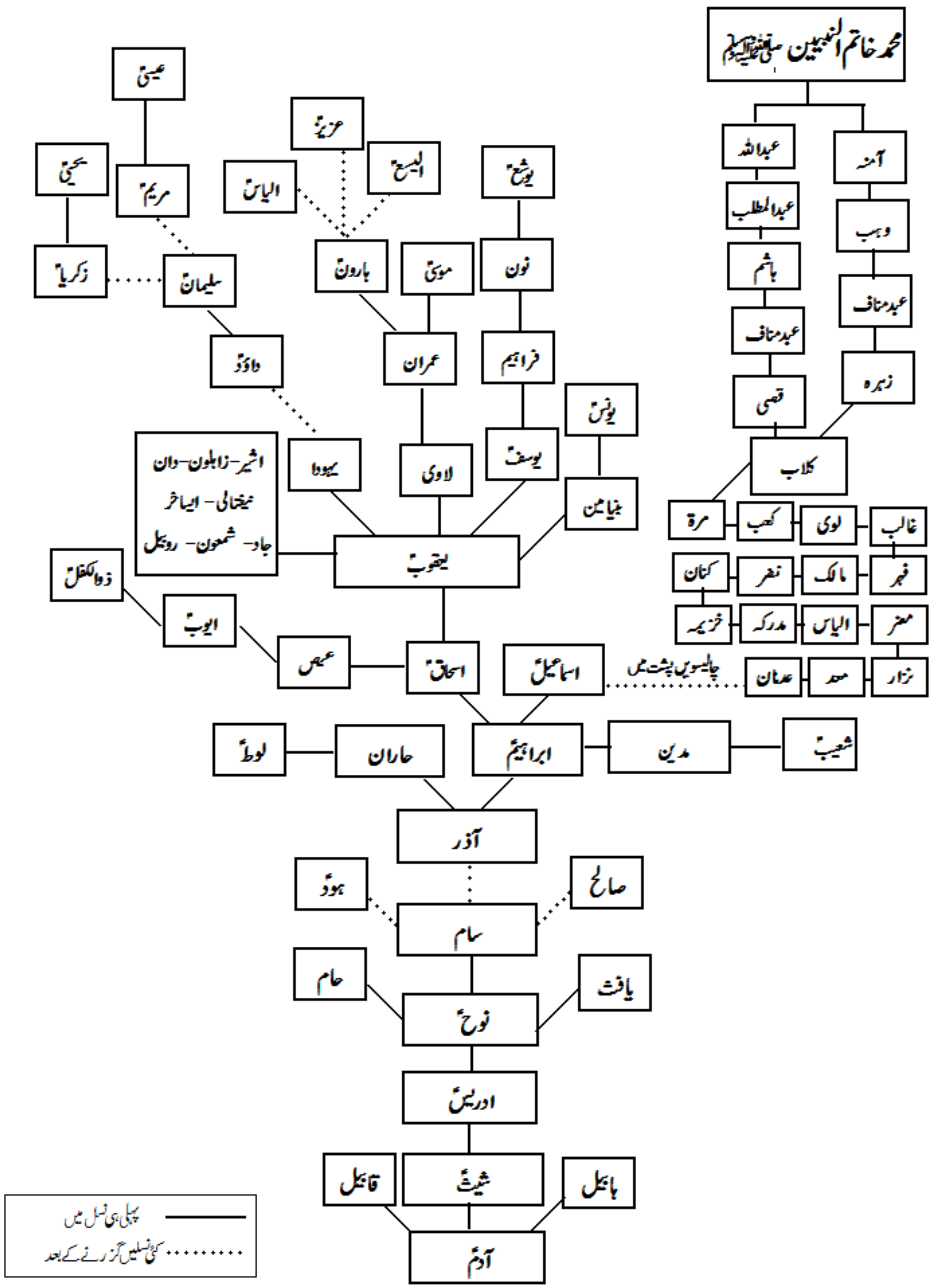
محمد خاتم النبیین ﷺ
آمنہ
عبداللہ
وہب
عبدالمطلب
عبدمناف
ہاشم
عبدمناف
زہرہ
قصی
کلاب
غالب
لوی
کعب
مرۃ
فہر
مالک
نضر
کنان
معز
الیاس
مدرکہ
خزیمہ
نزار
معد
عدنان
چالیسویں پشت میں
اسماعیلؑ
اسحاقؑ
عیص
ایوبؑ
ذوالکفلؑ
یعقوبؑ
اشیر-زابلون-وان
نفتالی - ایساخر
جاد- شمعون- روبیل
یہودا
لاوی
یوسفؑ
بنیامین
یونسؑ
داؤدؑ
عمران
فرائیم
نون
یوشعؑ
ہارونؑ
موسیٰؑ
الیاسؑ
عزیزؑ
الیسعؑ
سلیمانؑ
زکریاؑ
یحییٰؑ
مریمؑ
عیسیٰؑ
شعیبؑ
مدین
ابراہیمؑ
حاران
لوطؑ
آذر
ہودؑ
صالحؑ
سام
حام
یافث
نوحؑ
ادریسؑ
قابیل
شیثؑ
ہابیل
آدمؑ
پہلی ہی نسل میں
کئی نسلیں گزرنے کے بعد

شفیع المذنبین خاتم النبیین ﷺ (گناہگاران کی شفاعت کرنے والے)

قرآن پاک میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کا ذکر:

1- سورہ یونس، آیت نمبر 3 میں فرمانِ الٰہی ہے: " کوئی سفارشی نہیں مگر اس اللہ کی اجازت کے بعد"۔

2- سورہ سبا، آیت نمبر 23: "اُس کے حضور شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اجازت فرمادے"۔

3- سورہ طٰہٰ آیت نمبر 109: "قیامت کے دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اُس کی جسے رحمٰن نے اجازت دے دی اور اُسکی بات پسند فرمائی"۔

4- سورہ محمد، آیت نمبر 19: "اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کی شفاعت کیجیے"۔

5- سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 79: "قریب ہے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا رب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو ایسی جگہ کھڑا کریگا۔ جہاں سب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی حمد کریں گے"۔

احادیث میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کا ذکر:

(1) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"روزِ قیامت میری شفاعت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لایا وہ شفاعت کا اہل نہیں"۔(جامع صفیر جلد 2 صفحہ 33)

(2) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"روزِ قیامت میں انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے"۔(ترمذی ابنِ ماجہ اور سنن احمد)

(3) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھ سے فرمائے گا"اے محمد ﷺ کیا تم راضی ہو گئے"؟ میں عرض کروں گا"اے رب ہاں میں راضی ہو گیا"۔(طبرانی)

(4) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میں بروزِ قیامت شفاعت امت کے لیے بحضور رب سجدہ کروں گا تو میرا رب فرمائے گا۔اے محمد خاتم النبیین ﷺ اپنا سر اُٹھاؤ۔کہو تمھاری بات سُنی جائے گی۔مانگو تمھیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت قبول کی جائے گی تو میں عرض کروں گا۔یارب اُمتی اُمتی (یعنی میری اُمت کی مغفرت فرمادے)"(صحیح بخاری)

(5) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:" میری شفاعت میری امت کے گناہ گاروں کے لئے ہے-(جامع ترمذی، جلد 2، حدیث نمبر 2435-سنن ابن ماجہ ، جلد 5، حدیث نمبر 4310) لیکن درجات بلند کرنے والی شفاعت ہر متقی اور ولی کے لئے ہے"-(مشکوۃ، باب شفاعت)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب قرآن نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو مصیبت آتی ہے وہ تمھارے کرتوتوں کی وجہ سے آتی ہے۔مکافاتِ عمل سے غافل مت رہو-اگر یہ بات ہے تو پھر معافی اور شفاعت کا تصور کیا معنی رکھتا ہے؟؟ معافی اور شفاعت کا تصور حق ہے لیکن مکافاتِ عمل کی آڑ میں شفاعت کا انکار درست نہیں۔ہندوؤں اور عیسائیوں میں بھی یہ تصور پایا جاتا ہے کہ گناہ ہو جانے کے بعد تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے چنانچہ ہندوؤں نے انسانی روح کو آواگون کے لامتناہی چکر میں پھنسا کر اصلاح سے مایوس کر دیا ہے اور عیسائیوں نے کفارہ کا عقیدہ ایجاد کر کے ایک ایسا راستہ کھول دیا ہے جس سے اصلاح وتلافی کا جذبہ ہی ختم ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں بہت سے مجرم وظالم، ظلم کی راہ پر اس لئے آگے بڑھتے رہتے ہیں کہ سابقہ گناہوں سے نجات پانے کی امید کھو بیٹھتے ہیں اور معاشرہ بھی انہیں یہ احساس دلا کر ہمیشہ کے لیے تھکا دیتا ہے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا اور عدم تلافی کا یہ تصور جرم وظلم کی راہ پر اور بھی زیادہ تیزی سے دوڑنے کا موجب بن جاتا ہے۔

خود عربوں میں قبل اسلام یہی تصور کارفرما تھا۔گناہ اور مصیبت میں ڈوبے ہوئے طبقے تلافی اور مغفرت سے مایوس تھے بعض ایسے تھے جنہوں نے کثرت سے بے گناہوں کو قتل کیا تھا اور غریب بے کس عورتوں کے سہاگ لوٹے تھے ان کے سامنے تلافی کی کوئی امید نہ تھی۔حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین ﷺ کے پاس ایسے کئی اشخاص آتے اور حیرانی کے ساتھ سوال کرتے کہ کیا ہماری بھی مغفرت ممکن ہے؟۔کیا ان بے پناہ سرکشیوں اور نافرمانیوں کے باوجود ہماری بھی بخشش ہو سکتی ہے۔؟؟

قرآن نے ایسے لوگوں کے جواب میں حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارکہ سے اعلان کرایا: "اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔بے شک وہ بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے "۔(سورہ زمر، آیت نمبر 53)

سبحان اللہ! دربارِ خداوندی میں تو سوال کی ضرورت ہے اور عجز و نیاز کی۔رب سے سوال کرو۔معافی مانگو اور آئندہ کے لیے گناہوں سے بچنے کا سچا وعدہ کرو۔وہ غفور ورحیم ہے

اپنے سیاہ کار بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔وہ اگر قہار ہے تو غفار بھی ہے وہ جبار ہے تو رحمٰن ورحیم بھی ہے ستار بھی ہے۔وہ چاہے تو ہماری کسی نیکی سے خوش ہوکر ہماری مغفرت فرما دے اور چاہے تو اپنے مقرب بندوں سے ہماری سفارش کروائے اور پھر ان کی سفارش سے ہماری معافی ہوجائے۔قرآن پاک میں سورۃ آل عمران،آیت نمبر-135 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا"۔

بہرحال قرآن پاک سے تو یہ بات واضح ہے کہ جرم خواہ کسی نوعیت کا ہو اگر آدمی نادم ہوکر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔اب جو شخص قرآن پاک کی واضح بات کو تسلیم نہ کرے تو اس کی اپنی مرضی ہے۔

اس طرح شفاعت بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کی بخشش کا یہ طریقہ (شفاعت) کیوں اختیار فرمایا؟

تو اول تو یہ اعتراض ہی باطل محض ہے جب اللہ کو جانتے ہیں تو اس کے افعال پر اعتراض کیوں؟ اللہ عزوجل نے بچہ کی پیدائش کے لیے مردوزن کو وسیلہ بنایا۔حالانکہ وہ اس کے بغیر بھی پیدائش کرسکتا تھا۔ انبیاء کرام علیہ السلام کے ذریعے مخلوق کی ہدایت کا ذریعہ پیدا کیا۔اور اپنے ارادہ اور مرضی سے ایسا فرمایا۔ اس طرح اُس نے مجرموں کی بخشش کے لیے شفاعت کا قانون بنایا۔

حکیم کے افعال حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔اللہ حکیم ہے۔اس کے ہر فعل میں حکمت ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ حکیم کے ہر فعل کی حکمت ہمیں بھی معلوم ہو جائے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ خود یا اپنے رسولوں کے ذریعے اپنے کسی فعل کی حکمت کو بیان فرما دیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بندے خود اپنی فہم اور بصیرت کی روشنی میں اس کے افعال کی حکمتوں کو تلاش کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔مگر بندے اللہ تعالیٰ کے افعال کی جو حکمتیں بیان کریں گے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہی حکمت اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ہو۔**شفاعت میں یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ اس میں مقربین بارگاہ کی عزت افزائی ہے ان کے تقرب اور مراتب کا اظہار ہے کہ یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی۔اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ ان کی سفارش مجرموں کے حق میں قبول کی۔**

مجرموں پر اس امر کا اظہار ہے اور عملی اظہار ہے کہ تم مجرم تھے تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی مگر دیکھو تمھارا رب کیسا رحیم ہے وہ تم پر رحم فرمارہا ہے۔اور تمھاری لغزشوں کو معاف فرمارہا ہے۔اس طرح کی صدہا حکمتیں مسئلہ شفاعت میں موجود ہیں الغرض شفاعت کا عقیدہ حق ہے اور یہ قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن عزیز کی آیات طیبہ میں اختلاف وتضاد ناممکن ہے لہٰذا شفاعت کے بارے میں بھی اس کی آیات کریمہ میں کامل یگانگت وہم آہنگی ہے۔جن آیات کریمہ میں شفاعت کی نفی فرمائی گئی ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے لیے شفاعت نہیں۔کفار ومشرکین کہا کرتے تھے کہ ہم بتوں کو اس لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں رب العالمین کے مقام قرب ورضا تک پہنچا ئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط (سورۃ الزمر،آیت نمبر3)

"روزِ قیامت (ظالموں،کافروں اور مشرکوں) کا کوئی نہ دوست ہوگا نہ سفارشی"۔جس کی سفارش مانی جائے اور خود کافر بھی قیامت کے دن اپنی اور اپنے بتوں کی بے بسی کا (اور ساتھ ہی اپنی گمراہی اور ضلالت کا) کھلے بندوں اعتراف کریں گے اور کہیں گے۔(سورہ الشعرء،آیت نمبر 103-100)

"آج ہمارے لیے نہ کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی ہمدرد وغمگسار دوست۔ہمارے لیے اگر دنیا میں واپسی کا موقع ہوتا تو ہم ایمان لانے والوں میں سے ہوتے"۔

یہ وہ آیات ہیں جن میں اس امر کا بیان ہے کہ کافروں اور مشرکوں کا کوئی شفیع نہ ہوگا اور یہ کہ بت شفاعت نہیں کرسکتے۔

قبر میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے متعلق سوال ہوگا۔قبر میں منکر نکیر سوال کریں گے۔

تیرا رب کون؟ تیرا دین کیا؟ تیری نماز کیسی؟ تیرا عقیدہ کیا؟

قبر میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری ہوتی ہے یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی تصویر پیش کی جاتی ہے؟ جس کی طرف فرشتے اشارہ کرکے پوچھتے ہیں۔تو زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو اپنے مقام اعلیٰ وارفع میں جلوہ فرما ہوتے ہیں۔حجاب اور پردہ مقبور کے لیے ہوتا ہے جب کہ حکمِ خداوندی مقبور کے لیے وہ حجابات اُٹھا دیئے جاتے ہیں۔اور مقبور کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نظر آجاتے ہیں۔اور فرشتے آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اقدس کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ ان کے متعلق تیرا کیا اعتقاد ہے؟ تو مومن اس سوال کے جواب میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رسالت ونبوت کا اقرار کرے گا۔اور کافر اس امتحان میں فیل ہوجائے گا اور یہ بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے اور اس سے مقصود حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے فضل وشرف اور مرتبہ ومقام کی بلندی کا اظہار ہے کہ یہ ایسے رتبے نبی خاتم النبیین ﷺ کے ہیں کہ قبر میں بھی کامیابی ان کے تصور اور ان سے حسن عقیدت ومحبت رکھے بغیر ناممکن ہے۔

دُرودشریف

دُرودشریف کیا ہے؟ یہ دُعا بھی ہے، دوا بھی ہے، شفا بھی ہے، ثنا بھی ہے، سلام بھی ہے، سوغات بھی ہے، تحفہ بھی ہے، ادب بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔ **گویا کہ یہ دُرودشریف تمام وظائف کا سردار اور شفاعتِ رسول خاتم النبیین ﷺ کی سند ہے۔**

ہم چونکہ نبی خاتم النبیین ﷺ کے احسانات کا بدلہ چکانے سے عاجز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ عجز دیکھ کر ہمیں یہ طریقہ سکھادیا کہ مومنوں دُرود و سلام پڑھو۔

اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب، آیت 56 میں ارشادفرماتا ہے:

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ (محمد خاتم النبیین ﷺ) پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ خاتم النبیین ﷺ پر دُرود و سلام بھیجو"۔

دُرودشریف وہ ذکر ہے جو فرش زمین پر کیا جاتا ہے اور عرش بریں پر سُنا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام کو عظیم نعمتیں دیں، بڑے بڑے معجزات وانعام واکرام سے نوازا لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کو جب نوازشات واعزازات سے نوازا، تو اِس میں انفرادیت کی شان رکھی۔

(1) نبی پاک خاتم النبیین ﷺ پر دُرود پاک پڑھنا خود اللہ تعالیٰ کا وظیفہ ہے۔

(2) آپ خاتم النبیین ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کہا۔ (سورہ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷)

(3) کلمہ شہادت میں اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کے نام کو شریک کیا۔

(4) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو رؤف الرّحیم کہا جبکہ وہ خود بھی رؤف الرّحیم ہے۔ (سورہ التوبہ، آیت نمبر ۱۲۸)

(5) شق صدر 4 مرتبہ فرمایا۔ (صحیح بُخاری، صحیح مُسلم)

(6) معراج پر پاس بُلایا۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر۱)

(7) دُرودشریف جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶)

خود آپ خاتم النبیین ﷺ نے دُرود پاک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "جو مجھ پر ایک بار دُرود و سلام بھیجے گا خُدا اُس پر دس مرتبہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا"۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل، حدیث نمبر ۹۲۱) (صحیح مسلم حدیث نمبر ۹۱۲)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں دُرود پاک کی فضیلت :-

☆"جو شخص روزانہ مجھ پر ہزار مرتبہ دُرود پاک پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا" "۔ (الترغیب والترھیب ج2، ص328، حدیث 22)

☆" جمعہ کی رات اور جمعہ کے دِن مجھ پر زیادہ دُرود پاک پڑھا کرو، جو شخص ایسا کرے گا میں روزِ محشر اُس کی گواہی دینے کے ساتھ اُس کی شفاعت بھی کروں گا"۔ (بیہقی)

☆"جو شخص جمعہ کے دن نمازِ عصر کے بعد 80 مرتبہ دُرود پاک " اَللّٰھم صل علی محمد النبی الأمی وعلی اٰلہ وسلم تسلیمًا " پڑھتا ہے تو اُس کے 80 برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔ (القول البدیع ص: 399، ط : دار الیسر)

☆"جو شخص کسی کتاب میں مجھ پر دُرود لکھے، تو جب تک اُس کتاب میں میرا نام لکھا رہے گا فرشتے اُس کے لیے بخشش اور مغفرت مانگتے رہیں گے"۔ (سعادت الدارین)

☆"بندے کی دُعا اُس وقت تک پردہ حجاب میں رہتی ہے جب تک دعا مانگنے والا مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھے "۔ (جامع الترمذی، جلد اول، حدیث 486)

☆" جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو اور اُس نے مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھا تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا"۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث 2953)

☆"تین شخص میری زیارت سے محروم رہیں گے (1) والدین کا نافرمان (2) سُنت کا تارک (3) اور وہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھے "۔ (القول البدیع)

☆"روزِ محشر تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کی ہوگی"۔ (جامع الترمذی، جلد اول، حدیث 484)

☆"جو شخص مجھ پر جمعہ کی رات اور دن میں دُرود پاک کی کثرت کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کی 100 حاجات پوری فرمائے گا، اِن میں 70 حاجتیں آخرت کی اور 30 حاجتیں دنیا کی ہوں گی، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اُس کے دُرود پاک کو لے کر میری خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ دُرود پاک کا ہدیہ فلاں اُمّتی جو فلاں کا بیٹا اور فلاں قبیلے سے ہے نے بھیجا ہے، تو مَیں اُس دُرود پاک کو نور کے سفید صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں"۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث 2778)(مسند احمد، حدیث 5713)

☆"تمہارا مجھ پر دُرود پاک پڑھنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں تمہارے لیے نور ہوگا، اور جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اُسے اجر کا پیمانہ بھر بھر کر دیا جائے تو اُسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود پاک بھیجا کرے"۔(سعادت الدارین، بیہقی)

صحابہ کرامؓ کے نزدیک دُرود پاک کی فضیلت:

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56) ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ (محمد خاتم النبیین ﷺ) پر دُرود وسلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ خاتم النبیین ﷺ پر دُرود وسلام بھیجو" "نازل ہوئی تو سیّدِ عالم خاتم النبیین ﷺ خوشی کے مارے حجرہ مبارک سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے "مجھے مبارک باد کہو، مجھے مبارک باد کہو، کیونکہ میرے بارے میں ایک ایسی آیت اُتری ہے جو میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ اِس میں ہے سب سے بہتر ہے "۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔حضرت عباسؓ فرمانے لگے کہ مَیں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرہ انور کو انار کے دانوں کی طرح ہشاش بشاش دیکھا تو کہا "آپ خاتم النبیین ﷺ کو مبارک ہو یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ"۔صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ براہِ کرم ہمیں اِس آیت کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم لوگوں نے مجھ سے پوشیدہ راز کی بات پوچھ لی ہے۔اگر تم لوگ نہ پوچھتے تو مَیں تازندگی اظہار نہ کرتا۔ہاں اَب سُن لو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے دو، دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں، جب کوئی مومن بندہ میرا نام سُنے اور مجھ پر دُرود بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں 'اللہ تمہاری مغفرت فرمائے' اللہ تعالیٰ بذاتِ خود تمام فرشتوں کے ساتھ جواباً فرماتے ہیں! ''آمین''۔اِسی طرح جب کسی بندے کے سامنے میرا نام آتا ہے اور وہ مجھ پر دُرود نہیں بھیجتا تو وہ فرشتے پُکار اُٹھتے ہیں 'اللہ تمہاری مغفرت نہ کرے' اور اُس وقت فرشتے جواباً کہتے ہیں! آمین (نزہت المجالس، جلد دوم، ص 119۔معارج النبوت مقدمہ ص 157)

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے کچھ نوری فرشتے وہ ہیں جو صرف جمعہ کے دن اور رات میں زمین پر اُترتے ہیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کی دواتیں ہوتی ہیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں، وہ صرف اور صرف اِس کاغذ پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر پڑھا جانے والا دُرود وسلام لکھتے ہیں"۔(سعادت الدارین، ص 61-آب کوثر، ص 66)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود پاک پڑھتا ہوگا"۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد اوّل، حدیث نمبر 923)

☆ حضرت ابیؓ بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مَیں آپ خاتم النبیین ﷺ پر دُرود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "جتنا تم چاہو" مَیں نے عرض کیا کہ چوتھائی وقت؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "اگر چاہو تو اِس میں بھی اضافہ کر لو"، مَیں نے عرض کیا کہ نصف وقت؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "تمہاری مرضی، اگر چاہو تو اِس میں بھی اضافہ کر لو تمہارے لیے بھلائی ہے"، مَیں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "اگر چاہو تو اِس میں بھی اضافہ کر لو تمہارے لیے اِس میں بہتری ہے"، مَیں نے عرض کیا کہ مَیں اپنا سارا وقت ہی دُرود پاک پڑھنے کے لیے مقرر کرتا ہوں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ایسا کرنے سے تمہارے تمام کاموں کی کفالت ہوجائے گی اور تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد اوّل، حدیث نمبر 929)(ترمذی، حدیث نمبر 2457)

دُرود شریف کا پڑھنا، نقل کرنا، لکھنا، سب دُرود شریف بھیجنے کی تعریف میں آتا ہے۔جب تک یہ دُرود شریف لکھا ہوا باقی رہے گا تو فرشتے ہمیشہ لکھنے والے پر دُرود بھیجتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ سب سے بڑا وسیلہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔دُرود شریف کا پڑھنا بارگاہِ ربُ العزت میں ہر لحاظ سے قبول ہے، یہ وہ عمل ہے جو انسان کو بڑی آسانی سے عظمت و رفعت عطا کر دیتا ہے۔

بزرگان دین اوردرودشریف کی کمالات:

☆**شہد کی مکھی سے سرورِکائنات خاتم النبیین ﷺ کا کلام:-**حضرت مولانا جلال الدین رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت کیا کہ " تُو شہد کیسے بناتی ہے"؟ اُس نے بتایا کہ ہم چمن میں جا کر پھولوں کا رس چوستی ہیں، پہاڑوں اور بیابانوں میں جو پھول ہوتے ہیں وہ ہماری خوراک ہیں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا " پھولوں کا رَس پھیکا اور بدمزا ہوتا ہے، کڑوا بھی ہوتا ہے، تیرے منہ میں جا کرنہایت شیریں اورصاف کیسے ہوجاتا ہے؟ اِس میں یہ مٹھاس کہاں سے آ جاتی ہے؟۔مکھی نے عرض کیا " قدرت نے ہمیں سکھا دیا ہے کہ ہم باغ سے چھتے تک راستے بھر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر دُرودشریف پڑھتی آتی ہیں "-(مقاصدالسالکین،ص53)

☆ایک بزرگ کوخواب میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ ؐ نے سرکارِمدینہ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جوشخص آپ خاتم النبیین ﷺ پر ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھے اللہ تبارک وتعالیٰ اِس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔توکیا یہ انعام اُس شخص کے لیے ہے جوحضورقلبی سے دُرود شریف پڑھے گا؟"اِس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دیا کہ "یہ ثواب توہراُس شخص کے لیے ہے جوبغیرحضورقلبی درود پڑھتا ہے اوراگرکوئی خشوع وخضوع کے ساتھ دُرود پاک پڑھے۔تواُس شخص کے اجرکاعلم سوائے اللہ تعالیٰ کے اورکوئی نہیں جانتا"-(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، نبہانی، سعادۃالدارین1:220)

☆حضرت شیخ ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا "مجھے خواب میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا"اے شاذلیؒ تُو میری اُمّت کے ایک لاکھ لوگوں کی شفاعت کرے گا"، مَیں نے عرض کیا کِس وجہ سے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا"تُو میرے دربار میں دُرود پاک کا ہدیہ بھیجتارہتا ہے"-

☆حضرت شیخ ابوالمواھب شاذلیؒ نے فرمایا، مجھے خواب میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہوئی، آقائے دوجہاں نے میرے منہ پر بوسہ دیااورفرمایا کہ "مَیں اِس منہ کوبوسہ دیتاہوں جومجھ پر ہزارمرتبہ دِن اور ہزارمرتبہ رات میں دُرود پاک پڑھتا ہے"-

☆حضرت اِمام شعرانیؒ نے فرمایا "مَیں نے فرشتوں کوقلم کے ساتھ لکھتے ہوئے دیکھا ہے کہ دُرود پاک پڑھنے والے جب اپنے منہ سے دُرودنکالتے ہیں توفرشتے اِسی دُرود پاک کواپنے پاس صحیفوں میں محفوظ کرلیتے ہیں"-

☆حضرت اِمام شعرانیؒ کوحضرت خضرعلیہ السلام نے حکم دیا"صبح سے لے کرطلوع آفتاب تک دُرود پاک پڑھا کرو"، اورجب ہم نے اِس طرح دُرود پاک پڑھا توہم نے دنیااورآخرت کی بے شماربرکتیں اوررزق میں بے پناہ فراخی پائی۔

دُرودشریف کا پڑھنا،نقل کرنا،لکھنا،سب دُرودشریف بھیجنے کی تعریف میں آتا ہے۔جب تک یہ دُرودشریف لکھاہواباقی رہے گاتوفرشتے ہمیشہ لکھنے والے پردُرودبھیجتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ کوراضی رکھنے کاسب سے بڑاذریعہ سب سے بڑاوسیلہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔دُرودشریف کا پڑھنابارگاہِ رب العزت میں ہر لحاظ سے قبول ہے، یہ وہ عمل ہے جوانسان کوبڑی آسانی سے عظمت ورفعت عطاکردیتا ہے۔

واللہ کیا مقام حبیب خدا کا ہے؟
خود ذات ذوالجلال محوِ درود ہے
آدم کو ایک بار ہی سجدہ کریں ملک
لیکن رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر ہر دم درود ہے

****

دُرود اور سلام کا تعلق

1-قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے: (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56)

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ:-'' بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

یعنی میرے محبوب پر درود بھیجا کرو کثرت کے ساتھ ان کے شایان شان سلام پڑھا کرو۔

اللہ سے تعلق کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟ اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا تعلق کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟

اللہ کا تعلق عبادت اور سجدہ ریزی سے حاصل ہوتا ہے-قرآن پاک ہی نے یہ گر سکھایا کہ سجدہ کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔

سورۃ العلق، آیت نمبر 19 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَلَّا لَا تُطِعۡهُ وَ اسۡجُدۡ وَ اقۡتَرِبۡ ترجمہ:''اور سجدہ کرو اور قریب ہوجا''۔

اور مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا تعلق صحابہ کرامؓ کے دور میں صحبت سے ملتا تھا۔آج محبت سے ملتا ہے۔

لہٰذا تعلق خدا عبادت اور سجدہ ریزی سے ملتا ہے۔اور تعلق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کثرت سلام سے ملتا ہے۔

یہاں ایک لفظ قابل غور ہے ''کثرت سلام''-----دو چیزیں ہیں '' صلوعلیہ وسلموتسلیما''

ترجمہ:''اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

درود اور سلام میں فرق ہے درود بھی تعلق پیدا کرتا ہے اور سلام بھی تعلق پیدا کرتا ہے۔تعلق درود سے اجرت ملتی ہے اور تعلق سلام سے قربت ملتی ہے-

اجرت اور قربت میں فرق ہے:- جب فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لئے جادوگر بلائے تھے کیونکہ اسے اپنی حکومت اور تخت کا خطرہ لاحق ہوگیا تھا۔اس لئے اس نے جادوگر بلوائے اور کہا" آج جو مانگنا ہے مانگ لو اور حضرت موسیٰ کو ہرا دو"۔انہوں سوچا آج موقع ہے اجرت مانگنے کا۔فرعون کو جان کے لالے پڑ ہوئے تھے آج سودا کرلو۔قرآن کہتا ہے جب جادوگر اکٹھے ہوگئے۔تو میدان مقابلہ میں جانے سے پہلے کہنے لگے "اگر ہم تمہاری خاطر حضرت موسیٰ کو ہرا دیں تو ہماری اجرت کیا ہوگی"؟ فرعون کے سر پر بنی تھی۔اس کو تو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔اس کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا تھا۔تو قرآن کا جواب سنیں جو فرعون نے ان جادوگروں کو جواب دیا۔

''اے جادوگرو تم موسیٰ کو آج ہرادو۔اُجرت چھوڑ و تمہیں قربت دے دوں گا''-یعنی اجرت چھوڑ و میں تمہیں مقربین میں شامل کرلوں گا۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اجرت اور قربت کی سمجھ فرعون کو بھی تھی۔کہ اجرت والے سودا کرتے ہیں اور قربت والے یار غار ہوتے ہیں۔

درود شریف پڑھیں تو دس گناہ معاف۔یعنی ایک بار درود شریف پڑھیں تو دس گناہ معاف اجرت مل گئی۔دس درجے بلند اجرت مل گئی۔دس نیکیاں مل گئی اجرت مل گئی۔اس طرح 30 گنا اجرت مل گئی ایک بار درود پاک پڑھنے کی اتنی زیادہ اجرت مل گئی۔

اب آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں پوچھیں "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ایک بار درود پاک پڑھنے پر تو 30 نیکیاں مل گئیں، ثواب مل گیا، اجرت مل گئی لیکن ہم تو سلام پڑھنے والے ہیں تو ہماری اجرت کیا ہے"؟

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: (آؤ سنو!)"جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میری روحِ اطہر کو اس کی طرف متوجہ کردیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں''- (ابوداؤد)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ:'' آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت کا (آپ کو) تحفہ تو درود شریف ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ہمیں آپ کی طرف سے تحفہ کے جواب میں کیا عطا کیا جائے گا''؟

حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا '' اے عمر تم نے اچھا سوال کیا ہے-میری امت کا تحفہ درود شریف ہے مگر قیامت کے دن یہی دورد شریف میری طرف سے میری امت کو تحفہ میں دے دیا جائے گا''-(یعنی یہ عشق کا پروانہ ہوگا) (تاج المذکرین)

درود وسلام کا پڑھنا وہ عمل ہے جو بڑی آسانی سے انسان کو عظمت اور رفعت عطا فرما دیتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ درود شریف پڑھنا خود اللہ تعالی کا وظیفہ ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ: ''حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ زندہ ہیں جسم سے بھی اور روح سے بھی اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے تعلق پیدا ہوتا ہے سلام سے "۔

درود وسلام تمام وظائف کے سردار اور شفاعت رسول خاتم النبیین ﷺ کی سند ہے۔ جب کسی سے تعلق قائم کیا جاتا ہے تو اسلامی طریقہ کار کے مطابق اس کو سب سے پہلے سلام کیا جاتا ہے اس لئے مسلمانوں سے کہا کہ مسلمانو جس سے جان پہچان اور تعلق نہ ہو اور تعلق پیدا کرنا ہو تو سلام کرو۔ کیونکہ تعلق پیدا ہی سلام سے ہوتا ہے۔ تو جب دو غیر ملیں تو اسلام وعلیکم سے تعلق بناتے ہیں۔ اسلام میں تعلق پیدا ہی سلام سے ہوتا ہے تو بارگاہ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا تعلق سلام سے کیوں نہیں ہوگا ؟

لہذا جس کو حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ کا تعلق چاہیے اس کو سلام پڑھنا چاہیے اس لئے فرمایا گیا:

صلوعلیہ وسلموتسلیما اس لئے فرمایا صلوعلیہ یعنی مصدر کا تکرار نہیں کیا گیا صلو پر اور جب سلام کی بات آئی تو فرمایا وسلموتسلیما یعنی تسلیما کا مطلب یہ ہے کہ سلام پڑھو اور پھر پڑھتے رہو۔ تو پڑھتے رہو سلام کیونکہ اس سے تعلق بنے گا اور پھر تعلق ایسا بنے گا کہ سلام پڑھنے والوں کو جواب بھی ملے گا۔ اور جن کو جواب مل جائے پھر وہ دنیا کے دھندوں میں پڑتے ہی نہیں ہیں۔ عمر بھر سلام ہی پڑھتے رہتے ہیں۔

سلام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جب نماز فرض ہوئی تو نماز میں پہلے سلام رکھا۔ کیونکہ کئی رکعتیں ایسی ہیں جن میں درود نہیں پڑھتے۔ التحیات پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر درود رہ گیا تو رکعت ہو جائے گی۔ لیکن اگر سلام رہ گیا تو رکعت نہیں ہوگی۔

درود کئی رکعت میں رہ جاتا ہے لیکن فرمایا کہ نماز کی کوئی رکعت سلام سے خالی نہ ہو۔ کیونکہ جو سلام سے تعلق جوڑ لیتے ہیں انہی کو تو درود کی خیرات ملتی ہے۔ جو ذریعہ تعلق اللہ کے ساتھ ہے یعنی عبادات وہ تو اس رب کی مرضی قبول کرلے یا نہ کرے (ظنی القبول) اور مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام قطعی القبول ہے۔ یعنی جس کے منہ سے درود وسلام نکل گیا۔ وہ قبول ہی قبول ہے۔

کیونکہ درود وسلام میں وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میرے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ پر رحمتیں بھیج۔

اللہ فرماتے ہیں: (سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْ نَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو اصَلُّو اعَلَیہِ وَ سَلِّمُو اتَسلِیمًا

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجتے رہا کرو'' ۔

درود وسلام بھیجتے والا زبان بعد میں کھولتا ہے قبولیت پہلے ہوتی ہے کیونکہ درود وسلام قطعی القبول ہے اور عبادات ظنی القبول ہے۔

جو شخص۔ اللھم صلی علی کہتا ہے وہ اللہ کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ

''خدایا تیرے نبی خاتم النبیین ﷺ پر ''صلوٰۃ'' کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کر دے''۔

یاد رکھیں: طاقت ہونا اور تعلق ہونا دو الگ الگ بات ہیں۔

دل کی طاقت اللہ کے ذکر میں ہے۔

دماغ کی طاقت تلاوت قرآن میں ہے۔

جسم کی طاقت نماز میں ہے۔

روح کی طاقت اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ اور درود شریف میں ہے۔

اور روح سے تعلق سلام پڑھنے میں ہے۔

کیا بات ہے ان بزرگوں کی جن کا تعلق آپ خاتم النبیین ﷺ سے قائم ہے۔

****

اہلِ بیت کون لوگ ہیں؟

''بیت'' سے مراد معاشرتی اور آبائی دونوں قسم کے مکان ہیں۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے معاشرتی مکان کے افراد آپ خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں اور آبائی مکان کے لوگ آل علیؓ، آل عقیلؓ، آل جعفرؓ اور آل عباسؓ ہیں۔

اہل بیت کون ہیں؟ اہل علم سے اس سلسلے میں تین قول منقول ہیں۔

پہلا قول: -اہل بیت سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 33) ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اہل بیت تم سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے ''۔

دوسرا قول: -اہل بیت سے مراد حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں۔ اس کی دلیل اُم سلمہؓ کی ایک روایت ہے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں: "حضرت فاطمہؓ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تیرے شوہر اور تیرے دونوں فرزند کہاں ہیں"؟ عرض کیا " گھر میں ہیں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ان کو بلاؤ"۔ حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ کے پاس آئیں اور کہا" چلئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ آپؓ کو اور آپؓ کے دونوں فرزندوں کو یاد فرمارہے ہیں"۔ حضرت اُمِ سلمہؓ کہتی ہیں" آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو چار پائی کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ اس پر سے ایک چادر کو اٹھایا اور زمین پر پھیلا دیا اور انہیں اس پر بیٹھایا۔ پھر چادر کے چاروں کونوں کو ان کے سر پر سمیٹ کر بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا اور دائیں ہاتھ سے رب کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔: ''اے اللہ یہ میرے گھر کے لوگ ہیں ان سے گندگی کو دور فرمادے اور انہیں خوب خوب پاک کردے''۔ (جامع ترمذی)

تیسرا قول: -آیت مذکورہ میں اہل بیت کی پہلی مخاطب اُمہات المومنین ہیں۔ ان کے علاوہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادیاں ان کی اولادیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کا آبائی گھرانہ اور ہر وہ شخص اہل بیت میں شامل ہے جسے بارہ گاہ نبوت سے یہ اعزاز حاصل ہوا ہو۔ اور مختلف اوقات ومقامات میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کا اظہار فرمایا ہو۔

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے سوال کیا" یا رسول اللہ ﷺ آل رسول کون لوگ ہیں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' متقی''۔(الفردوس 1، ص418/ 1691، روایت انس بن مالکؓ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اصحابِ صُفّہ کون لوگ تھے؟

صفہ کامحل وقوع:- حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جب قبلہ بیت المقدس سے بدل کر خانہ کعبہ کو بنا دیا گیا تو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم کے مطابق شمالی دیوار پر ایک چھت ڈال کر اس چھت دار حصہ کو ''صفہ'' کا نام دے دیا گیا۔

مقام صفہ پر وہ صحابہ کرامؓ جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی صحبت میں رہ کر دین حاصل کرنا چاہتے تھے۔اپنا قیام رکھا کرتے تھے۔

مسجد نبوی کے صحن کے اندر ہی ایک چبوترا بنایا گیا تھا۔جس پر سائبان ڈال دیا گیا تھا۔اس چبوترے پر وہ غریب الوطن،غیر شادی شدہ اور بے گھر لوگ پڑے رہتے تھے جنھوں نے اپنی زندگیاں اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے وقف کر دی تھی۔یہ لوگ جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتے۔۔۔محنت مزدوری کرتے۔۔۔دوسرے مسلمانوں کی مدد کرتے۔ان کا زیادہ تر وقت عبادت،تلاوت قرآن پاک اور رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی صحبت اور معیت میں گزرتا۔ارشادات و فرمودات نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سنتے،انہیں محفوظ رکھتے،دوسروں تک پہنچاتے-ان کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے-

اصحاب صفہؓ کا سارا وقت تحصیل علم دین اور خدائے واحد کی عبادت میں گزرتا تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ ان کے ساتھ بیٹھتے۔ان کو تعلیم دیتے اور ان کے ساتھ لطف و محبت کا معاملہ فرماتے ان کی ضروریات خود بھی پوری فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی تاکید فرماتے۔صحابہ کرامؓ ان کو اپنے گھروں میں لے جاتے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے،نیز کھجور کے خوشے مسجد کی چھت میں لٹکا جاتے اور یہ لوگ حسب ضرورت ان سے اپنا پیٹ بھرتے۔اصحاب صفہؓ دیگر صحابہؓ کی طرح جہاد میں بھی شرکت فرماتے تھے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ان کو دعوت تبلیغ کے مشن پر روانہ فرماتے اور جو لوگ صفہ میں مقیم رہتے وہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے احادیث سن کر یاد کر لیا کرتے تھے۔ان میں سب سے زیادہ حضرت ابو ہریرہؓ کو حفظ حدیث میں شہرت حاصل ہوئی۔

''جب شام ہوتی تو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ اصحاب صفہؓ کو صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیتے،کوئی ایک آدمی کو لے جاتا،کوئی دو کو اور کوئی تین کو اسی طرح انہوں نے دس تک کا ذکر کیا اور حضرت سعد بن عبادہ تو کمال ہی کرتے تھے۔روزآنہ شام کو اسی ((80 آدمیوں کو کھانا کھلاتے تھے"۔ (حلیۃ الاولیا جلد 1 صفحہ 341)

حضرت ابوذر غفاریؓ صحابہ کرامؓ کی ہمدردیوں کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں ''میں بھی صفہ والوں میں تھا۔جب شام ہوتی تو ہم سب آپ خاتم النبیین ﷺ کے دروازے پر آ کر بیٹھ جاتے۔رسول پاک خاتم النبیین ﷺ حکم فرماتے۔صحابہ کرام ایک ایک آدمی کو اپنے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاتے عموماً دس یا دس سے کچھ زیادہ باقی رہ جاتے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنے گھر سے کھانا لے کر آتے اور ہم لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کرتے۔جب کھانے سے فراغت ہو جاتی تو آپ خاتم النبیین ﷺ فرماتے ''جاؤ مسجد میں سو جاؤ ''۔ (الجامع الاحکام القران 340/3)

حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ''ہمارے پاس کھجور کے باغات تھے،ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کھجور کے اچھے اچھے گچھے لاکر مسجد میں لٹکا دیا کرتا تھا۔اصحاب صفہ کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔اس لیے جب انہیں بھوک ستاتی تو کوئی لکڑی لے کر آتے اور ان گچھوں پر مارتے اچھی اور پکی پکی کھجوریں نیچے گرتیں اور یہ لوگ کھا کر اپنا پیٹ بھر لیا کرتے''۔

****

اصحابِ کہف کون لوگ تھے؟

اصحابِ کہف:- رسول کریم خاتم النبیین ﷺ کے دور میں کچھ قریشِ مکہ ایک یہودی عالم کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ " حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے ایسا کیا سوال پوچھا جائے کہ ان کے نبی ہونے کی حقیقت واضح ہوجائے"۔اس کے جواب میں یہودی عالم نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے تین سوال پوچھنے کو کہا، جن میں ایک سوال یہ تھا کہ "اصحاب کہف کون تھے"؟ لہٰذا اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب خاتم النبیین ﷺ کو اس کا جواب قرآن پاک کی سورۃ الکہف کے اندر مکمل وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

واقعہ کی تاریخی حیثیت:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آج کے دور کے فلسطین کے علاقے میں اسلام کی تبلیغ کے لیے بھیجا یہ علاقہ اس وقت رومن ایمپائر میں شمار ہوتا تھا یہ بت پرست لوگ تھے یہاں ایک یہودی بادشاہ کی حکمرانی تھی جو رومن حکومت کے ماتحت کام کر رہا تھا- جب حضرت عیسیٰؑ نے تبلیغ شروع کی تو رومی لوگ آپؑ کے مخالف ہوگئے اور آپؑ کو گرفتار کرکے سولی پر لٹکانا چاہا مگر اللہ کے حکم سے آپؑ کو زندہ آسمان پہ اٹھالیا گیا-

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد یہودی لوگوں نے رومی حکومت کے خلاف بغاوت کردی -لہٰذا اس کے ردعمل میں ٹرٹس نامی رومی بادشاہ نے یروشلم اور فلسطین پر حملہ کرکے اسے بالکل تباہ کردیا حتی کہ بیت المقدس کو بھی تباہ کردیا -اسی دوران اس نے ڈیڑھ لاکھ یہودیوں کو قتل کردیا - جو بچے کھچے یہودی یہاں رہ گئے تھے وہ جان بچا کر فلسطین سے نکل گئے ۔مگر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے اور ان کی تعلیمات کے پیروکار تھے صرف وہی فلسطین میں موجود رہ گئے جو کہ رومی تھا اور بت پرست تھا، اس کا نام دقیانوس تھا-لہٰذا اس کی حکومت میں موجود عیسائی لوگوں پر اس نے ظلم وستم کرنا شروع کردیے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چند ماننے والے حواریوں کو اس نے اپنے دربار میں بلایا اور ان سے کہا:"میں تمہیں چند دن کی مہلت دیتا ہوں تم اپنے نئے دین یعنی عیسائیت سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کردوں گا"، حضرت عیسیٰؑ کے پیروکار یہ نوجوان لوگ دراصل اصحاب کہف تھے،جن کے واقعہ کا ذکر قرآن پاک میں سورہ کہف میں وضاحت سے آیا ہے-

ان نوجوانوں نے جب یہ دھمکی سنی تو وہ شدید پریشان ہوگئے کیونکہ وہ بادشاہ سے لڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی شہر میں رہ کر عیسائی تعلیمات جاری رکھ سکتے تھے ورنہ دقیانوس انہیں قتل کروادیتا۔لہٰذا انہوں نے شہر چھوڑ کر کہیں بھاگ جانے کا فیصلہ کیا اور اللہ پاک کی ذات پر بھروسہ کرکے شہر سے نکل گئے یہ سوچتے ہوئے کہ اب اللہ پاک ہی ہمارے لیے کوئی فیصلہ کرے گا اور کوئی راستہ نکالے گا، یہاں تک کہ وہ ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے اور وہیں سو گئے یہاں تک کہ سوتے سوتے ان پر تین سو سال کا عرصہ گزر گیا۔

ان چند نوجوانوں نے جب غار میں پناہ لی تو دعا کی کہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے کامیابی کو آسان کردے"-(سورہ الکھف،آیت نمبر 10)

"پس ہم نے ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سال تک اسی غار میں پردے ڈال دیئے"-(سورہ الکھف،آیت نمبر 11)

دقیانوس نے ان لوگوں کو تلاش کروایا لیکن اس نے انہیں کہیں نہ پایا۔

تین سو سال کے دوران دقیانوس بادشاہ مرگیا اور کئی بادشاہ اور حکومتیں آئیں اور چلی گئیں۔یہاں تک کہ 300 عیسوی رومن ایمپائر نے بھی عیسائیت اختیار کرلی۔

440 عیسوی میں بیدروس نامی عیسائی بادشاہ کی حکومت آئی جو ایک نیک دل اور انصاف پسند بادشاہ تھا-اس نے 68 سال تک حکومت کی-اس کے دور میں مذہبی فرقہ پسندی جب عروج پر پہنچ گئی اور لوگوں میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے اور قیامت کا یقین ختم ہوتا جارہا تھا۔قوم کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ بہت رنجیدہ ہوا اور اللہ سے دعا کی۔"اے اللہ! کچھ ایسی نشانی ظاہر فرما کہ میری قوم کے لوگوں کا ایمان پھر سے تازہ ہوجائے -انہیں قیامت،مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے اور ایک خدا کا یقین ہوجائے"۔اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصحاب کہف اپنی نیند سے بیدار ہوئے اور ایک دوسرے سے سلام کلام کرنے لگے اور اپنے ایک ساتھی یملیخا کو بازار سے کھانا لانے بھیجا۔جب یملیخا بازار پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر میں ہر طرف اسلام کا چرچا ہے یہاں تک کہ لوگ اعلانیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ رہے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل بھی کررہے ہیں-اس کشمکش میں یملیخا نے کھانے کے عوض اپنے زمانے کے سکے دکاندار کو دیے ۔دکاندار نے جب یہ سکے دیکھے تو اسے شک ہوا کہ شاید

اس شخص کو پرانا خزانہ مل گیا ہے لہذا اس نے یملیخا کو سپاہیوں کے سپرد کر دیا۔ سپاہیوں نے یملیخا سے پوچھا: "بتاؤ یہ خزانہ کہاں سے آیا"؟ یملیخا نے کہا "ہمارے پاس کوئی خزانہ نہیں۔ یہ ہمارا ہی پیسہ ہے"۔ سپاہیوں نے کہا "ہم کیسے مان لیں کیونکہ یہ سکے تین سو سال پرانے ہیں"۔ یملیخا نے کہا: "پہلے مجھے بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کا کیا حال ہے"؟ سپاہیوں نے جواب دیا: "آج اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں ہے مگر سینکڑوں سال پہلے اس نام کا ایک بے ایمان بادشاہ گزرا ہے وہ بت پرست تھا"۔ یہ سن کر یملیخا حیران پریشان ہوئے اور بتایا کہ "ہم کل تو اس کے شہر سے اپنا ایمان اور جان بچا کر بھاگے تھے اور میں اور میرے ساتھی قریب کے ایک غار میں چھپ گئے تھے جبکہ میرے باقی ساتھی اب بھی غار میں موجود ہیں۔ تم میرے ساتھ چل کر خود ہی دیکھ لو"۔

جب سپاہی اور بہت سے لوگ اس غار کے پاس پہنچے تو اصحاب کہف یملیخا کے انتظار میں تھے۔ جب غار پر بہت سے آدمی پہنچے اور شور وغل سنائی دینے لگا تو اصحاب کہف سمجھے کہ دقیانوس کی فوج ہمارا تعاقب کر کے غار تک آ پہنچی ہے۔ لہذا وہ اللہ کے ذکر اور حمد وثناء میں مشغول ہو گئے، سپاہیوں نے غار پر پہنچ کر اصحاب کہف کو دیکھا۔ سپاہی یہ دیکھ کر حیران و پریشان رہ گئے۔ جب کچھ سمجھ نہ آیا تو اپنے بادشاہ "بیدروس" کو اطلاع دی۔

بادشاہ نے یہ خبر سنی تو فوراً اپنے امراء اور علماء کے ہمراہ پہنچ گئے۔ اصحاب کہف نے غار سے نکل کر تمام واقعہ بادشاہ سے بیان کیا۔ بیدروس نے سجدہ گزار ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ "اے اللہ میری دعا قبول ہوئی اور آپ نے ایسی نشانی ظاہر فرمائی کہ انسان موت کے بعد زندہ ہونے کا یقین ضرور کرے گا"۔

اس کے بعد اصحاب کہف نے بادشاہ کو دعا دی اور سلام کرنے کے بعد دوبارہ اسی غار میں واپس چلے گئے اور دوبارہ واپس جا کر سو گئے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی۔ بادشاہ نے اسی غار میں ان کی قبریں بنوائیں اور سالانہ ایک دن مقرر کر دیا جب لوگ اصحاب کہف کی قبروں کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ربیع الاوّل

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاوّل ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب ابتداء میں اسکا نام رکھا گیا تو اس وقت موسم ربیع کی ابتداء تھی۔ یہ مہینہ بے حد متبرک---فضلیت والا---خیرات و برکات اور سعادتوں کا مہینہ ہے کیونکہ اس ماہ کی 12 تاریخ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے رحمتہ للعالمین ،احمد مجتبیٰ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو پیدا کیا اور اپنی نعمتوں کی بارش برسائی۔

اللہ رب العزت کے اِس اہتمام پر قربان جائیں کہ اُس نے اپنے محبوب کی آمد کے لیے جو موسم منتخب فرمایا وہ موسم بہار ہے۔ عام طور پر ماہ ربیع الاول ہر قمری سال کی طرح سال کے مختلف موسموں میں بدل بدل کر آتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہ ربیع الُا وّل جس میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی۔ بہار کی تمام تر رعنائیاں اور دلفریبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔

ماہ ربیع الاول پوری کائنات کے لیے عزت اور شادمانی کا مہینہ ہے۔ اِس ماہ میں محبوب کائنات انسانیت کے نجات دہندہ بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ قحط سالی اَسودہ حالی سے بدل گئی۔ آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ رحمت باری تعالی کے نور میں نہا گیا۔ شیطان لعین کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ بت اوندھے منہ گر گئے۔ خانہ کعبہ کے در و دیوار جھوم اٹھے۔

رب کائنات نے اپنے محبوب کی دنیا میں تشریف آواری کی خوشی میں پورا سال لڑکیوں کی پیدائش کو موقوف کیا اور ساری دنیا کو لڑکے عطا کر کے جشن مصطفی خاتم النبیین ﷺ منایا۔ اُس سال اہل عرب اور قریش تاریخ کے سخت ترین قحط اور افلاس میں مبتلا تھے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ہی پورے عرب کی تقدیر بدل گئی۔ عام سختیاں دور ہوگئیں حزن اور یاس کی جگہ امید اور روشنی نے لے لی۔ زمین پر سبزے کی چادر بچھ گئی اور کھلیان اناج سے بھر گئے۔ قحط سے خلق خدا کو نجات ملی چنانچہ اِس سال کا نام "فتح اور مسرت کا سال" پڑ گیا۔

ہر ابتداء سے پہلے، ہر انتہاء کے بعد
ذات نبی بلند ہے، ذات خدا کے بعد

اس ماہ کی 8 تاریخ کو سیدِ عالم خاتم النبیین ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اس ماہ کی 10 تاریخ کو بروز جمعہ کو محبوب اکبر خاتم النبیین ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا۔

یہ مہینہ بڑا ہی مبارک مہینہ ہے، اس ماہ میں جتنی بھی خوشیاں منائی جائیں کم ہیں اگر ممکن ہو تو اس ماہ میں ہر روز غسل کریں، کپڑے بدلیں، عطر لگائیں، شبِ اوّل سے 12 ربیع الاوّل تک چراغاں کریں۔ اس اُمید پر کہ اللہ پاک ہماری قبروں کو منور کرے گا۔ ابولہب، جس کی مذمت قرآن میں موجود ہے مگر ولادت سرکارِ دو عالم خاتم النبیین ﷺ کی دنیاوی لاج کی وجہ سے خوشی منانے پر دوشنبہ (پیر) کو عذاب میں کمی محسوس کرتا ہے تو غلامانِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ تو صدق دل اور رضائے الٰہی کے لیے خاص اِس شب بلکہ پورے مہینے ہی کو خوشی مناتے ہیں- وعظ، میلاد، نوافل، تلاوتِ قرآن پاک خیرات وغیرہ کرتے ہیں، عظیم مشاغل میں گزاریں پھر کیوں نہ ان کی قبر میں تا قیامت انوار و رحمت کی بارش ہو؟

اس مبارک مہینہ میں بکثرت دُرود شریف پڑھنا افضل ہے جو بھی دُرود شریف یاد ہو پڑھیں۔

سیدنا عباسؓ فرماتے ہیں" نبی علیہ الصلواۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے نسب میں طعن کیا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا "مَیں کون ہوں؟" ۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا " آپ (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) ہیں" ۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مَیں عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ (انسان) کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس کو دو گروہوں (عرب و عجم) میں تقسیم کیا اور ان میں سے بہترین گروہ (عرب) میں مجھے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب (بنو ہاشم) میں پیدا کیا۔'' (ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، 5: 543، رقم: 3532۔ترمذی ن، الجامع الصحیح کتاب المناقب، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 5: 584، رقم: 3608)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے اور کَمَآ اَرسَلنَا فِیکُم رَسُولاً "ہم نے تم ہی میں سے رسول بھیجا "(سورۃ البقرہ، آیت 151)اس آیت میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کا ذکر فرمایا اور نسب مبارک بیان کیا کہ ''تم ہی سے ہیں''۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:(سورہ توبہ، آیت نمبر 128)

لَقَد جَآءَکُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم عَزِیزٌ عَلَیہِ مَاعَنِتُّم حَرِیصٌ عَلَیکُم بِالمُؤمِنِینَ رَءُوفٌ رَّحِیمٌ

ترجمہ: "بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے- وہ تمہاری بھلائی کے بہت ہی چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر کرم فرمانے والے ہیں مہربان"۔

یہاں اپنے محبوب کی تعریف (یعنی نعت فرمائی) پھر اللہ نے انسانوں پر بہت ہی انعامات فرمائے ہیں، انسان نعمتِ الٰہی کو نہ گن سکتا ہے اور نہ ہی شمار کر سکتا ہے---سورج کی روشنی، دن، رات، صحت، گردے، دل، آنکھیں، معدہ، جگر، غرض اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں، جنہیں انسان گن ہی نہیں سکتا، جب وہ رب ہے، محبوب ہے، خالق ہے، اپنی ذات میں یکتا ہے، اسی نے ہمیں بنایا---تو ظاہر ہے کہ تمام بدنی نعمتیں اور تمام اردگرد زمین وآسمان اور بحر و بر کی تمام نعمتیں اس نے ہی بنائی اور دی ہیں۔ لیکن کوئی نعمت دینے کے بعد اس نعمت کو جتلایا نہیں ہے۔ کہ مَیں نے تمہیں یہ یہ دیا۔

مگر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں سورہ آلِ عمران، آیت نمبر 164 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَد مَنَّ اللہُ عَلَی المُؤمِنِینَ اِذ بَعَثَ فِیھِم رَسُولاً مِّن اَنفُسِھِم ترجمہ: "بے شک اللہ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول بھیج دیا"۔

تو دنیا کی سب سے بڑی نعمت عطا کر دی اور اس نعمت کی قدر کرنے کی وجہ سے یہ احسان جتلایا گیا کہ یہ مَیں نے تُم پر احسان کیا ہے۔ اب اس نعمت کی قدر بھی کرنی ہے اور جو پیغام آپ خاتم النبیین ﷺ لائے ہیں۔ ان پر پورا پورا بھی عمل بھی کرنا ہے اور اللہ کا شُکر بھی ادا کرنا ہے کہ تُو نے ہمیں اس نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہے۔ اب جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نعمتِ عظمیٰ ہیں تو نعمت کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:(سورۃ الضحیٰ، آیت 11)

وَ اَمَّا بِنِعمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّث ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"-

فرمانِ الٰہی ہے:-(سورہ الانبیاء، آیت نمبر 107)

وَمَآ اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِینَ ترجمہ: "اور ہم نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ رب العالمین وہ خود ہوا اور عالم کا وجود رب کی رحمت کے بغیر چونکہ ممکن ہی نہ تھا اس لیے اللہ کی ذات نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا۔ اب رب اللعالمین (رب کی ذات) اور رحمت للعالمین (رسول پاک کی خاتم النبیین ﷺ کی ذات) اب جبکہ اللہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کو رحمت فرما دیا تو جہاں جہاں رحمت کی ضرورت ہو وہاں وہاں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات کو پُکارا جائے، آپ خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جائے۔ سُنتوں کی پابندی کی جائے، کثرت سے دُرود شریف پڑھا جائے۔ (دُرود کے معنی حمد، ثنا، تعریف، دُعا)

یہ تمام چیزیں کرنا ثواب ہیں اور ایسا کرنے سے ہم اپنے بچوں کے دِلوں میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع اور محبت کو اُجاگر کرتے ہیں۔

کتاب ہستی کے سرورق پر، جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی اُبھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا

****

بارہ ربیع الاوّل

سب تعریفیں اللہ تعالی کے لئیے ہیں جس نے عالم کون ومکان کو پیدا فرمایا۔جس نے گناہ گاروں کونجات کی راہ بتائی۔جس نے دوست اور مجرم کو یکساں رزق دیا۔جس نے کبھی پکارنے والے کی پکارکوردنہیں کیا۔جس نے کبھی مدد مانگنے والے کواپنی مدد سے محروم نہیں کیا۔جس نے مسافر کی اندھیری راتوں کے لئے اپنی محبت کی روشنی عطافرمائی اورعالم کون ومکاں پرسب سے بڑااحسان یہ فرمایا کہ اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کومخلوق کوعطافرمادیا۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس عطا کا شکریہ ادا کیااورشکرادا کرتے ہیں۔

جتنی بڑی عطا ہے اتنا بڑا شکردرکار ہوتا ہے۔وہ جوعطا کا شکرادا کرے وہ اہل نصیب میں سے ہوتا ہے اور جوعطا سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اہل مہلت میں سے ہوتا ہے۔اللہ تعالی منہ موڑنے والوں کوبھی اس وقت تک مہلت عطا فرماتا ہے جب تک اس کا سانس حلق سے نکل نہیں جاتا۔اہل مہلت کو برا کہنا جائز نہیں جب تک مہلت ختم نہ ہو جائے۔ اہل مہلت کے بارے میں رائے زنی بھی نہ کریں-معاملہ بڑی عدالت کے روبرو زیرِغور ہے۔فیصلہ نہیں ہوا ہے۔جس جرم کی سزا بڑی ہوتی ہے۔فیصلہ بڑے غوروغوض کے بعدسنایا جاتا ہے۔

بے شک اللہ تعالی اپنے رازوں کے مالک ہیں۔انہوں نے اپنی مخلوق میں سے کسی کومحروم نہیں کیا۔وہ قدرت والا ہرشخص کواس کے ظرف کے مطابق عطافرمادیتا ہے۔

گل کوشگفتگی عطا فرمائی، بلبل کونالہ عطا فرمایا، چراغ کوروشنی عطا فرمائی، پروانے کوایثارعطا فرمایااوراس قادرمطلق نے اس دنیا کے پرخطرراہوں کوطے کرنے کے لیے۔۔۔آخرت کی ابدی نعمتوں کوپانے کے لئے۔۔۔شیطان رجیم سے بچنے کے لئے۔۔۔ایک راستہ بتایا۔جس کاایک بہترین نقشہ قرآن پاک کی صورت میں ہمیں عطافرمایا۔پھراس نقشہ کواپنے محبوب (خاتم النبیین ﷺ) کی زبانی ہمیں سمجھایا۔۔۔اپنے محبوب (خاتم النبیین ﷺ) کاادب بھی بتایااور یہ بھی کہ جب تک ادب رسالت (خاتم النبیین ﷺ) طے نہ ہوحضوری رسالت خاتم النبیین ﷺ طے نہیں ہوسکتی۔بےادب کی حضوری ایسی ہے جیسے بےوضو کی نماز۔۔۔

ہم ایسے محبوب (خاتم النبیین ﷺ) کی آمد کے دن کوخوشی اوراہتمام سے کیوں نہ منائیں؟؟؟

کیاانقلاب آفریں دن ہے کہ جس نے زمانے کے انداز بدل ڈالے۔جس تہذیب نے انسان کے قرینے تبدیل کرڈالے۔انسانیت کی ان روشن قدروں کو متعارف کروایا کہ اندھیروں کے بطن سے سورج، چانداورستارے جنم لینے لگے۔ازل سے ابدتک لامتناہی وسعتوں پرمحیط ابرکرم---انسانی فکروعمل کی لازوال رفعتوں کا امین۔لاکھوں درودا ور کروڑوں سلام---اس صاحب جلال وجمال پرکہ جوآج کے دن اس عارضی جہاں میں تشریف لائے۔نڈھال، شکستہ حال اورلاچاردل میں گھر کرنے والے وہ کہ جس کے نام کی برکتیں لازوال اورجس کے ذکر کی رفعتیں بے کنار ہیں-----ہم جن کی امتی ہیں-وہ ہمارے اور ہمارے آباؤاجداد کا سرمایہ افتخارہیں ،وہ ہماراتوشہ آخرت ہیں اور جوقیامت تک ہماری آنے والی نسلوں کے لےسرمایہ وآثاثہ سعادت رہیں گے۔

12 ربیع الاول بے پناہ رحمتوں، لامحدودشفقتوں، بےکراں عنائیتوں، جاودانی محبتوں اوربے انتہامحبتوں والاعظیم دن ہے۔اُفق تک افق پھیلی دائمی روشنیوں کی تائیدعلامت زندگی کے اجالے، شفاف جذبوں اورمصفی سوچوں کا یہ عظیم دن ہے جوانسانی حیات کے ہرگوشے میں نورافشاں ہے جواَنفُس وآفاق پرٹھنڈی چھاؤں کے سکون بخش خیمے کی طرح تناہوا ہے وہ ایک دن جوزمانوں پرمحیط ہے۔درودوسلام کی محفلیں، نعت خوانی کے زمزمے، آپ خاتم النبیین ﷺ کے معطرتذکروں سے مشک بُو اجتماعات، پھیلے ہوئے دامن، دعاؤں سے بھرے ہاتھ، کپکپاتے ہونٹ، اشکبارآنکھیں، جگمگاتی پیشانیاں، تمتماتے چہرے--کیاہی شان ہے اس مبارک دن کی۔

لیکن قابل غوربات یہ ہے کہ عشق ومحبت کے ان مظاہر کے باوجود ہماری زندگی بدل کیوں نہیں رہی؟ ہمارے دلوں میں وہ گداز کیوں پیدا نہیں ہوتا جو دعاؤں کومستجاب اوررحمتوں کوبےحساب کردیتا ہے؟ ہماراتن بدن اتناویران کیوں ہوگیا ہے؟ کہ سینے میں نہ کوئی چراغ آرزو ہے نہ کوئی جستجو؟ ہماری طلب کاشجراتنا بےثمر کیوں ہے؟ ان منورتعلیمات کاعکس جمیل ہمارے کرداراورعمل کے کسی پہلو میں بھی جلوہ گرکیوں نہیں ہورہا؟ جن تعلیمات نے صحرائے عرب کے حدی خوانوں کوزمانے کا پیشوابنادیا تھا؟ ہم جوآپ خاتم النبیین ﷺ کے اسم مبارک آتے ہی انگوٹھے چوم کرآنکھوں پرلگالیتے ہیں۔باہمی نفرتوں اورکدورتوں کی آگ میں کیوں بھسم ہورہے ہیں؟ امیری میں فقیری کرنے والے کے غلام ہوکربھی ہماری ہرسانس آسائشوں اورآرائشوں سے کیوں بندھی ہوئی ہے؟ ہم جومیلاد کے حوالے سے اپنی تقریبات سجاتے ہیں اورآپ خاتم النبیین ﷺ کی شان میں اپنی تقاریرکونکتہ کمال پرلے جاتے ہیں۔اپنی نجی زندگی میں اتنے چھوٹے کیوں ہوجاتے ہیں کہ اقتدار کی راہ داریوں سے حشرات الارض کی طرح رینگنے کوبھی سرمایہ افتخارسمجھتے ہیں۔کیااپنے محبوب کی شان میں قصیدہ پڑھنے کے بعد معاوضہ طلب کرنا محبت ہے؟ یہ ہمارے اسلاف کی کس مثال سے ثابت ہے؟

مفلس جو اگر تن کی قبا بیچ رہا ہے ثناء خواں بھی تو اپنی نعت بیچ رہا ہے
دونوں کو ہے درپیش سوال اپنے شکم کا ایک اپنی خودی، ایک خدا بیچ رہا ہے

شہنشاہ کون ومکاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کی خاک ہونے کو سعادت کبریٰ سمجھنے والے، چھوٹی چھوٹی لذتوں اور ذرا ذرا سی رعائتوں کے لیے اپنے آپ کو جنس بے مایہ کیوں بنا لیتے ہیں؟ عشق مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اعزاز وامتیاز بنانے والے بدلتے موسموں کی طرح، دنیاداری کی فضول رسموں میں اپنا وقت کیوں برباد کر دیتے ہیں؟ اس دنیا کی ہوس اور حرص میں ہم کس کی پیروی کرنے لگتے ہیں؟۔ ہماری آنکھیں سیر اور ہمارے دل غنی کیوں نہیں ہو جاتے؟ درود و نعت کی سوغاتوں اور درد بھری مناجاتوں کے باوجود سورج سوا نیزے پر کیوں کھڑا ہے؟؟؟ ----افسوس صد افسوس ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ہم کس کی پیروی کر رہے ہیں؟ ہم کونسے احکامات کو اپنائے ہوئے ہیں؟ ہم نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنا نمونہ کیوں نہیں بنایا؟ ہم کیسے امتی ہیں؟ جس طرح ہم زندگی بسر کر رہے ہیں کیا اسی طرح کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھی؟ کیا اس زندگی کا نمونہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے چھوڑا تھا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

کیا ہم اس آدمؑ کی اولاد ہیں؟ جن کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا؟

ہماری یہ بے عملی ہمیں ایسے دور میں لے آئی ہے کہ خیر وشر اور خوب و ناخوب کا امتیاز جاتا رہا ہے- اسی بے عملی کی وجہ سے سوسائٹی کے وہ طبقے بھی غیر فعال ہو کر رہ گئے ہیں جو معاملات کو خوش اسلوبی سے سلجھانے اور جذبات کو نکتہ اُبال تک لے جانے سے روک سکتے ہیں۔ نفرت، بیگانگی کی لکیریں گہری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

شیطان نے کتنا کامیاب حربہ استعمال کیا ہے کہ آج--- ہم فرقہ، فرقہ ہو کر اپنے ہی بہن، بھائیوں پر کیچڑ اچھالنا شروع ہو گئے ہیں۔ تفریق مٹانے والے معتبر لوگ آہستہ آہستہ غیر مؤثر ہونے کی وجہ سے منہ چھپانے لگے ہیں اور چنگاریوں کو الاؤ بننے سے پہلے بجھانے والی ہوائیں نہ جانے کن جزیروں کی طرف چلی گئی ہیں؟ دراصل ہم احکام خداوندی کو نظر انداز کر بیٹھے ہیں۔ **ہم نے پیغام پہنچانے والے کے ساتھ ساتھ پیغام بھیجنے والے کو بھی بھلا دیا ہے۔**

محبتِ دنیا اور چیز ہے۔۔۔ مصرفِ دنیا اور چیز ہے۔۔۔ بس دنیا کو بقدر ضرورت ہاتھ میں رکھنا ہے۔۔۔ دنیا کو دل میں جگہ نہ دو۔۔۔ دل تو بس اللہ تعالیٰ کے رہنے کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جگہ پر کوئی اور چیز نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ شراکت سے سب سے زیادہ بیزار ہیں۔

اب وقت عمل کا ہے۔۔۔ محاسبے کا وقت آنے والا ہے۔۔۔ جو لوگ محاسبے سے پہلے عمل کر لیں گے وہ اپنے انعام کو محفوظ کر لینے والے ہیں۔۔۔ محاسبے سے ڈرتے رہنا، محاسبے کا غم پالنا اچھی چیز ہے۔ یہی قرآن پاک کی تعلیمات اور یہی حدیث پاک کا خلاصہ ہے۔

تمام چیزوں سے زیادہ ضروری حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی فکر کو پالنا ہے۔ 12 ربیع الاوّل کو خوشیوں سے منانے کا مقصد ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کو اجاگر کرنا ہے۔ آج ہمیں اللہ کے سامنے رونے، گڑگڑانے اور معافی مانگنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اس کے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارش کا ذریعہ بنا کر اس سے معافی کے خواستگار ہوں۔ اے باری تعالیٰ تو نے قرآن پاک سورۃ النساء، آیت 64 میں فرمایا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: ''اگر یہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے امتی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں (گناہ کر گزریں) اور پھر آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آجائیں اور اللہ سے استغفار کریں اور اللہ کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان کی مغفرت کی سفارش کریں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان پائیں گے''۔

اے اللہ! ہم نے بھی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ ہم تو بے حد گناہ گار ہیں۔ ہم اس دنیا میں غرق ہو گئے ہیں- ہم نے اس دنیا کی محبت اور یہاں کی لذتوں میں آخرت کو بھلا دیا ہے- ہم تیرے محبوب کی تعلیمات کو فراموش کر چکے ہیں- باری تعالیٰ! ہمیں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا ادب اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا بنا دے۔ ہمیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی، پکی اور سچی محبت عطا فرما۔ باری تعالیٰ! ہمیں معاف کر دے اور ہمیں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت عطا فرما۔ ہمیں آخرت کے لئے توشہ تیار کرنے والا بنا دے۔ ہمیں کامل تقوی عطا فرمانا اور کامل ایمان پر موت دینا۔ (آمین یارب العالمین)

میلادِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی حقیقت

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمانوں کے ہاں جشن محفل میلاد سے مراد فقط حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ذکر پاک کے لئے اجتماع کرنا، اس میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ، کمالات کا بیان، آپ خاتم النبیین ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ، ولادت کے موقع پر عجائبات کا تذکرہ، خوشی میں جلوس نکالنا، لوگوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، نعت خوانی، صدقہ اور خیرات کرنا وغیرہ ہے۔

امام جلال الدین حقیقت میلاد شریف کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ''محفل میلاد کا اصل یہ ہے کہ لوگ اکھٹے ہو کر تلاوت قرآن کریں۔ اور ان احادیث کا بیان کریں جن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت مبارکہ کا تذکرہ ہو- آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ اور سنت مبارکہ کا تذکرہ ہو- یہ اچھے اعمال ہیں۔ ان پر اجر ہے ۔کیونکہ اس میں رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی قدر و منزلت اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر اظہار خوشی ہے''-

قرآن پاک اور محفل میلاد: پہلی محفل میلاد خود باری تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔ قرآن نے بیان کیا کہ اس موضوع پر سب سے پہلے اجتماع خود اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا۔ اس کی تفصیلات میں بتایا کہ اس اجتماع میں حاضرین و سامعین تمام انبیاء کرام علیہ السلام تھے۔ اس محفل کا موضوع فضائل و شمائل نبوی خاتم النبیین ﷺ ہی تھا۔ انبیاء کرام علیہ السلام کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات بھی گواہ ہے۔ سورہ آل عمران، آیت نمبر 81 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے کر بھیجوں اس کے بعد تمہارے پاس وہ رسول آجائے جو تم پر نازل شدہ چیز کی تصدیق کرے تو تم ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کا معاون بننا ہوگا۔ فرمایا ''کیا تم اقرار کرتے ہو''؟ تو سب نے اس کا اقرار کیا''۔

یعنی اللہ کی گواہی محمد خاتم النبیین ﷺ نے دی اور محمد خاتم النبیین ﷺ کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی- گو یا ذکر مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لئے محفل کا انعقاد سنت الٰہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل اللہ تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔ یہ کب منعقد ہوئی؟ اس کی تاریخ کا معلوم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

سورہ آل عمران، آیت نمبر 164 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا**

ترجمہ: "بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا"-

ہر فضل و رحمت اور نعمت پر اظہار خوشی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے قرآن پاک میں سورہ الضحیٰ، آیت نمبر 11 میں ارشاد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"-

اب ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے 3 اعمال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جن سے ہمارے اسلاف نے محفل میلاد کے انعقاد پر استدلال کیا ہے-

1) پیر کے دن کا روزہ: حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''یہ دن میری ولادت کا دن ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل کیا گیا''-(مسند احمد، حدیث نمبر 3886)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیر کا دن نعمتوں کے شکرانہ ادا کرنے کا دن ہے اور آمد رسول خاتم النبیین ﷺ اور کلام الٰہی کے نزول کا دن ہے۔

حدیث سے ثابت ہے کہ جن ایام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصول ہو۔ ان میں روزہ رکھنا مستحب ہے اور سب سے بڑی نعمت امت کے لئے حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری ہے اس لئے اس دن کے روزے کا بے حد ثواب ہے-

2) عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی نے کہا" ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ جب اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی تھی تو ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا - پھر اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو دودھ پلایا تھا- جب ابولہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا" کیا حال ہے کیا گزری"؟ وہ کہنے لگا" جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی پیر کے دن مل جاتا ہے"-ابولہب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمہ کے انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 5101)

اس واقعہ پر علماء امت نے استدلال کیا ہے کہ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کی خوشی اگر کافر بھی کرے تو اسے اجر ملتا ہے اور اسے محروم نہیں رکھا جاتا۔ جب

ایسا ہے تو پھر مسلمانوں کو محروم کیونکر کیا جا سکتا ہے؟

محفل میلاد 3 چیزوں سے عبارت ہے: 1- نعت 2- درود شریف 3- سلام --------- یہ سب اللہ کی سنت ہیں۔

1- نعت: نعت کا مطلب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعریف اس انداز میں کرنا کہ سننے والے کے دل میں بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے- سب سے بڑا نعت خواں اللہ ہے- قرآن پاک پورے کا پورا حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی نعت ہے- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو کہیں ذکر اور کہیں تذکرہ کہا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ "یہ ذکر ہے" اور کہا: "اے محمد خاتم النبیین ﷺ یہ تمہارا ذکر ہے"- کہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ "یہ میرے محبوب کا تذکرہ ہے"- جملے سے جملہ اور قافیے سے قافیہ ملتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہتا ہے وہ اس کے تذکرے کو پڑھتا ہے۔ اور پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کر کے رب تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے-

2- درود شریف: قرآن، سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56 کا حکم مومنوں کے لئے: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام اس پر بھیجو کثرت کے ساتھ"-

کسی بھی عبادت میں اللہ خود شریک نہیں اور نہ کہیں یہ حکم ہوا کہ میں بھی نبی کے لئے ایسا کرتا ہوں اور تم بھی کرو۔ مندرجہ بالا آیت قرآن کریم کی آیت ہے اور اس میں صاف طور پر بیان کیا گیا کہ "اس میں شک کی گنجائش نہیں"۔ لفظ اِنَّ اللہ استعمال ہوا ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ" اور اس کے فرشتے بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اس لئے اے مومنوں تم بھی ایسا کرو"۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی درود شریف پڑھے اور وہ قبول نہ ہو کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے- یہ دھیان سے پڑھا جائے، بے دھیانی سے، سمجھ کر پڑھا جائے یا بے سمجھے- لفظ منہ سے نکلنا شرط ہیں اور بس قبول۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی عبادات عطا کی ہیں اکثر عبادات ظنی طور پر قبول ہوتی ہیں۔ مالک کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، خیرات، حج، ذکر قبولیت کا یقین نہیں- جبکہ درود شریف ایسی عبادت ہے جو قطعی القبول ہے-

اس لئے یاد رکھیں کہ تمام عبادات ایک طرف اور آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی سنت ایک طرف اس لئے کہ یہ سنت الٰہی ہے-

3- سلام: قرآن حکیم کی رُو سے سلام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن حکیم نے ان واقعات اور مواقع کا ذکر کیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء اور صلحاء پر سلام بھیجا۔ آیات کریمہ سے سلام کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے:

1۔ میلادِ یحییٰ علیہ السلام پر سلام کے حوالے سے ارشاد فرمایا: (سورہ مریم، آیت نمبر 15) وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا٥

ترجمہ: ''اور یحییٰ پر سلام ہو اُن کے میلاد کے دن اور اُن کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔''

2۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کی نسبت حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: (سورہ مریم، آیت نمبر 33)

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ''اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا''

ان آیاتِ کریمہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے اَیامِ ولادت و بعثت اور وفات پر سلام کے تناظر میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے یومِ ولادت کے موقع پر سلام پڑھنے کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے صلوٰۃ اور سلام میں فرق اور امتیاز کیا ہے- اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم دیا ہے:

1۔ صَلُّوْا عَلَيْهِ (تم ان پر درود بھیجا کرو)۔ 2۔ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (اور خوب سلام بھیجا کرو)۔

یہاں باری تعالیٰ نے صلوۃ وسلام دونوں کا الگ الگ بیان فرمایا ہے لہٰذا جس طرح دو الگ الگ حکم ہیں ان کی تعمیل کے تقاضے بھی الگ الگ ہیں، اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں کے نذرانے پیش کیے جائیں گے۔

نماز میں تشہد کا آغاز کلماتِ حمد سے کیا جاتا ہے۔ اِس کے بعد حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ پر سلام بھیجا جاتا ہے۔ بعد ازاں شہادت ہے جس میں توحید اور رِسالت کی گواہی دی جاتی ہے، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود اور آخر میں دعا ہے۔ اِس طرح حالتِ تشہد میں دعا کے ساتھ نماز کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اگر تجزیہ کیا جائے تو پورے تشہد میں کل چار چیزیں ہوتی ہیں:

حمد: تشہد کا حصہ اَوّل خالصتاً اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لیے وقف ہے: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ

ترجمہ " تمام **قولی** عبادتیں، تمام **بدنی** عبادتیں، اور تمام **مالی** عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں "۔

سلام: دوسرا حصہ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اَقدس پر سلام کے لیے مختص ہے: **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.**

ترجمہ "اے نبی آپ خاتم النبیین ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں"۔

اِس طرح ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک حصہ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے لیے خاص ہے۔

شہادت: تیسرا حصہ شہادت ہے جو اللہ اور رسول خاتم النبیین ﷺ کے لیے مشترک ہے: **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.**

ترجمہ "مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اِس میں نصف حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور نصف حصہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے لیے ہے۔

صلوٰۃ: چوتھا حصہ صلوٰۃ ہے جو خالصتاً رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے لیے ہے: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.**

چنانچہ تشہد کے اَجزائے ترکیبی کا تناسب جو اللہ تعالیٰ کو مقبول ہے یہ ہے کہ عبادت کا اڑھائی حصہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام کے لیے خاص ہے جبکہ ڈیڑھ حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے لیے خاص ہے۔ اِس کے ساتھ جب دعا کو ملا یا جائے تو ہماری نماز اور دعا قبول ہوتی ہے۔ تکمیلِ صلوٰۃ کے بعد خروج عن الصلوٰۃ کے لیے بھی سلام ہی کفایت کرتا ہے، اِس لیے کہ نماز کو عملِ سلام پر ہی ختم کیا جائے گا:----------**اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.**

اس بحث سے سلام کی اہمیت اور اس کے بارے میں تاکید کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم سلام سے کیسے گریز کر سکتے ہیں؟

بلند آواز سے درود شریف پڑھنا کہیں منع نہیں ہے۔ کوئی مسلک درود شریف کو منع نہیں کرتا۔ اس لئے کہ درود شریف پڑھنے کا حکم قرآن پاک میں آیا ہے۔

سارے فرقے سارے جھگڑے صرف یہ ہیں کہ درود شریف ایسے نہیں ایسے پڑھو، بیٹھ کر پڑھو، کھڑے ہو کر نہ پڑھو، دل میں پڑھو، آواز سے نہ پڑھو، تنہا پڑھو مل کر نہ پڑھو وغیرہ وغیرہ۔ کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ قرآن پاک میں درود شریف پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ ایسے پڑھو ایسے نہ پڑھو۔

ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ قرآن پاک کی تلاوت آہستہ آہستہ کر رہے ہیں۔ اور آگے بڑھے تو دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ قرآن پاک کی تلاوت زور زور سے کر رہے ہیں۔ پھر جب اکھٹے ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا" تلاوت آہستہ آہستہ کیوں کر رہے تھے"؟ فرمایا" مجھے معلوم ہے کہ اللہ آہستہ بھی سن لیتا ہے"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے پوچھا" تلاوت زور زور سے کیوں کر رہے تھے"؟ تو فرمایا" لوگوں کو جگاتا ہوں"۔ (رغبت دلاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں)

اب یہ ثابت ہو چکا کہ تلاوت قرآن پاک بھی ذکر اور جس چیز کا حکم قرآن پاک نے دیا۔ وہ بھی ذکر تو اب ہم قرآن پاک یا درود شریف آہستہ پڑھیں یا زور سے، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر سب جائز اور ٹھیک ہے۔ اگر کسی مجلس میں درود کے بعد سلام پڑھا جا رہا ہو۔ اور کچھ لوگ بیٹھ کر سلام میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارا مقصد تو درود شریف کا پہنچانا ہے۔ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر جیسے بھی ہو۔

کھڑے ہو کر پڑھنے والے کھڑے ہو کر اپنی عاجزی اور اپنا ادب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حق میں ظاہر کرتے ہیں۔

اب ایک اور اعتراض یہ ہے کہ درود شریف کھڑے ہو کر اور اجتماعی انداز میں نہیں پڑھنا چاہیے؟

قرآن پاک میں سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56 اللہ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ:"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام اس پر بھیجو کثرت کے ساتھ"۔

اب اگر غور کریں تو احکام الٰہی کے بجالانے کے لئے کچھ فرشتے کھڑے ہیں وہ کھڑے کھڑے درود شریف پڑھتے ہیں، کچھ بیٹھ کر پڑھتے ہیں، کچھ مل کر عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، اور کچھ اجتماعی طور پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ جب فرشتے تنہا اور اجتماعی طور پر درود شریف پڑھ سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں پڑھ سکتے؟

درود شریف کا پڑھنا فرشتوں کی سنت بھی ہے۔ بس درود شریف پڑھنا شرط ہے ہر صورت میں قابل قبول ہوگا۔ درد شریف وضو سے پڑھنا" نور علیٰ نور" ہے لیکن یہ ذکر میں آئے تو بے وضو بھی چلتے پھرتے پڑھ سکتے ہیں۔

بے مثل و بے مثال

قرآن پاک سورہ ہود، آیت نمبر 27 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ٥

ترجمہ: "پس اس قوم کے سردار جو کافر تھے انہوں نے کہا ہم تو تمہیں اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں"۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں کافروں کا قول نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا "تم تو ہم جیسے بشر ہو"۔ معلوم ہوا نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہنا یہ کافروں کا طریقہ اور ان کا دستور ہے۔ اور بطور توہین نبیوں کو اپنا جیسا بشر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ سورہ تغابن، آیت نمبر 6-5 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

(ترجمہ): "اے حبیب خاتم النبیین ﷺ آیا آپ کے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کفر کیا تھا تو انہوں نے (دنیا) میں اپنے کام کا وبال چکھ لیا۔ اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اسی لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تھے تو انہوں نے کہا کہ کیا بشر ہمیں ہدایت کرے گا۔ تو وہ کافر ہو گئے اور انہوں نے روگردانی کی، اللہ نے انکی کچھ پرواہ نہیں کی، اللہ بے نیاز اور حمد کیا ہوا ہے (قابل تعریف)"۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ پچھلی اُمتوں پر عذاب اس لئے نازل ہوا کہ انہوں نے اپنے نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہا، جسکی وجہ سے وہ کافر ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ ثابت ہوا ہے کہ انبیاء اکرام کو اپنے جیسا بشر کہنا یہ کفر تک لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کا موجب بنتا ہے۔ لہٰذا نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر اپنا دین، ایمان اور آخرت برباد نہیں کرنی چاہیے۔

بعض لوگ اس زمانے میں بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اپنے جیسا (معاذ اللہ) بشر کہتے ہیں، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ٥

(ترجمہ): "اے حبیب خاتم النبیین ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں"۔ (سورہ کہف، آیت نمبر 110)

اس کا جواب یہ ہے کہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "قل" فرما کر اپنے محبوب کو فرمایا کہ "آپ خاتم النبیین ﷺ کہیں" یہ نہیں فرمایا کہ تم بشر ہو۔ ہمیں کہنے کا حکم نہیں ہے۔ لہٰذا نبی بطور تواضع، بطور انکساری اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں لیکن ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ ہم ان کو اپنے جیسا بشر کہیں، اگر کہیں گے اور ان سے ہمسری کا دعویٰ کریں گے تو کافر ہو جائیں گے۔

قرآن پاک سے ثابت ہے کہ جس نے سب سے پہلے نبی کو بشر کہا تھا وہ شیطان تھا۔ اور اس کے بعد جنہوں نے بھی نبی کو اپنے جیسا بشر کہا وہ کافر تھے۔ کسی مسلمان کا قول قرآن پاک میں مذکور نہیں، جس نے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا ہو۔

ہاں البتہ نبیوں کا رب یا خود نبی اپنے آپ کو بطور تواضع و انکساری کے کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں کئی مقام پر انبیاء اکرام علیہ السلام نے اپنے آپ کو "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کہا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بھی ان کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیں، ہم کہیں گے تو یہ بے ادبی اور گستاخی میں شامل ہو جائے گا۔

جیسا کہ قرآن پاک سورۃ الاعراف، آیت نمبر 23 میں ہے "رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا" (ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، ہم ہی گناہ گار ہیں)۔ یہ الفاظ حضرت آدمؑ نے اپنے لئے کہے تھے۔ اور ایک دوسری جگہ قرآن پاک ہی میں حضرت یونسؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

"إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ" (بے شک میں ظالموں میں سے ہوں، میں ہی گناہ گار ہوں)۔ (سورہ الانبیاء، آیت نمبر-87)

لیکن ہم یہ الفاظ اپنی طرف سے ان نبیوں کے لئے نہیں کہہ سکتے۔ اگر کسی نے معاذ اللہ حضرت آدمؑ، حضرت یونسؑ، کو ظالم کہہ دیا تو وہ فوراً کافر ہو جائے گا۔

اس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنے آپ کو اُمتیوں کا بھائی فرمایا۔ بطور تواضع آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ فرمانا درست ہے۔ لیکن ہمیں ایسے عام الفاظ حضور خاتم النبیین ﷺ کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے (سورہ النور، آیت نمبر-63) "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا" (یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو) فرما کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو بشر یا بھائی کے عام نام سے پکارنے سے منع کر دیا ہے۔

پھر ایک غور طلب آیت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن پاک سورہ الاحزاب، آیت نمبر 32 میں فرمان الٰہی ہے،

يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِىِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ (سورہ الاحزاب،آیت نمبر-32)

(ترجمہ): "اے نبی کی بیویوں تم عام عورتوں کی مثل نہیں ہو"۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات کو فرمایا ہے کہ

'' اے نبی کی بیویوں تم کسی کی مثل اور برابر نہیں، یعنی تم سارے جہاں کی عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہو، دنیا کی کوئی عورت تمہاری ہمسری اور برابری نہیں کر سکتی''۔

اب دیکھتے ہیں کہ ازواج مطہرات کو بے مثل ہونے کا مقام صرف اور صرف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے حاصل ہوا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ سے تعلق کی بناء پر آپ خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات تو تمام عورتوں میں بے مثل ہو گئیں۔ تو خود حضور خاتم النبیین ﷺ ساری کائنات میں کیوں نہ بے مثل اور بے مثال ہوں گے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو بے مثال بنا کر پیدا فرمایا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ جیسا نہ کوئی ہوا ہے اور نہ کوئی قیامت تک ہوگا۔

اس بات کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب صحابہ اکرامؓ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرح بغیر کچھ کھائے پیئے صرف کھجور پر افطار کر کے لگا تار روزے رکھنے شروع کیئے تو ان کو ضعف لاحق ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا!" کیا بات ہے" ؟ صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا'' یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ صوم وصام رکھتے ہیں (بغیر افطار کے لگا تار روزے پر روزہ) اس طرح ہم نے بھی رکھنا شروع کر دیا''۔ اس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' تم میں سے کون میری مثل ہے؟ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے" -(بخاری جلد 1 صفحہ 246۔ مسلم جلد 1 صفحہ 351۔ ابوداؤد جلد 1 صفحہ 235)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے''- (بخاری جلد 1 صفحہ 246۔ مسلم جلد 1 صفحہ 325)

حضور خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ اکرامؓ کے سامنے یہ الفاظ فرمائے لیکن کسی صحابی نے اس کے جواب میں یہ نہیں عرض کیا" آپ خاتم النبیین ﷺ تو ہماری طرح کے بشر ہیں"، بلکہ سب خاموش ہو گئے۔ ثابت ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس ارشاد پر سب صحابہ اکرامؓ کا ایمان اور یقین تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ بے مثل اور بے مثال ہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی کوئی چیز ہم جیسی نہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، کان الغرض سر سے پاؤں تک ایک ایک عضو، ایک ایک بال بے مثل اور بے مثال ہے۔

غور کریں کہ ہماری آنکھیں صرف آگے دیکھتی ہیں۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی آنکھیں نہ صرف آگے بلکہ پیچھے حتیٰ کہ دل کی کیفیت کو بھی دیکھ لیا کرتی تھیں (موطا امام مالک)

ہمارے کان کے برابر سے کوئی آہستہ سے گزر جائے تو ہمیں اس کے چلنے کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جبکہ حضور خاتم النبیین ﷺ معراج کی رات ساتوں آسمانوں سے اوپر جنت میں تھے۔ اور حضرت بلالؓ زمین پر چل رہے تھے تو آپ خاتم النبیین ﷺ جنت میں بلالؓ کی زمین پر چلنے کی آواز سن رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

ہمارے پسینہ میں بدبو آتی ہے جبکہ آپ کے پسینہ میں مشک عنبر سے زیادہ خوشبو تھی۔ ہمارا خون حرام ہے اسے اگر کوئی چکھ لے تو بہت زیادہ گناہ گار ہوگا اور جہنم کی آگ کا مستحق ہوگا۔ لیکن حضور خاتم النبیین ﷺ کے خون مبارک کو حضرت مالک بن سنانؓ نے پی لیا تھا، تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اب تجھے دوزخ کی آگ ہر گز نہیں چھوئے گی"۔ (شفاء قاضی عیاض صفحہ 64)

اسی لیے حضرت حسانؓ نے فرمایا:" آپ خاتم النبیین ﷺ بے مثل اور بے مثال ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ جیسا حسین نہ میری آنکھ نے دیکھا اور نہ آپ خاتم النبیین ﷺ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا"۔

اب سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان احادیث سے تو یہ ثابت ہوا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کسی کی مثل نہیں۔ جبکہ قرآن میں آتا ہے،

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ٥ (سورہ کہف، آیت نمبر 110)

کہہ دیجئے کہ ''میں تمہاری طرح کا بشر ہوں''۔ تو بظاہر یہ آیت ان احادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت احادیث کے خلاف نہیں کیونکہ جس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ، ''میں تمہاری مثل ہوں''، اس سے مراد یہ ہے کہ معبود اور خدا نہ ہونے میں تمہاری مثل ہوں۔ جس طرح تم معبود نہیں اس طرح میں بھی معبود نہیں۔

لیکن جس حدیث میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' کہ میں تمہاری مثل نہیں''۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی بھی چیز میں کوئی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مثل نہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہر چیز میں بے مثل و بے مثال اور بے نظیر ہیں۔ لہٰذا یہ آیت اور احادیث دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔

آدابِ رسول خاتم النبیین ﷺ

قرآن پاک سورۃ الحجرات آیت نمبر 1 میں ارشادِ الٰہی ہے۔

آیت:۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۱

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

پس منظر

شانِ نزول:۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے عید الاضحیٰ کے دن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پہلے قربانی کر لی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو آداب سکھایا گیا اور حکم دیا گیا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کوئی کام نہ کیا کرو۔

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قربانی جیسی عبادت کی تھی اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کی تھی۔ تمام شرائط کے ساتھ کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ بجائے خوشی کے ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ درحقیقت یہاں پر اللہ تعالیٰ کو بتانا یہ مقصود تھا کہ میرے لئے کی گئی وہ عبادت مجھے پسند ہے جو میرے محبوب کے ادب کے ساتھ ہو۔ دوسری اہم بات اس آیت میں جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پہلے قربانی کی تھی آپ خاتم النبیین ﷺ سے آگے بڑھے تھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اللہ سے آگے نہ بڑھو حالانکہ اللہ تعالیٰ تو جسم و مکاں سے پاک ہے۔ اللہ سے آگے بڑھنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت یہاں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب اور احترام کی اہمیت اور عظمت کو اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے۔ کہ میرے محبوب سے آگے بڑھنا مجھ سے آگے بڑھنا ہے۔ ان کی بے ادبی میری بے ادبی ہے۔ تو کوئی کتنا ہی توحید کا علمبردار بن جائے، اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے خواہ کتنے ہی گیت گالے جب تک اللہ کے محبوب کا ادب نہیں کرے گا اللہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہاں ''لَا تُقَدِّمُوْا'' کے اندر مفعول کا ذکر نہیں کیا گیا قرآن پاک نے مطلقاً فرمایا ہے کہ آگے نہ بڑھو یہ ذکر نہیں فرمایا کہ کس چیز میں آگے نہ بڑھیں؟ قربانی میں؟ نماز میں؟ ذکر میں؟ یا کسی اور کام میں؟ الغرض کس کام میں آگے بڑھنے سے منع کیا جا رہا ہے؟ اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس میں راز یہ ہے کہ اگر کسی خاص چیز کا ذکر کر دیا جاتا مثلاً اگر قربانی کا آیت میں ذکر کر دیا جاتا تو یہ حکم صرف قربانی کے ساتھ خاص ہو جاتا۔ لہٰذا اس حکم کو مطلق رکھ کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ تم اپنی زندگی کے کسی معاملے میں بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ارشادات سے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی رضا سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا۔ خواہ وہ اقتصادی معاملہ ہو معاشی یا معاشرتی معاملہ ہو، سیاسی یا اخلاقی معاملہ ہو، نجی یا اجتماعی معاملہ ہو، قومی یا بین الاقوامی معاملہ ہو۔ الغرض کسی قول اور کسی فعل میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم ان کی رضا یعنی کتاب وسنت سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا بلکہ ہر معاملہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنے اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے کی کوشش کرنا۔

اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا " اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی سنت کی مخالفت نہ کرنا"۔ (تفسیر ابن عباس 322)۔ یعنی ہر دینی اور دنیاوی معاملے میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رائے کو مقدم رکھنا ادب ہے۔ اور اپنی رائے کو مقدم کرنا بے ادبی ہے۔

اس سے آگے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 2 میں فرمایا:

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کیا کرو اور نہ ہی زور زور سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم زور سے ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب واحترام کو کئی طریقے سے واضح کیا ہے۔

(1) سب سے پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ کے آداب سکھاتے ہوئے تنبیہ فرما رہا ہے کہ خبردار نبی کی آواز سے تمہاری آواز اونچی نہیں ہونی چاہیے اتنی سی بے ادبی پر تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر اپنے جان، مال، عزیز و اقارب سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔ یعنی عشق ومحبت کے اندر بھی دامنِ ادب تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اور جب صحابہ کرامؓ کو یہ تنبیہ ہے تو باقی لوگوں کے لئے کیا حکم ہو سکتا ہے؟

(2)　دوسری اہم بات یہاں یہ قابل توجہ ہے کہ رب کا قانون تو یہ ہے کہ برائی یا گناہ نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا اور اسے اس گناہ کی سزا ضرور ملے گی لیکن اس کی وجہ سے جو اس نے اچھے اعمال کئے ہیں وہ ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ مثلاً کسی نے شراب پی تو اس کو اس کا سخت گناہ ہوگا لیکن اس گناہ کی وجہ سے اس کی نمازیں اور روزے ضائع نہیں ہونگے لیکن تعظیم مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی اہمیت دیکھیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے محبوب کی معمولی سی بے ادبی بھی ہوگئی تو یہ ایک ایسا جرم ہے کہ تمام نیک اعمال ضائع ہوجائیں گے"۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی انسان کو کافر اور مرتد کردیتی ہے۔ جبکہ کفر اور ارتداد ہی ایسی چیز ہے جو پچھلے نیک اعمال کو ضائع کردیتا ہے۔

چنانچہ سورۃ البقرہ، آیت نمبر 217 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:- ''جو مرتد ہوکر کفر پر مرے گا اس کے دنیوی اور اخروی سارے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور ایسے لوگ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے''۔

قرآن یہی تنبیہ کرنا چاہتا ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی سے بچو ورنہ مرتد ہوجاؤ گے اور تمہارے سارے نیک اعمال برباد ہوجائیں گے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی انسان کے سارے اعمال ضائع کرکے اس کو سیدھا جہنم میں لے جاتی ہے اور اس جرم کی تلافی کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

علماء کرامؒ فرماتے ہیں "چونکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ آج بھی زندہ ہیں لہٰذا اس آیت پر عمل کرنا آج بھی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ اور روضہ رسول خاتم النبیین ﷺ کے پاس بلند آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ جہاں حدیث کا درس ہورہا ہو وہاں بھی بلند آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس وقت روحانی طور پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صحبت اور معیت حاصل ہوتی ہے"۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے اہم چیز اس کے پیارے بندوں کا ادب واحترام ہے۔ کوئی کتنا ہی بڑا موحد کیوں نہ ہو؟ کتنی ہی عبادت کیوں نہ کی ہو؟ لیکن اگر اس کے پیاروں کا ادب نہیں کرتا تو نہ اس کا علم مقبول ہے اور نہ ہی اس کی کوئی عبادت مقبول ہے۔ توہین کے باعث اس کی سب چیزیں بے کار ہیں۔ وہ عالم اور عارف ہونا تو درکنار وہ تو مسلمان بھی نہیں رہتا لہٰذا انبیاءؑ اور اولیاءؒ کا ادب کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن پاک میں سات بار بیان فرمایا ہے اور اس کی اہمیت بیان فرمادی کہ خبردار نبی کے ادب سے ذرا بھی غافل نہ رہنا۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا انجام بھی ابلیس جیسا ہو۔ یہاں یہ بات بھی واضح کی گئی کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا عالم، پیر، مفکر، محقق اور عابد وزاہد ہی کیوں نہ ہو ہمیں اس کے علم اور زہد وعبادت سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ شخص انبیاءؑ، اولیاءؒ، بزرگان دین اور علماء کا ادب کرتا ہے یا نہیں؟

اگر اس کی تحریر، تقریر یا گفتگو میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی بے ادبی کی بو آئے تو فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اللہ کے پیاروں کی بے ادبی کی وجہ سے اس کے در سے دھتکارا ہوا ہے۔ کیونکہ جس میں انبیاءؑ، اولیاءؒ اور علماء، مجتہدین کا ادب نہیں اس کا علم اور زہد وعبادت سب بے کار ہوتا ہے۔ ایسا شخص نہ اقتدار کے لائق ہوتا ہے اور نہ احترام کے قابل۔

****

تعظیمِ رسول خاتم النبیین ﷺ

قرآن پاک سورۃ بقرہ، آیت نمبر 34 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْقُلْنَالِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝

ترجمہ:۔ ’’اے محبوب! یاد کیجیے جب ہم نے فرشتوں کوحکم دیا کہ آدم کوسجدہ کروتو سب نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے وہ منکر ہوا۔ اور اُس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا‘‘۔

مندرجہ بالا آیت میں مفسرین فرماتے ہیں کہ ’’وَاِذْ‘‘ میں اذکر کا لفظ محذوف ہے۔ آیت کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’اے محبوب یاد کیجیے‘‘۔ یاد اسی کو دلایا جاتا ہے جس کو پہلے سے اس بات کا علم ہو اور وہ شے اور واقعہ اس کا دیکھا ہوا ہو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو حضرت

آدم علیہ السلام کو ملائکہ کے سجدہ کرنے کا واقعہ یاد دلایا ہے۔ وہ ابتدائے آفرینش کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اور جو کچھ ماضی میں واقعات ہو چکے ہیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نگاہ ان سب پر بھی تھی۔ اور ماضی کا کوئی واقعہ کوئی بات حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے مخفی نہیں تھی۔ بلکہ ماضی، حال اور مستقبل یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کی ہر شے کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرما دیا تھا۔

اسی لئے صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہیں اس لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ان سب کا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مشاہدہ فرمارہے تھے۔ ارواح کو، نفوس کو، اجسام کو، نباتات و جمادات کو، حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کو، فرشتوں کے ذریعے ان کی تعظیم کروانے کو، جنت سے ان کے علیحدہ ہونے کو اور پھر ان کی توبہ کرنے کو، ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر گزرا اس کو الغرض ہر چیز حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وہ نور جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا وہ ہر شے کو اور ہر واقعہ کو دیکھ رہا تھا۔

اسی لئے قرآن پاک میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کے لئے فرمایا کہ اس کو یاد کیجیے اور کہیں ’’واذ قال موسیٰ لقومہ‘‘ (سورۃ البقرہ آیت 54،67) فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو یاد دلایا۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام واقعات حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ہو رہے تھے اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو سب چیزوں کا علم تھا۔ کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے موسیٰ کے بعد آنے والی جماعت کو نہیں دیکھا۔

اس لئے تفسیر کی سب سے معتبر کتاب ’’تفسیر خازن‘‘ میں لکھا ہے کہ: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝

میں انسان سے مراد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی ہے اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ’’رحمٰن نے انسان کامل یعنی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مَا کَان وَ مَایکُون۔

یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ تمام اگلے اور پچھلے امور کا بیان سکھا دیا۔ (تفسیر خازن۔ سورۃ الرحمٰن)

دوسری بات جو اس آیت سے ظاہر کی گئی وہ یہ کہ ابلیس کتنا بڑا عالم اور کتنا بڑا عابد تھا۔ لیکن اس کو حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ جو انتہائی عاجزی وانکساری اور کسی کی انتہائی تعظیم کرنے کا نام ہے لیکن اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نبیؑ کی تعظیم نہ کی تو اس کا سارا علم اور ساری عبادت اس کے منہ پر ماردی گئی اور اس کو رب نے اپنے در سے دھتکار دیا اور فرما دیا کہ وہ کافر ہو گیا۔

قرآن پاک میں سورۃ النساء، آیت نمبر 36 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝

ترجمہ:۔ ’’یقیناً اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا‘‘۔

اب اگر کوئی عاشق میلاد شریف کی محفل میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور ان کے ذکر کی تعظیم میں کھڑا ہو جائے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مشرک ہے۔ اس کا ایمان چلا گیا لیکن اس آیت نے بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی تعظیم کرنے سے ایمان نہیں جاتا۔ بلکہ تعظیم نہ کرنے سے ایمان جاتا ہے۔ اللہ کے پیاروں کی تو یہ شان ہے کہ جس کے پاس ایمان نہ ہو اس تعظیم سے ان کو ایمان مل جاتا ہے۔ دیکھئے جب جادوگر حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں آئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صرف اتنا ادب کیا کہ ان سے پوچھ لیا کہ ترجمہ:۔ ’’آپ اپنا عصا پہلے زمین پر ڈالیں گے یا ہم ڈالیں‘‘؟ اللہ تعالیٰ نے اس ادب کی وجہ سے ان کو دولت ایمان سے مالا

مال کر دیا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر فوراً ایمان لے آئے - اس طرح قرآن پاک میں ایک اور جگہ سورۃ فتح، آیت نمبر 8-9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا

ترجمہ:۔ ’’اے نبی بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا، تا کہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پا کی بیان کرو‘‘۔

اس آیت مبارکہ سے جو سبق ہمیں حاصل ہوتے ہیں اس میں سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ’’ہم نے اپنے محبوب کو اطاعت کرنے والوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور نافرمانوں کے لئے عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ ہم نے ان کو دین اسلام کے احکامات دے کر بھیجا ہے۔ اور اس دین اسلام کے پہنچنے کی تین وجہ بیان کی گئیں ہیں۔یعنی قرآن کے نازل کرنے کا مقصد صرف تین باتیں ہیں:

1- اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لایا جائے۔

2- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر کی جائے-

3- اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

اس سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب اور احترام کی اہمیت کا پتہ چلا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر دین اسلام کا اولین مقصد ہے۔یعنی یوں کہیے کہ دین کی روح اور ایمان کی جان ہے۔

جس کے پاس حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ادب نہیں۔اس کے پاس نہ دین ہے، نہ ایمان، نہ توحید ہے اور نہ اسلام۔خواہ وہ کتنا ہی عابد اور زاہد کیوں نہ ہو اگر تعظیم مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ نہیں تو کچھ نہیں۔

اس لئے ابن تیمیہ نے لکھا "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی دین و ایمان کے منافی ہے۔جس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم کی اس نے تمام دین کو قائم کر دیا اور جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی توہین کی اس نے دین کو ساقط کر دیا اور گرا دیا"۔(الصارم صفحہ 211)

پھر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب و احترام کو دین و ایمان کا مقصد اولین قرار دینے کے بعد ’’وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ‘‘ فرما کے امر کے صیغہ کے ذریعے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر فرض ہے۔اگر کسی نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کر دی تو اسی وقت دین سے نکل جائے گا۔خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم، عابد اور زاہد ہو اس کا علم اور اس کی عبادت اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔

رب کو اپنے محبوب کی ادنیٰ سی گستاخی بھی گوارہ نہیں ہے۔اسی لئے ایک دوسرے مقام پر قرآن پاک میں سورہ الحجرات، آیت نمبر 2 میں نبی کا ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: ترجمہ:"نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو ورنہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے"۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی بدترین کفر اور اللہ کی سخت ناراضگی اور غضب کا باعث بنتی ہے۔

اب دیکھیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ایمان کا ذکر فرمایا۔پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر کا اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا۔قرآن نے ان تینوں باتوں کا اس ترتیب سے ذکر فرمایا کہ صاف بتا دیا کہ ایمان لانے کے بعد تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ ہو تو عبادت کام آئے گی۔ایمان کے بغیر تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کا کوئی فائدہ نہیں جیسے ہندو عیسائیوں اور انگریزوں نے بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان میں کتابیں لکھی ہیں بہت سے اشعار لکھے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر ایمان نہیں لائے اس لئے ان کی تعظیم کا کوئی فائدہ نہیں۔یہ دراصل دکھلاوے کی تعظیم ہے اگر آپ خاتم النبیین ﷺ سے حقیقی معنوں میں محبت ہوتی تو ضرور اسلام لے آتے۔

پھر قرآن میں تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا ذکر کیا ہے۔اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر پہلے تمہارے دل میں تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ ہو تو اس کے بعد تم عبادت کرو گے تو اس کا فائدہ ہو گا اور وہ عبادت مقبول ہو گی۔اور بغیر تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کے عبادت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کتنی کی جائے ؟تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں مطلقاً فرمایا " حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتو قیر کرو اس میں کوئی قید نہیں لگائی "۔اس لئے اسلام میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے مثلاً سجدہ وغیرہ اس کو چھوڑ کر ہر قسم کی تعظیم کا ہمیں حکم ہے۔

لہٰذا حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کی تعریف کرنا، ان کی شان بیان کرنا، ان میں عیب نہ نکالنا، ان کے نام کی تعظیم کرنا کہ نام کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا، ان کے ذکر کی تعظیم کرنا، کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھنا، ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے کا احترام کرنا یعنی صحابہ کرامؓ، اہل بیت، اولیاء کرامؒ، صلحا، مکہ شریف، مدینہ شریف، مدینے شریف کے شجر وحجر بلکہ مدینے شریف کی خاک الغرض ہر چیز کا ادب واحترام کرنا اس آیت کی رو سے ہر مسلمان پر ضروری ہو گیا۔

لہٰذا جو محبت سے ان چیزوں کو آنکھوں سے لگاتا ہے اور ہونٹوں سے چوم کر ان کی تعظیم وتکریم کرتا ہے۔وہ دراصل حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کر کے اللہ کا پیارا بن جاتا ہے اور جو ان کا ادب واحترام نہیں کرتا وہ درحقیقت تعظیم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کر کے غضب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔

بعض لوگ عاشقان مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے ہیں " تم لوگ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتو قیر میں بہت مبالغہ کرتے ہو۔حد سے زیادہ بڑھا دیتے ہو"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہیں۔کیونکہ اس آیت میں ''وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ''۔فرما کر حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور قاضی عیاضؒ جیسے عظیم مفسرین کے نزدیک ''تُعَزِّرُوْهُ'' کے معنی یہ ہیں کہ اُن کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔(شفاء شریف، جلد 2، صفحہ 29)

دوسری بات یہ کہ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کی کوئی حد ہے ہی نہیں۔جو بھی تعریف کی جائے گی حد ہی میں رہے گی حد سے بڑھ ہی نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچھی، سچی اور پکی محبت عطا فرمائے۔(آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اختیاراتِ رسول خاتم النبیین ﷺ

دنیاوی اختیارات کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایس ایچ او تھانے کا انچارج ہوتا ہے۔کیا ایس ایچ او کوئی اختیار رکھتا ہے؟ کیا ڈی ایس پی کوئی اختیار رکھتا ہے؟ کیا کمشنر یا گورنر کوئی اختیار رکھتا ہے؟ کیا صدر کا چیف ایگزیکیوٹو کا کوئی اختیار ہوتا ہے؟ جواب اس کا یہ ہوگا کہ ہاں ہر ایک کے پاس اختیار ہوتا ہے۔اگر اختیار نہ ہوتو اپنے اپنے عہدوں کا استعمال کیسے کریں؟

یہ تمام باتیں ہمیں معلوم ہیں۔ہمیں معلوم ہے کہ جتنا بڑا عہدہ ہوتا ہے اتنے زیادہ اختیارات بندے کو حاصل ہوتے ہیں۔ان تمام لوگوں کے اختیارات کو ہم جانتے اور مانتے ہیں۔لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوچیے اور بتایئے کہ کیا رسالت کا عہدہ مندرجہ بالا تمام عہدوں سے چھوٹا ہوتا ہے کہ اوپر والے عہدہ دار تو تمام اختیارات رکھیں اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس کوئی اختیار نہ ہو۔جبکہ آپ خاتم النبیین ﷺ تو تمام عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

موجودہ دور میں ہم سب سے بڑا عہدہ امریکہ کے صدر کا مانتے ہیں کہ وہ ذرا سی دیر میں ہمیں پتھروں کے زمانے میں بھیج سکتا ہے۔لیکن امریکہ کا صدر کیا کر سکتا ہے؟ مندرجہ بالا عہدے دار ایس ایچ او، ڈی ایس پی، کمشنر، گورنر، صدر یا وزیر اعظم کے عہدے دیکھیں اور یہ دیکھیے کہ کیا ان میں سے کوئی بھی کسی درخت کو حکم دے سکتا ہے کہ اس کے پاس چل کر آئے؟ زلزلہ آیا ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے، حکم دے سکتا ہے کہ اے پہاڑ ٹھہر جا اور رک جا۔کیا یہ پتھر کو پانی پر تیرنے کا حکم دے سکتا ہے؟ کیا پتھر اس کے حکم سے بول سکتا ہے؟ کیا وہ سورج کو واپس کر سکتا ہے؟ کیا وہ چاند کو حکم دے سکتا ہے کہ وہ دو ٹکڑے ہو جائے؟ کیا وہ کسی کو آنکھوں کی بینائی دے سکتا ہے؟ کیا وہ کسی کو شفا دے سکتا ہے؟ نہیں وہ ان باتوں میں سے کسی بات کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔وہ مردے کو زندہ ہونے کا حکم نہیں دے سکتا۔وہ برص والوں کو ٹھیک نہیں کر سکتا۔جبکہ نبی یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

اور ہمارے نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ مختار کل ہیں۔ہم کہتے ہیں منگتوں کو سلطان بنایا میرے کملی والے نے---اب فقیر کو امیر بنانا تو کوئی بندہ بھی دولت دے کر بنا سکتا ہے لیکن کیا وہ اسے جنت دے سکتا ہے؟ سلطان تو بن سکتا ہے لیکن جنتی نہیں بن سکتا۔جنتی بنانا ممکن نہیں---جبکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے لیے یہ سب بہت آسان ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی ایک نظر کرم، ایک محبت کی نگاہ، آپ خاتم النبیین ﷺ کے تھوک کا کمال، آپ خاتم النبیین ﷺ کا دست شفقت کا کمال، گنہگار سے گنہگار بندے کو بھی خواب میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہو جائے تو وہ جنتی ہو جاتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ " مجھے اجازت دیں کہ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پیچھے جا کر نماز پڑھوں اور پھر میں ان سے عرض کروں گا کہ یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) مجھے اور میری والدہ کو جنتی بنا دیں"۔والدہ نے اجازت دے دی۔حضرت حذیفہؓ تشریف لے گئے۔نماز مغرب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اقتدا میں ادا کی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مغرب کے بعد نوافل پڑھنا شروع کر دیے۔ حضرت حذیفہؓ پاس بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔عشاء کا وقت ہو گیا۔نماز عشاء بھی حضرت حذیفہؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقتدا میں ادا کی۔نماز سے فارغ ہوتے ہی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اٹھے اور اپنے دولت کدے کی طرف چل دیے۔حضرت حذیفہؓ بھی پیچھے چل دیے کہ راستے میں کہیں بات کرنے کا موقع ملا تو بات کرلوں گا۔راستے میں ایک بندہ آ گیا۔اس نے سلام کیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس سے گفتگو شروع کر دی۔حضرت حذیفہؓ پیچھے ہی رہے اور ایک طرف کو کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ یہ بات ختم کرلیں تو میں اپنی بات کروں گا۔جب وہ شخص مڑا تو حضرت حذیفہؓ آگے بڑھے۔ابھی آگے بڑھے تھے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" حذیفہ ہے"۔نام لے کر فرمایا" جا حذیفہ تجھے اور تیری ماں کو اللہ تعالی نے بخش دیا ہے"۔پھر فرمایا" حذیفہ تم جانتے ہو یہ بندہ کون تھا جو ابھی مجھ سے بات کر رہا تھا"؟ کہا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں ان کو پہچان نہ سکا"۔فرمایا" وہ فرشتہ تھا یہ اللہ تعالی سے اجازت لے کر آیا تھا۔اس نے باری تعالی کے حضور عرض پیش کی کہ "باری تعالی میں درود شریف تو پڑھتا ہوں لیکن میری تمنا ہے کہ میں درود شریف کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت مبارکہ بھی کروں"۔وہ میرے سامنے درود شریف پڑھنے اور زیارت کرنے آیا تھا۔

اب دیکھیے آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت حذیفہؓ کے دل کی بات کو جان لیا یا ان کو اللہ تعالی نے وحی الہام سے مطلع فرما دیا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مدینہ شریف جانا ہو تو مسجد نبوی کی حاضری کی نیت کر کے جاؤ۔روزہ رسول کی حاضری کی نیت نہ کرو۔(استغفر اللہ) اب بتایئے کہ وہ فرشتہ مسجد نبوی

کی حاضری کے لیے آیا تھا یا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حضور حاضری دینے کے لیے حاضر ہوا تھا- اللہ تعالی نے اس فرشتے کو اجازت دی اور ساتھ ہی تحفہ بھی دیا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے نواسے حسنین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے اور حضرت حذیفہؓ اپنی اور اپنی ماں کی بخشش بھی لے کر جا رہے ہیں-

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے- حضرت جابر آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہمراہ تھے- آپ خاتم النبیین ﷺ نے وہاں پر استنجا فرمانا تھا لیکن کوئی اوٹ یا پردہ نہ تھا- دور بہت فاصلے پر ایک درخت الگ اور دوسرا اس سے فاصلے پر الگ نظر آئے- آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت جابر سے فرمایا کہ " ان دونوں درختوں کو جا کر کہہ دو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں "- حضرت جابر نے درخت کو پیغام دیا- درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین سے نکل کر حضرت جابر کے ساتھ چل دیا اور دوسرے درخت کے ساتھ لگ کر زمین سے چپک گیا اور جب آپ استنجا سے فارغ ہو گئے تو درخت پھر اپنی جگہ پر لوٹ آیا- (خطیب: رواۃ مالک) یہ ہے اختیار نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا-----

ظہر کی نماز کا وقت ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مسجد قبلتین میں نماز کی امامت فرما رہے ہیں- دو رکعت نماز پڑھی بھی جا چکی ہے- اس مسجد میں آج بھی دو محراب بنے ہوئے ہیں- ایک شمال کی جانب اور دوسرا جنوب کی جانب- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو خیال آیا کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ ہونا چاہیے اب نماز ادا ہو رہی ہے- عین نماز میں حکم خداوندی ہوتا ہے (سورہ بقرہ، آیت نمبر 144)

ترجمہ: " ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ کا) بار بار آسمان کی طرف دیکھنا دیکھ رہے ہیں- پس اب آپ (خاتم النبیین ﷺ) اپنے چہرے کو اس قبلے کی طرف پھیر لیجئے "- جدھر آپ خاتم النبیین ﷺ کی مرضی ہے ابھی نماز پوری نہیں ہوئی تھی کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے قبلہ اول بیت المقدس سے اپنا چہرہ پھیر کر خانہ کعبہ شریف کی طرف کر لیا-

اس سے بڑھ کر اور اختیار کیا ہوتا ہے کہ اپنی مرضی کا قبلہ بنوا لیا- تمام اختیارات اللہ تعالی کے پاس ہیں- اللہ تعالی مختار کل ہے- اسی نے اپنے محبوب کو کل جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو سب سے بڑا عہدہ دیا--- کل جہان کے نبی کا دیا--- کیا اتنا بڑا عہدہ کسی اور کے پاس ہے؟ اب جتنا بڑا عہدہ اتنے زیادہ اختیارات-- ورنہ کوئی اپنے عہدے کا استعمال کیسے کرے گا؟

تو اللہ تعالی خود مختار کل ہے اور اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو بھی مختار کل کر دیا- ہاں دونوں کے مختار کل ہونے میں فرق ہے اللہ تعالی ذاتی طور پر مختار کل ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ عطائی طور پر اللہ تعالی کے دینے سے مختار کل ہوئے--- اللہ تعالی ازلی اور ابدی طور پر خود مختار ہے اور بندے عطائی اور عارضی طور پر خود مختار ہو جاتے ہیں-

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " اگر میں اس پہاڑ کو حکم دوں کہ سونے کا بن جا تو یہ سونے کا بن جائے گا اور پھر یہ سونے کا پہاڑ اٹھانا بھی نہیں پڑے گا بلکہ یہ خود میرے ساتھ ساتھ چلے گا "-

یہ کتنا بڑا اختیار ہے لیکن یہ اختیار صرف نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں اور اللہ تعالی کے دینے سے عطائی طور پر عطا ہوتا ہے-

کچھ عیسائی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے پاس مناظرہ کرنے کے لیے آئے- اور کہا بتایئے " حضرت عیسی علیہ السلام کے والد کون ہیں " ؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " وہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے ہیں "- انہوں نے کہا " نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالی ان کا باپ ہے "- آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " نہیں اللہ تعالی قادر مطلق ہے وہ بغیر باپ کے اولاد پیدا کر سکتا ہے لیکن وہ عیسائی نہ مانے- وہ یہی ضد کر رہے تھے کہ اللہ تعالی ہی حضرت عیسی کے والد ہیں "- اور پھر جب مناظرے سے بات نہ بنی تم مباہلہ پر رضامندی ہوئی اور وہ مباہلہ کرنے پر راضی ہو گئے- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " آپ لوگ اپنی اپنی فیملیوں کے ساتھ اور میں اپنے خاندان کے ساتھ آتا ہوں اور پھر آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر کہتے ہیں " جھوٹے پر اللہ کی لعنت "- عیسائی حضرات خوشی خوشی اپنے پوپ کے پاس گئے- وہ خوش ہو رہے تھے کہ ہمارا پوپ ایک ہی پلے میں ان کو ہرا دے گا- پوپ ان لوگوں کے ساتھ مباہلے کے لیے آ گیا- اس نے کہا " جوں ہی وہ لوگ آئیں گے میں ایسی بددعا دوں گا کہ ان سب کو زمین نگل جائے گی "-

ادھر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ حضرت فاطمہ الزہراؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام حسنؓ کے ساتھ تشریف لائے- جوں ہی ان کے پوپ نے جس کا

نام اسقف تھا ان لوگوں کو دیکھا تو بولا "عیسائیوں! باز آ جاؤ- یہ ایسی نورانی ہستیاں ہیں کہ اگر آج انہوں نے عیسائیوں کے لیے بد دعا کر دی تو پوری دنیا میں ایک عیسائی بھی زندہ نہ بچے گا" - پھر کہا" عیسائیوں بھاگ چلو" - یہ کہا اور میدان ہی سے مڑ کر بھاگنا شروع کر دیا- عیسائیوں نے جو اپنے پوپ کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے- سب بھاگ گئے میدان حالی رہ گیا- مباہلہ نہ ہو سکا-

تو یہ ہے عظمت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور ان کے خاندان کی --- یہ ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا اختیار--- کہ عیسائی جان گئے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بد دعا سے کوئی عیسائی نہ بچ پائے گا-

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اختیار میں اللہ تعالی نے ہر وہ چیز دی ہے جو کسی اور کو نہیں دی- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو جنت عطا فرمائی--- حضرت عمرؓ کو میزان پر اختیار فرمایا--- حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو پل صراط پر قبضہ دیا--- حضرت علیؓ کو حوض کوثر عطا کیا--- ہے کوئی ایسا اختیار والا اور ایسا عطا کرنے والا-

حبیب شامی ملک شام کا حکمران تھا- اس کو ابو جہل نے بلایا کہ " آ کر محمد خاتم النبیین ﷺ سے بات کریں" - وہ آیا اور پھر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس آ کر کہا" آپ خاتم النبیین ﷺ نے نبوت کا دعوی کیا ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"ہاں" - اس نے کہا"اپنی نبوت کا کوئی معجزہ دکھائیں" - آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جو تم کہو دکھا دوں گا" - اس نے کہا" اس وقت دو پہر کا وقت ہے آپ خاتم النبیین ﷺ سورج کو غروب کر دیں- چاند نکل آئے- پورا چاند--- چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے جو بدر کامل کہلاتا ہے- پھر اس کے دو ٹکڑے کر دیں- ایک کو ابو قبیس پہاڑ کے ایک طرف اور دوسرے کو دوسری طرف لے جائیں- پھر ان کو جوڑ دیں" - یہ معجزہ حبیب شامی نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دکھانے کو کہا- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اشارہ فرمایا- سورج غروب ہو گیا- فوراً ہی آدھی رات کا اندھیرا چھا گیا- چاند نکل آیا- پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو کر ادھر ادھر چلے گئے- پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے اشارہ فرمایا چاند غائب ہو گیا، سورج ویسے ہی نکل آیا جیسے ڈوبنے سے پہلے چمک رہا تھا-

یہ معجزات بھی ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے اختیارات بھی ہیں--- کس میں اتنی طاقت ہے کہ اپنے اختیارات کا استعمال اشاروں سے کرے- اب دیکھیں سورج آزاد نہیں ہے- نظام شمسی کا ہر سیارہ اپنے اپنے مدار میں تیر رہا ہے- قران پاک سورہ یاسین، آیت نمبر 40 میں فرمان الہی ہے:

ترجمہ:" سورج کے لیے نہیں کہ وہ چاند کو پکڑے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے سکتی ہے- ہر کوئی اپنے اپنے مدار میں (گھیرے میں) تیر رہا ہے"-

یعنی سورج آزاد نہیں ہے مجبور ہے- اس پر کئی قسم کی قوتیں ہیں- اس پر ثقل ہے، اس میں کشش ہے، اس پر مقناطیسی طاقت ہے، اس پر دوسرے اجرام فلکی کی طاقتیں بھی اثر کر رہی ہیں- ہزاروں طاقتیں ہیں جن میں سورج گھرا ہوا ہے- لیکن جب نبی نے اشارہ فرمایا تو تمام تر طاقتوں کے باوجود سورج حکم بجالایا-

تو حبیب شامی جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہ معجزے دکھانے کے لیے کہا تھا وہ یہ سب کچھ دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور کہا کہ " اب ایک بات اور بھی ہے اور وہ بات میرے دل میں ہے آپ خاتم النبیین ﷺ وہ بات بھی بتائیں اور اس کا جواب بھی دیں" - آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً فرمایا" حبیب شامی تمہارے دل میں یہ بات ہے کہ تمہاری ایک بیٹی ہے جو عرصے سے فالج کے مریض ہے، تم چاہتے ہو کہ اس کو شفا ہو جائے" - اس نے کہا" ہاں یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ یہی بات میرے دل میں ہے" - آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جاؤ اب اس کو شفا ہو جائے گی" - آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کی شفا کے لیے دعا کی اور ساتھ ہی اس کے مسلمان ہونے کے لیے بھی دعا فرمائی-

حبیب شامی گھر واپس آتا ہے تو اسی بیٹی نے دروازہ کھولا- وہ حیران ہوا کہ " بیٹی یہ کیسے ہوا"؟ عرض کیا" ابا جان! جس دن چاند دو ٹکڑے ہوا تھا اُس روز ایک نورانی چہرے والی ہستی تشریف لائی تھی- جس نے اپنے دست مبارک سے مجھے صحت بھی عطا فرمائی اور مجھے کلمہ بھی پڑھایا تھا"-

تو جہاں تک اللہ تعالی کی خدائی ہے وہیں تک محمد خاتم النبیین ﷺ کی رسائی ہے، پہنچ ہے، اختیار ہے-

کوفہ کے کچھ لڑکوں نے ایک شرارت کی- چند نوجوان ایک لڑکے کو مردہ ظاہر کر کے جنازہ حضرت علیؓ کے پاس لائے کہ حضور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں اور اس لڑکے کو بتا دیا کہ جب حضرت علیؓ نماز جنازہ پڑھانا شروع کریں گے تو ہم ایک کنکری تجھ پر گرائیں گے- تو اٹھ کھڑا ہونا- ہم اس کا مذاق اڑائیں گے کہ کہتے ہیں میں علم کا دروازہ ہوں اور سامنے پڑی ہوئی چار پائی پر زندہ کو نہ جان سکے- وہ جنازہ حضرت علیؓ کے پاس لائے اور پھر جنازہ پڑھانے کو کہا- حضرت علیؓ نے پوچھا" میت کا وارث

کون ہے"؟ وہاں پر موجود ایک شخص نے کہا" میں اس کا وارث ہوں" - وہ حقیقتاً اس کا باپ ہی تھا اور وہ بھی اس شرارتی ٹولے میں شامل تھا - حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا" اجازت ہے میں نماز جنازہ پڑھانا شروع کروں" - اس نے کہا" بالکل شروع کریں" - حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھانا شروع کیا - پیچھے سے لڑکوں نے میت والی چارپائی پر کنکر مارنا شروع کیے - لیکن وہاں تو کوئی ہل جھل ہی نہ ہوئی -

حضرت علیؓ نے نماز جنازہ مکمل کی تو وہ لڑکے اور اس لڑکے کا باپ فوراً میت کے پاس آئے اور میت کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا - انہوں نے دیکھا کہ وہ لڑکا حقیقت میں فوت ہو چکا ہے - حضرت علیؓ نے فرمایا" یہ میرے نماز جنازہ پڑھانے سے فوت ہوا ہے اب قیامت میں بھی یہ میرے ہی اٹھانے سے اٹھے گا" -

یہ ہے اختیار ---- سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے صحابہ کرامؓ اس قدر اختیارات کے مالک ہیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ کو کس قدر اختیارات حاصل ہوں گے -

اللہ تعالی رب العالمین ہے اس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو رحمت للعالمین بنایا --- اللہ تعالی حی القیوم ہے، زندہ ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بھی حیات ہیں ---- اللہ تعالی ذاتی طور پر زندہ ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ عطائی طور پر زندہ ہیں --- شفاعطا کرنا بھی عطائی ہے اور دل کی بات جان لینا بھی عطائی ہے --- اللہ تعالی کی عطا کی وجہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے پہاڑوں سے، پتھروں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے --- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے --- یہ پانی کہاں سے آیا؟

یہ نبی کی زبان "کُن" سے آیا --- اللہ تعالی فرماتے ہیں "کُن" تو " فیکون "ہوجاتا ہے - اسی طرح "کُن فیکون" کی زبان اس نے اپنے محبوب کو بھی عطا کر رکھی ہے -

وہ زبان جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالی ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے - (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جن چیزوں سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی -

1. قرض سے۔ (بخاری:6368)
2. برے دوست سے۔ (طبرانی کبیر:810)
3. بےبسی سے۔ (مسلم:2722)
4. جہنم کے عذاب سے۔ (بخاری:6368)
5. قبر کے عذاب سے۔ (ترمذی:3503)
6. برے خاتمے سے۔ (بخاری:6616)
7. بزدلی سے۔ (مسلم:2722)
8. کنجوسی سے۔ (مسلم:2722)
9. غم سے۔ (ترمذی:3503)
10. مالداری کے شر سے۔(مسلم:2697)
11. فقر کے شر سے۔ (مسلم:2697)
12. زیادہ بڑھاپے سے۔ [بخاری:6368]
13. جہنم کی آزمائش سے۔ [بخاری:6368]
14. قبر کی آزمائش سے۔ [بخاری:6368]
15. شیطان مردود سے۔ [بخاری:6115]
16. محتاجی کی آزمائش سے۔بخاری:6368]
17. دجال کے فتنے سے۔ [بخاری:6368]
18. زندگی اور موت کے فتنے سے۔بخاری:6367]
19. نعمت کے زائل ہونے سے۔[مسلم:2739]
20. اللہ کی ناراضگی کے تمام کاموں سے۔[مسلم:2739]
21. عافیت کے پلٹ جانے سے۔ [مسلم:2739]
22. ظلم کرنے اور ظلم ہونے پر۔[نسائی:5460]
23. ذلت سے۔[نسائی:5460]
24. اس علم سے جو فائدہ نہ دے۔[ابن ماجہ:3837]
25. اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔[ابن ماجہ:3837]
26. اس دل سے جو ڈرے نہیں۔(ابن ماجہ:3837)
27. اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔(ابن ماجہ:3837)
28. برے اخلاق سے۔ [حاکم:1949]
29. برے اعمال سے۔[حاکم:1949]
30. بری خواہشات سے۔[حاکم:1949]
31. بری بیماریوں سے۔[حاکم:1949]
32. آزمائش کی مشقت سے۔[بخاری:6616]کے
33. سماعت کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
34. بصارت کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
35. زبان کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
36. دل کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
37. بری خواہش کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
38. بدبختی لاحق ہونے سے۔[بخاری:6616]
39. دشمن کی خوشی سے۔[بخاری:6616]
40. اونچی جگہ سے گرنے سے۔[نسائی:5533]
41. کسی چیز کے نیچے آنے سے۔[نسائی:5533]
42. جلنے سے۔[نسائی:5533]
43. ڈوبنے سے۔[نسائی:5533]
44. موت کے وقت شیطان کے بہکاوے سے۔[نسائی:5533]
45. برے دن سے۔[طبرانی کبیر:810]
46. بری رات سے۔[طبرانی کبیر:810]
47. برے لمحات سے۔[طبرانی کبیر:810]
48. دشمن کے غلبہ سے۔[نسائی:5477]
49. ہر اس قول وعمل سے جو جہنم سے قریب کرے۔[ابویعلی:4473]
50. کفر سے۔[ابویعلی:1330]
51. نفاق سے۔[حاکم:1944]
52. شہرت سے۔[حاکم:1944]
53. ریاکاری سے۔[حاکم:1944]

آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں- آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ نے معصوم پیدا فرمایا- نہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو شیطان بہکا سکتا تھا اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز کا خوف- آپ خاتم النبیین ﷺ نے امت کی تعلیم کے لیے یہ دعائیں مانگ کر امت کو سکھایا کہ ان چیزوں سے پناہ مانگیں-

اے اللہ! ہم ہر اس چیز سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے پیارے حبیب خاتم النبیین ﷺ نے مانگی۔ (آمین یارب العالمین)

طب نبوی (خاتم النبیین ﷺ) سے علاج

زودہضم غذا:- آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ حریرہ تمہارے شکم کو اس طرح صاف شفاف کر دیتا ہے۔ جیسے کوئی عورت اپنا چہرہ گرد وغبار سے صاف کر کے نکھار لیتی ہے"۔ (ابن ماجہ، رقم ۳۴۴۵، ۳۴۴۶۔ موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۴۰۳۵)

تلبیس بھی حریرہ کی ایک قسم ہے جو دودھ اور شہد کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ حریرہ جو کا پکایا ہوا بھی ہوتا ہے۔ آج کل سوجی سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "حریرہ مریض کے لئے مقوی القلب ہے اور رنج وغم کو ختم کرتا ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3445)

عرق النساء کا علاج:- سنن ابن ماجہ میں محمد بن سیرینؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو فرماتے سنا کہ "عرق النساء کا علاج جنگلی بکرے کی ران کو مہرا کیا جائے پھر اس کی یخنی تین حصہ میں کر دی جائے اس کے بعد تین دن تک یخنی کا استعمال نہار منہ کیا جائے"۔ (روزانہ نہار منہ ہونا چاہیے)۔ (سنن ابن ماجہ)

مرگی کا علاج:- آیت الکریمہ کو بکثرت پڑھنا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ سورہ مومنون کی آخیری 4 آیات اور آذان کا دونوں کانوں میں صبح شام 7,7 مرتبہ پڑھنا یا مریض کو پڑھ کر پھونکنا۔

آتش زدگی کو بجھانے کا طریقہ:- رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جب تم آگ لگی ہوئی دیکھو تو با آواز بلند تکبیر کہو اس لیے کہ تکبیر آگ کو بجھا دیتی ہے"۔ (اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و للہ الحمد) (تکبیر) (جامع الصغیر للسیوطی)

تندرست جسم اچھی نعمت ہے۔

1- نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے عطا کردہ نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور یوں کہا جائے گا کہ "کیا ہم نے تمہارے جسم کو تندرست نہیں بنایا تھا اور آب سرد (ٹھنڈے پانی) سے ہم نے تمہیں سیراب نہیں کیا تھا؟" (جامع ترمذی، جلد 3، حدیث نمبر 3358)

2- مسند احمد میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا" میں نے پیغمبر خدا (خاتم النبیین ﷺ) خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ سے یقین اور عافیت طلب کرو، اس لیے کہ کسی کو یقین کے بعد جو سب سے بڑی دولت ملی ہے وہ عافیت ہے"۔ (جامع ترمذی، جلد 3، حدیث نمبر 3558)

3- سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ سے فضل، عافیت اور صحت طلب کرو۔ اس لئے کہ کسی کو یقین کے بعد صحت مندی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں عطا کی گئی ہے"۔ (سنن نسائی)

4- ترمذی میں مرفوعاً روایت ہے "اللہ سے جس چیز کا سوال کیا جاتا ہے اس میں سب سے بہتر اس کے نزدیک پسندیدہ عافیت کا سوال ہے"۔ (ترمذی)

5- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس ایک اعرابی آیا اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے عرض کیا "5 وقت نماز کی ادائیگی کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے کس چیز کا سوال کروں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ سے عافیت طلب کرو"۔ اس کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے دوبارہ کہا اور تیسری مرتبہ فرمایا "دنیا اور آخرت دونوں میں عافیت طلب کرو"۔ (جامع ترمذی، جلد 3، حدیث نمبر 3514)

- ☆ کھانا کھا کر فوراً سونے سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے منع فرمایا۔ اس لئے اطباء کھانے کے بعد کم از کم سو قدم چلنے کو کہتے ہیں۔
- ☆ مسلمان اطبا نے کھانے کے بعد نماز پڑھ لینے کو بھی انسان کی بہترین ورزش قرار دیا ہے۔
- ☆ شام کے وقت کا کھانا ضروری قرار دیا۔ شام کے وقت کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپے کو دعوت دینا ہے۔
- ☆ گرم اور سرد کھانے کے بعد اور حمام میں داخل ہونے کے بعد پانی پینے سے پرہیز کریں۔
- ☆ اگر اس سے صحیح معنوں میں پرہیز کر لیا تو جب تک زندہ رہیں گے۔ بیماری کا خطرہ نہیں رہے گا۔
- ☆ اسی طرح ورزش، تھکن، اور جماع کے فوراً بعد پانی کا استعمال اچھا نہیں ہے۔ اور کھانے کے بعد اور پھل کھانے کے بعد پانی کا استعمال مفید نہیں ہوتا۔

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) شہد میں ٹھنڈا پانی ملا کر پیا کرتے تھے۔

☆ اطباء کا کہنا ہے کہ نہار منہ شہد استعمال کرنے سے بلغم پگھل کر خارج ہوتا ہے۔ معدہ صاف ہو جاتا ہے، فضلات دور ہو جاتے ہیں۔ معدہ میں ایک معتدل گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے سدے کھل جاتے ہیں۔

☆ ٹھنڈے پانی میں شہد، کشمش، یا کھجور یا شکر کی شیرینی آمیز ہو تو بدن میں جانے والی تمام چیزوں میں سے سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ باسی پانی آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو پسند تھا۔

☆ پانی تین سانس میں پینے میں بڑی حکمتیں ہیں چنانچہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے آسان الفاظ میں ان حکمتوں کو بیان فرمایا کہ:

یہ طریقہ بڑی آسودگی والا، پوری طرح نفع بخش اور شفا دینے والا ہے۔ یعنی معدہ پیاس کی شدت اور اس کی بیماریوں سے نجات دیتا ہے۔ اس طرح کہ تین مرتبہ درمیان میں سانس لینے سے بھڑکتے ہوئے معدہ پر پانی تین دفعات میں وارد ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ جو سکون نہیں ملا تھا۔ دوسری مرتبہ اُسے مل جاتا ہے۔ اگر دوسری مرتبہ میں سکون نہ ہوا ہو تو تیسری دفعہ میں اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور حرارت معدہ بھی باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے کہ ٹھنڈک اگر ایک ہی مرتبہ پہنچ جائے اور ایک ہی انداز میں ہو تو اس سے معدہ کے سرد پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

☆ جن برتنوں پر ڈھکن نہ ہو، جن مشکیزوں میں بندھن نہ ہوں۔ ان میں وبا کی بیماری گر پڑتی ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ڈھکن رکھتے وقت اور مشکیزہ باندھتے وقت ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم، جلد 5 حدیث نمبر 5246)

☆ جامع ترمذی میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے اے اللہ اس میں برکت دے اور اس سے بہتر کھانا ہمیں کھلا اور جب دودھ پئے تو کہے۔ اے اللہ اس میں برکت عطا فرما اور اس میں زیادتی عطا فرما۔ اس لئے کہ دودھ کے سوا، کوئی چیز کھانے پینے کے لئے کافی نہیں ہوسکتی"۔ (جامع ترمذی، جلد 3، حدیث نمبر 3455)

☆ ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ایک بڑا چمچہ شہد ملا کر پینے سے اچھی نیند آتی ہے۔

☆ ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ایک بڑا چمچہ شہد ملا کر پینے سے جسم کی گرمی دور ہوتی ہے

☆ گرم پانی کے ایک گلاس میں ایک بڑا چمچہ شہد، ایک لیموں ڈال کر پینے سے جسم کی صفائی ہو جاتی ہے اور رنگ نکھر آتا ہے۔

☆ جھریوں سے نجات کے لئے اور دماغ کی تقویت کے لئے غذا میں دودھ، مکھن اور شہد کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے۔

☆ ایک گلاس ٹھنڈے پانی میں شہد کا ایک چمچہ ڈال کر پینے سے جگر کی گرمی دور ہوتی ہے۔

☆ عمدہ خوشبو روح کی غذا ہے اور روح قوائے انسانی کے لئے سواری ہے۔ اور قویٰ میں خوشبو سے بالیدگی آتی ہے۔ دماغ دل اور باطنی اعضاء کو نفع پہنچتا ہے۔ قلب کو فرحت ملتی ہے۔ روح اور خوشبو کے درمیان قریبی تعلق پایا جاتا ہے۔

☆ انجیر میں تمام پھلوں سے زیادہ غذائیت ہوتی ہے۔ یہ حلق اور سانس کی نالی اور معدے سے بلغم کو نکالتی ہے۔ اخروٹ اور بادام کے مغز کے ساتھ انجیر کا استعمال بے حد مفید ہے۔

☆ سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے اپنے ایک درد کی شکایت کی، جو ان کے بدن میں پیدا ہو گیا تھا جب سے وہ مسلمان ہوئے تھے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا کہ "تم اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو اور تین بار (بسم اللہ) کہو، اس کے بعد سات بار یہ کہو (اَعُوذُ بِاللہِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ)" میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جس کو پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 5737)

****

نِسبت کیا ہے؟

علم کا مطلب ہے "جاننا"---**معرفت** کا مطلب ہے "پہچاننا"---**نسبت** کا مطلب ہے "تعلق ہوجانا"۔

جانتے سب ہیں، پہچانتے کم ہیں۔ جو پہچانتے ہیں- ان میں سے بھی تعلق والے کم لوگ ہوتے ہیں۔ بات تعلق سے بنتی ہے یعنی کام تعلق سے نکلتا ہے۔ تعلق کام آتا ہے۔

اس کو ایک مثال سے سمجھایا جاتا ہے۔

ایک آدمی نے دو اینٹیں لیں- ایک اینٹ کو بیت اللہ اور ایک اینٹ بیت الخلاء میں لگا دی- اینٹیں ایک جیسی، بنانے والا ایک، لگانے والا بھی ایک- لیکن ایک کی نسبت بیت اللہ سے ہوئی اور ایک کی نسبت بیت الخلاء سے- جس اینٹ کی نسبت بیت الخلاء سے ہوئی وہاں ہم ننگا پاؤں بھی رکھنا پسند نہیں کرتے اور جس اینٹ کی نسبت بیت اللہ سے ہوئی وہاں ہم اپنی پیشانیاں ٹیکتے ہیں، اُس کو ہونٹوں سے چومتے ہیں، بوسہ دیتے ہیں- دونوں کے رتبے میں فرق کیوں ہے؟ فرق صرف نسبت کا ہے (تعلق کا ہے)- دونوں کی نسبت الگ الگ ہے-

اپنی نسبت اللہ والوں سے رکھیں یقیناً بہت بڑا فرق پڑے گا- اللہ والوں سے تعلق---ہمیں اللہ تک پہنچا دے گا- اگر کسی عام چیز کو اللہ کے پیارے بندوں سے نسبت ہوجائے تو وہ عام چیز نہیں رہتی بلکہ خاص ہوجاتی ہے۔ اِسلامی معاشرے کا قیام اور اس کی بقا بھی نسبتوں کی پاسداری پر ہے-----چند مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:-

1) مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا(یثرب کے معنی بیماریوں کا گھر) یہ بیماریوں کا شہر کہلاتا تھا۔لیکن جیسے ہی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ وہاں پہنچے اب وہ یثرب نہ رہا بلکہ مدینہ منورہ بن گیا اور اسے ایسی عظمت نصیب ہوئی کہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کیلئے شفاء بن گیا۔ یہ سب کچھ مدینہ منورہ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نسبت کی وجہ سے نصیب ہوا۔

2) حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن قحافہ تھا۔لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نسبت جب اللہ تعالی کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے ہوئی تو وہ صدیق اکبرؓ بن گئے ،حضرت عمر بن خطابؓ کو جب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے نسبت ہوئی تو وہ فاروق اعظمؓ بن گئے،حضرت عثمانؓ کو جب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے نسبت ہوئی تو وہ ذوالنورینؓ بن گئے،حضرت علیؓ بن ابی طالب کو جب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے نسبت ہوئی تو وہ شیر خدا بن گئے۔

3) رمضان المبارک اور شب قدر میں عبادت کرنے کی وجہ سے ایمان والوں کو اس مبارک ماہ اور مبارک رات سے نسبت ہوگئی۔ یہی نسبت کام بنائے گی۔ یہی تعلق کام بنانے والا ہے۔

4) دائیں بائیں ،اوپر نیچے تمام سمتیں اللہ تعالی ہی کی طرف سے بنائی گئیں ہیں لیکن بیت اللہ کی سمت اللہ تعالی کا گھر اور مدینہ منورہ کی سمت میں نبی خاتم النبیین ﷺ کا در ہونے کی وجہ سے خاص نسبت رکھتے ہیں۔(اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے)اس لئے احتراماً ان دوسمتوں کی طرف منہ کرکے تھوکنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

5) ربیع الاوّل کے ماہ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی وجہ سے نسبت ہوگئ اور خاص طور پر بارہ ربیع الاوّل کو یوم پیدائش کی وجہ سے ایسی نسبت ہوگئ کہ کروڑوں مسلمان اس دن آپ خاتم النبیین ﷺ کا یوم ولادت میلاد کی صورت میں منا کر آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

6)۔ دنیا میں بے شمار پتھر ہیں لیکن مقام ابراہیم کے پتھر کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے اور حجر اسود اور رکن یمانی کی نسبت بیت اللہ کی وجہ سے جو فضیلت رکھتی ہے وہ ہم سب پر عیاں ہے۔ جو لوگ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں ان کی نسبت اللہ والوں سے ہوجاتی ہے۔

توجس اینٹ کو اللہ کے گھر میں لگایا گیا اس کی نسبت نے اسے کہاں پہنچا دیا۔اس طرح ہر وہ چیز جس کی نسبت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ہوجائے مثلاً آپ خاتم النبیین ﷺ کو سبزیوں میں کیا پسند تھا؟ آپ خاتم النبیین ﷺ کو گوشت میں جانور کا کونسا حصہ پسند تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ سادگی پسند تھے۔آپ خاتم النبیین ﷺ بلند اخلاق تھے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہر ادا سے نسبت۔غرض جس چیز کو بھی آپ خاتم النبیین ﷺ سے نسبت ہوجائے وہ اللہ تعالی کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

تیری نسبت سے ہے توقیر میری لوگوں میں
تو الگ ہو تو میری ذات میں رکھا کیا ہے؟

اللہ تعالی ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے نسبت (تعلق) رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	خاتم النبیین مُحسنِ اِنسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲،۱)	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمَیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۲)
مُختصِرتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۲)